1

دروس القرآن



متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن

دارالایمان

دروس القرآن

(سورۃ الفاتحہ تا سورۃ النساء)

1

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر: دار الایمان 17- فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

نام کتاب ——— دروس القرآن
افادات ——— مولانا محمد الیاس گھمن
بار اشاعت اول ——— ستمبر 2013ء
تعداد ——— 1100
باہتمام ——— احناف میڈیا سروس

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540
دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0423-7350016 ◆ 0321-4602218
دارالایمان دوکان نمبر 11 ماشاء اللہ مارکیٹ نزد تبلیغی مرکز
گیٹ 5 رائیونڈ 0335-7500510

درسِ قرآن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے انس وجن کی نظام زندگی، معاشرتی طرزِ حیات، قوموں کے عروج وزوال کے اسباب، سابقہ امم کے واقعات۔ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کے قبائح وشنائع، منافقین، مفسدین، مجرمین، ظالمین اور ضالین کی عادات بد کا تذکرہ اور ان سے بچاؤ کا طریقہ۔ مومنین، انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین، اولیاء، مفلحین، متقین، راشدین، فائزین وغیرہ کی عادات خیر اوران کو اپنانے کی ترغیب بیان فرمائی ہے یوں سمجھیے کہ ہمیشہ کامیابی اور ابدی ناکامی کے اسباب وعلل کو واضح کرتے ہوئے اپنے آخری نبی پر آخری لازوال، لاریب اور لاشک کتاب قرآن کریم نازل فرمائی۔

آج کے اس مادہ پرستی کے دور میں انسان اللہ رب العزت کے نازل کردہ دستور العمل (قرآن) کو چھوڑ کر دوسرے راستوں کا راہی بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے سارے عالم میں فرقہ وارانہ بھونچال نے اس کے نظام زندگی کو معطل کرکے رکھ دیا ہے۔ جب تک انسان بالخصوص مسلمان اپنے خالق ومالک کی معرفت اس کے اوامر، احکام، نواہی، منہیات اور اس کے آخری رسول کی تعلیمات کو نہیں اپنائے گا اس وقت تک یونہی مارا مارا پھرتا رہے گا۔ اس لیے اصلاحِ فرداور اصلاحِ معاشرہ کے لیے قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ جگہ جگہ قرآن کریم کے دروس کا سلسلہ شروع کیا جائے امت مرحومہ کو انھی خطوط کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی جائے تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کی تعلیمات کو اپنایا کامیاب ہوئے اور جن لوگوں نے اس سے روگردانی کی ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اقبال مرحوم نے کہا تھا:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

درسِ قرآن کا طریقہ

اگر آپ کسی مسجد کے امام، خطیب ہیں تو اپنی مسجد کے مقتدیوں کو بلاناغہ اور باقاعدہ درسِ قرآن دیں۔ اس کی سب سے مؤثر اور بہترین صورت یہ ہے کہ کسی بھی نماز کے بعد [جس میں اکثر اہل محلہ کو آسانی ہو] ایک ہی مکتبے کے مطبوعہ قرآن کریم تپائیوں پر رکھوا دیے جائیں، درسِ قرآن کے شرکاء ترتیب کے ساتھ بیٹھ جائیں، ترتیب یہ ہونی چاہیے:

1 سب پہلے الفاظ قرآن کو الگ الگ کر کے تلاوت کریں۔ ساتھ ساتھ نمازی او شرکاء درس بھی تلاوت کریں۔

2 اس کے بعد ان آیات کا بالکل سادہ اور عام فہم ترجمہ کریں۔

3 اجمالی طور پر تلاوت شدہ آیات کا خلاصہ بیان کریں۔

4 اس کے بعد ان کی تفسیر کریں۔

5 تفسیر کرتے وقت اس بات کو بطور خاص ملحوظ رکھیں اگر ان آیات میں کوئی عقیدہ ہے تو سب سے پہلے اس کی خوب وضاحت کریں۔ پھر علی الترتیب مسائل اور واقعات وغیرہ بیان کریں۔

6 ایسی آیات جن کا تعلق محکمات سے ہے عوام میں صرف وہی بیان کی جائیں۔

7 متشابہات آیات کو عوام الناس میں بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔

8 وقت کا دورانیہ بہت زیادہ طویل نہ ہو۔

9 شرکائے درس میں سے کوئی سوال وغیرہ کرے تو اس کو موقع دیا جائے۔

10 آخر میں تمام امت کے لیے گڑگڑا کر دعا کریں۔

درسِ قرآن کے لیے چند مفید تفاسیر

درسِ قرآن دیتے وقت اس بات کا بہت زیادہ خیال کریں کہ کسی ملحد اور بدعتی کی تفسیر کو سامنے رکھ کر مطالعہ نہ کریں۔ بلکہ علمائے ربانیین کی تفاسیر سے استفادہ کریں۔

اردو زبان میں:

1 بیان القرآن از حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

2 تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

3 معارف القرآن از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ

4 معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

5 معالم العرفان فی دورس القرآن از صوفی عبد الحمید خان سواتی رحمہ اللہ

عربی زبان میں:

1. الجامع لاحکام القرآن از امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ
2. روح المعانی از علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ
3. مدراک التنزیل تفسیر النسفی از امام عبد اللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ
4. تفسیر ابن کثیر از امام عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمہ اللہ
5. احکام القرآن از حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

نوٹ:

ترجمہ کے لیے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی کا آسان ترجمہ قرآن زیادہ مفید ہے



فہرست

سورۃ البقرہ ---------------------------- 70

درس: سورۃالفاتحہ

بتاریخ: 07-09-2012

بوقت: بعداز نمازعشاء

بمقام: جامع مسجد عثمانیہ نزدواپڈاآفس
اقبال کالونی Y بلاک سرگودھا

سورۃ الفاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا . مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ أَنْ لاَ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ إِیَّاکَ نَعْبُدُ وَإِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ O

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

تمہید:

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ان شاء اللہ ماہانہ درس قرآن کا ہمارا اس دفعہ جو شوال میں پہلا درس قرآن ہو گا، با قاعدہ قرآن کریم کی ترتیب پر ہو گا۔ اس لیے بالترتیب سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اسی سورتوں کا درس قرآن ان شاء اللہ چلتا جائے گا۔ اس میں دو سال لگیں، تین سال لگیں اللہ رب العزت بہتر جانتے ہیں۔ جب تک مقدر ہوا کوشش کریں گے ترتیب کے ساتھ درس قرآنِ کریم چلتا رہے۔

قوم کا مزاج اور علماء کی ذمہ داری:

ہمارے ہاں درس قرآن کریم سننے والے مختلف حضرات مختلف ذوق رکھتے ہیں، بعضوں کا ذوق ہوتا ہے کہ اختلافی مسائل پر گفتگو ہو تو بڑی رغبت سے سنتے ہیں۔ بعضوں کا ذوق ہوتا ہے کہ فضائل والی گفتگو ہو تو بڑے ذوق سے سنتے ہیں اور بعضوں کا ذوق ہوتا ہے کہ خالص درسِ قرآن ہو تو پھر ان کو پسند آتا ہے۔ آدمی ہر کسی کے مزاج کی رعایت کرے یہ آدمی کے بس میں نہیں ہے۔ اس لیے بہتر ہوتا ہے اپنی ترتیب کے مطابق کام کرتے رہیں ،تو جن کی مزاج کی موافقت ہو گی وہ چلیں گے جن کا مزاج کا موافق نہیں ہو گا ایک وقت آئے گا اللہ ان کو موافق فرمادے گا۔

حدیث سے لگن:

مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے بیان میں ہم شریک تھے حضرت فرمانے لگے: حدیث مبارک میں ہے اگر دودھ پیے تو دعا یوں پڑھے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" (ابوداود باب مَایَقُولُ اِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ)

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے دودھ موافق نہیں تھا، معدہ دودھ کو قبول نہیں کرتا تھا، میں دودھ پیتا رہا اور دعا کرتا رہا۔ ایک وقت آیا اللہ نے میرے معدے کو دودھ کے موافق بنادیا۔ میں دودھ بھی پیتا رہا اور دعا بھی نہیں چھوڑی۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ قوم کے مزاج کا خیال کرنا اوران کی رعایت کرنا یہ بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ایک بندہ 100 آدمیوں کی رعایت کرے، مشکل ہے۔ 100 بندے ایک کی رعایت کریں تو بہت آسان ہے ۔ سورۃ فاتحہ کے مضامین کے حوالے سے آج درس قرآن ہو گا اور بالترتیب ہو گا۔ ان شاء اللہ

قرآن کریم کی ترتیب نزولی اور وضعی:

سورۃ فاتحہ یہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے لیکن یہ نزول کے اعتبار سے پہلی

نہیں۔ قرآن کریم کی دو ترتیبیں ہیں:

ایک ترتیب نزولی۔ دوسری ترتیب وضعی۔

ترتیب نزولی کا معنیٰ:

سب سے پہلے کون سی آیت نازل ہوئی؟ پھر کون سی نازل ہوئی؟ پھر کون سی نازل ہوئی؟

ترتیب وضعی کا معنیٰ:

قرآن کریم میں پہلے کون سی آیت ہے؟ پھر کون سی آیت ہے؟ پھر کون سی آیت ہے؟

ابتدائی آیات آخری پارے میں:

قرآن کریم کی نزول آیات کی ترتیب الگ ہے اور ان آیات کو قرآن کریم میں رکھنے کی ترتیب الگ ہے۔ آپ تمام احباب کے علم میں ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے آیات نازل ہوئیں سورۃ الفاتحہ کی نہیں بلکہ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ (سورۃ العلق)

یہ پہلی آیت ہے اور یہ بھی سب کے علم میں ہے کہ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ یہ قرآن کے شروع میں نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کریم کے آخری پارے تیسویں پارے میں ہے اور جو سب پہلے آیت نازل ہوئی وہ آخری پارے میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے اترنے کی ترتیب الگ ہے اور قرآن کریم میں ان آیات کو کہاں کہاں رکھنا ہے؟ یعنی ترتیب وضعی بالکل الگ ہے۔

ترتیب نزولی اور وضعی حکم خداوندی ہیں:

ترتیب نزولی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ترتیب وضعی بھی اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی یہ جو آیت نازل ہوئی ہے اس کو فلاں جگہ پر رکھنا ہے۔ مثلاً جو سب سے پہلے آیت نازل ہوئی وہ ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ اور جو سب سے آخر میں نازل ہوئی وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ۔ (سورۃ البقرہ:281)

اب یہ آخری آیت ہے اور وہ پہلی آیت ہے اور پہلی آیت دیکھو تو تیسویں پارے میں ہے اور آخری آیت کو دیکھو تو تیسرے پارے میں ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ترتیب نزولی الگ ہے اور ترتیب وضعی الگ ہے۔

سورۃ الفاتحہ یکبارگی مکمل نازل ہوئی:

تو سورۃ فاتحہ کی آیات نزول کے اعتبار سے پہلی آیات نہیں ہیں لیکن قرآن میں رکھنے کے اعتبار سے پہلی آیات یہی ہیں۔ مفسرین کرام میں یہ مستقل بحث چلی ہے کہ وہ کون سی پہلی سورۃ ہے جو مکمل نازل ہوئی ہے؟ بعض کی رائے میں سب سے پہلے مکمل نازل ہونے والی سورۃ سورۃ الفاتحہ ہے۔

قرآن کریم کی عظیم ترین سورۃ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری ج2 ص642 "کتاب التعبیر" میں ہے: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث:4703)

مسجد میں سے نکلنے سے پہلے پہلے میں تجھے وہ سورۃ سکھاؤں گا جو قرآن کی سورتوں میں عظیم ترین سورۃ ہے۔ جب میں مسجد میں تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یہ سورۃ فاتحہ سب سورتوں

میں عظیم ترین سورۃ ہے اور قرآن میں اس کا نام رکھا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ (سورۃ الحجر:87)

اس کی سات 7 آیات ہے اس کو بار بار پڑھا جاتا ہے اور یہ قرآن عظیم ہے۔

قرآن کریم کی بہترین سورۃ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: الا أُخبرکم بخیر سورۃ نزلت من القراٰن کہ میں تجھے وہ سورۃ نہ بتاؤں جو قرآن کریم میں سب سے بہترین سورۃ ہے۔

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے:

قلتُ بلیٰ یارسول اللہ حضور کیوں نہیں؟ مجھے وہ سورۃ بتائیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فی فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء۔

(سنن دارمی رقم الحدیث:3370)

یہ وہ سورۃ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ تمام بیماریوں کی شفاء اس سورۃ میں موجود ہے لیکن بندے کا یقین اور اعتماد شرط ہے بندے کو یقین نہ ہو تو شفاء کیسے مل سکتی ہے؟

یقین محکم اور اعتمادِ کامل:

مجھے اس بات کا ذاتی تجربہ ہے یہ اُس وقت کی بات ہے جب میں درجہ سادسہ میں پڑھتا تھا۔ ''سادسہ'' کہتے ہیں چھٹے درجے کو۔ میں گوجرانوالہ پڑھتا تھا، ایک مسجد ہے لانگریاں والی گلی میں بڑی مشہور مسجد ہے اس میں جمعہ پڑھاتا تھا اور فجر کی نماز کے بعد درس قرآن بھی دیتا تھا۔ ہماری مسجد کے ایک مؤذن صاحب تھے سادہ آدمی تھے، مجھے آکر کہنے لگے ہمارے گھر میں مہمان بچی آئی ہے جس کو معمول کے مطابق ماہواری کا خون آیا اور رکا نہیں، مسلسل بیماری کے اندر مبتلاء ہے۔

ہم ڈاکٹروں کے پاس گئے، کوئی فرق نہیں ہے۔ حکیموں کے پاس گئے ہیں کوئی افاقہ نہیں ہوا، فلاں عاملوں کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ اس کے کپڑے لے آؤ! ہم چیک کریں گے۔ میں نے اسی وقت (یہ میری طالب علمی کی بات ہے میں اس وقت بالکل نو عمر تھا) ایک کاغذ لیا اور اس پر سورۃ فاتحہ لکھی اور اس کو کہا کہ اس کو بند کر لو، پڑھنا نہیں ہے اور اس کو بچی کے پیٹ پر باندھ دو! آپ یقین کریں وہ صبح آیا اور اس کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبّہ تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ مبارک ہو! ہماری بچی ٹھیک ہو گئی ہے۔ لکھا کیا تھا؟ میں نے کہا کہ "سورۃ فاتحہ" اب اس کا تعلق تو اعتماد کے ساتھ ہے۔

امام اہل السنت کا تعویذ اور دَم:

امام اہل السنت حضرت مولانا محمد سر فراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے پڑھا، علم وہاں سے شروع کیا میں ڈیرھ سال وہاں پڑھا ہوں۔ ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی عادت تھی، کوئی بندہ تعویذ لینے آتا تو اس کو فقط یہی لکھ دیتے بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لاَ یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلاَ فِی السَّمَاۗءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

(سنن ابی داود رقم الحدیث:5090)

یہی الفاظ ہر کسی کو لکھ کر دیتے۔ کوئی دَم کے لیے آتا ایک ہی دم کرتے بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لاَ یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلاَ فِی السَّمَاۗءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ پڑھ کر اس پر پھونک مار دیتے۔ اب اس کا ترجمہ کیا ہے؟ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے دَم کرتا ہوں اور دنیا میں بندے کو کوئی چیز تکلیف نہیں دے سکتی۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں، اللہ تعالیٰ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے۔

صحابہ کرام کا یقین کامل:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ میں تھے اور مقابلے میں رومی اور عیسائی ماہر جنگجو لوگ تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس ایک عیسائی پادری آیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا کہ کیوں تم اپنی فوج کو مروانا چاہتے ہو؟ تم سمجھ دار جرنیل ہو۔ اپنی فوج کو بچاؤ! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیوں؟ اس نے کہا کہ ہمارے پاس زہر ہے ہم وہ اپنی تلواروں پر لگا کر آئے ہیں اگر تلوار نہ بھی لگی تمہیں زہر بھی لگ جائے تو تم تب بھی مر جاؤ گے، تم اپنی اس مسکین محمدی فوج کو بچاؤ اور ان کو واپس لے جاؤ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: لاؤ زہر کی شیشی! وہ زہر کی شیشی لایا اور تھوڑا سا زمین پر ڈالا تو زمین ابلنے لگی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو میر ہتھیلی پر رکھو اس نے زہر ہتھیلی پر رکھا اور بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ پڑھا اور پورا زہر پی گئے۔ فرمایا کہ تیرے زہر کی یہ طاقت ہے جو میرے حلق کو کچھ نہیں کر سکی یہ "محمدی فوج" پر کیا اثر کرے گی؟ اب اس کا تعلق بندے کے اعتماد کے ساتھ ہے اگر اعتماد نہ ہو تو بسم اللہ نے کیا اثر کرنا ہے؟ میں خیر بتا رہا تھا سورۃ فاتحہ کے بہت سے فضائل ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۃ فاتحہ کے مختلف نام:

❖ اس کا نام فاتحۃ الکتاب بھی ہے، یہ تو سب کہتے ہیں۔ فاتحۃ الکتاب کیوں کہتے ہیں؟ فتح کا مطلب ہوتا ہے آغاز کرنا، شروع کرنا چونکہ یہ قرآن کریم کے شروع میں ہے اس لیے اسے فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں۔

❖ اس سورۃ کا نام سورۃ المسئلۃ بھی ہے مسئلہ کا معنیٰ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگنا کیونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ المسئلۃ بھی ہے۔

❖ اس سورۃ کا نام ام الکتاب بھی ہے ام کہتے ہیں جڑ کو، بنیاد کو۔ جیسے آدمی کے جسم

پر سر ہے تو کہتے ہیں ام الجسد آدمی کے جسم کا خلاصہ ہے، بنیاد ہے، آدمی کا دماغ کام کرے تو بندہ چلتا ہے یہ دماغ کام کرنا چھوڑ دے تو بندے کا پورا وجود کام کرنا چھوڑ دیتا، اس کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔

❖ اس کا نام سورۃ الشافیۃ بھی ہے میں نے بتایا کیونکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے اس لیے اس کو سورۃ الشافیۃ بھی کہتے ہیں۔

دم کرنے کا ثبوت صحیح بخاری سے:

اس بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں ایک عجیب واقعہ ذکر فرمایاہے: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت ایک علاقے سے گزر رہی تھی، اس علاقے والوں سے کہا کہ ہم مسافر لوگ ہیں ہمیں مہمان بنا لو تو انہوں نے مہمان بنانے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے جنہوں نے انکار کیا اُس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا جو علاج معالجہ ان کے پاس اس دور میں تھا کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ جن لوگوں کو ہم نے مہمان بنانے سے انکار کیا ان سے پوچھو شاید ان کے پاس کوئی علاج ہو؟

وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آئے اور سارا معاملہ کہہ ڈالا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیاہے ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی بندہ علاج کر سکتا ہے؟ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جی ہاں! میرے پاس دَم موجود ہے میں اس کا علاج کروں گا، وہ وہاں چلے گئے سورۃ فاتحہ پڑھی اور سردار پر پھونک ماری، اللہ تعالیٰ نے سردار کو شفاء عطا فرمادی۔

دَمُ کی اُجرت کا مسئلہ:

اچھا اس کے اندر ایک بات اور بھی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو "کتاب الاجارہ" کے اندر نقل کیاہے۔ اجارہ کا مطلب ہوتا ہے

مزدوری کرنا اور پیسے لینا۔ دم کا مسئلہ اور نقل کہاں کیا؟ کتاب الاجارہ میں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ دلیل پیش کرنا چاہتے ہیں کوئی آدمی دم کرے تو اس کے پیسے لے سکتا ہے یا نہیں لے سکتا؟ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب وہ لوگ آئے کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈسا ہے جس صحابی نے دَم کرنا تھا انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر آئیں گے اگر میں نے دم کیا اور تمہارا سردار ٹھیک ہو گیا تو تم اتنی بکریاں مجھے دو گے، تو دم کروں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ تو صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دم کیا اور سردار کو شفا مل گئی انہوں نے بکریاں دے دیں۔

صحابہ کرام کا طرز عمل:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ قرآن کریم پر اجرت نہیں لینی چاہیے تم نے اچھا کام نہیں کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہماری طرح نہیں تھے، اگر ایک مسئلے پر اُلجھن آگئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے۔

مسئلے کا جواب کب دیا جائے؟:

اگر آپ لوگوں کو اُلجھن آجائے تو عالم سے پوچھیں آپس میں کھُسر پھُسر کیوں کرتے ہو؟ میرا اپنا مزاج ہے میں یہاں بیٹھا ہوں یا سفر میں ہوں، ایک مسئلہ پوچھتا ہے دوسرا جواب دیتا ہے میں بیٹھ کر سنتا رہتا ہوں۔ بھئی! جب ہم سے پوچھیں گے تو ہم جواب دیں گے۔ جب ہم سے نہیں پوچھیں گے تو خواہ مخواہ کیوں جواب دیں؟ جب تک کوئی سوال نہ کرے تو علماء کو چاہیے کہ اس مسئلہ کا جواب نہ دیں۔ یا خود پوچھے یا عقیدت مند ہو ورنہ جواب نہ دے۔

حکیم الامت تھانوی کا فیصلہ:

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سفر

میں جارہے تھے دورانِ سفر انہوں نے کسی کو ٹوکا! غالباً اس کی شلوار ٹخنوں کے نیچے تھی یا کوئی اور مسئلہ تھا، بھئی! یہ حرام ہے۔ یوں نا کیا کرو! آگے سے اس شخص نے ایسا جملہ کہا جو کفریہ تھا۔ تو حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب شلوار ٹخنوں سے نیچے تھی تو؛ تُو فاسق تھا، مسئلے کی توہین کرکے تو کافر ہوگیا۔ آج کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ مسئلہ تب بتاؤں گا جب میرا عقیدت مند ہو، یامسئلہ تب بتاؤں گا جب کوئی سائل بن کر مجھ سے پوچھے گا۔ اگر ضرورت مند بن کر پوچھے بھی نہیں اور عقیدت مند بھی نہ ہو تو میں نے اس کو مسئلہ نہیں بتانا۔

بعض امور سے کنارہ کشی:

اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے آپ مسئلہ نہ بتاؤ! آپ حضرات کے ہاں میں درس کے لیے آیا ہوں، کوئی مجھے کہہ دے تو نماز پڑھاتا ہوں نہ کہے تو میں نہیں پڑھاتا۔ کوئی مجھے شوق تو نہیں تمہاری امامت کراؤں نہ ہی مجھے شوق ہے کہ 100 سو نمازوں کا بوجھ اپنے سر لوں۔ اگر میری نماز میں خلل آگیا تو آپ کی ساری نمازیں بھی میرے سر پر ہیں۔ مجھے کیا ضرورت ہے بوجھ اور مصیبت اٹھانے کی؟ ان باتوں سے بندے کو کنارہ کش رہنا چاہیے۔ کہہ دیں تو ہم انکار نہیں کرتے اور نہ کہیں تو ہم مصلے پر سوار نہیں ہوتے۔ تو جب تک کسی کو عقیدت نہ ہو یا سائل بن کر نہ آئے عالم کو بلاوجہ مسئلہ نہیں بتانا چاہیے اس میں مسئلے کی توہین کا خطرہ ہوتا ہے اور توہین کرنے سے بندہ کافر ہوجاتا ہے۔

دم کی اُجرت پر نبوی فیصلہ:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دم کیا اور بکریاں لے لیں۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مسئلہ چلا کہ دم کرکے اجرت لینا مناسب ہے؟ انہوں نے کہا کہ مدینے میں جاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے پوچھیں گے، آپس میں بحث کی کیا ضرورت ہے؟ مدینہ منورہ پہنچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری بات عرض کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دلجوئی کی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اقسموا صحیح بخاری شریف ج 1 ص 304 باب مایعطیٰ فی الرقیۃ مطلب بکریوں کو تقسیم کرو قد اصبتم تم نے مسئلہ ٹھیک بتایا ہے، پھر فرمایا: میرا حصہ کدھر ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے گوشت کو کیا کرنا تھا؟ یہ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دلجوئی کرنی تھی تم نے بہت اچھا کام کیا ہے فرمایا میرا حصہ کدھر ہے؟ میرا حصہ بھی لاؤ! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب الاجارہ کے تحت لائے ہیں۔ بتاؤ کس قدر حماقت کی بات ہے لوگ فتوے دیتے پھرتے ہیں تعویذ حرام ہے، دم حرام ہے، ان کی اجرت لینا حرام ہے۔

صدقہ؛ پریشانیوں کا حل ہے:

میں ہر کسی کو تعویذ نہیں دیتا آپ کے علم میں ہے ہمارے پاس ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات کو مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں اصلاحی بیان ہوتا ہے، مجلس ذکر ہوتی ہے۔ نئے لوگ مجھ سے چاروں سلاسل میں بیعت بھی ہوتے ہیں، پرانے لوگ جو مریدین ہیں وہ سب بھی اکھٹے ہوتے ہیں۔ تو میرا ایک مرید جو خوشاب سے آگے قائد آباد ہے وہاں سے آیا، کہتا ہے: امی کہتی ہیں مولانا سے تعویذ لے کر آؤ! میں نے کہا کس بات کا؟ گائے لیتے ہیں تو دودھ نہیں دیتی، دو لاکھ کی لی ہے۔ دودھ نہیں دے رہی، نقصان ہو جاتا ہے۔

میں نے کہا اس کا حل یہ ہے کہ ایک گائے صدقہ کر دو تمہاری باقی ساری گائیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ کہتا ہے کہ تعویذ دیں۔ جو بات میں مناسب سمجھوں گا وہی بتاؤں گا۔ میں جو کہہ رہا ہوں ایک گائے اللہ تعالیٰ کے نام صدقہ کر دو باقی ساری گائیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ لیکن اس کو یہ بات سمجھ نہیں آئی، بہت سمجھایا باہر چلا گیا،

پھر اندر آیا، کہتا ہے کہ امی کہتی ہیں صدقہ بھی کریں گے لیکن تعویذ بھی دیں۔

عقیدہ وعمل درست کریں:

تعویذ میں ہر بندے کو دیتا نہیں ہوں ایک بندے کو دے دو، دوبارہ مسئلہ نہیں پوچھے گا تعویذ ہی پوچھے گا۔ خوابوں کو تعبیر کیوں نہیں بتاتا؟خواب کی تعبیر بتا دو ،تو دوبارہ تعبیر ہی پوچھتے رہیں گے، مسئلہ نہیں پوچھیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ امت کے عقائد درست ہوں ان کو مسائل سمجھائے جائیں یہ تعویذوں اور خوابوں کی دنیا سے باہر نکلے۔ اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ ہم تعویذ کو غلط سمجھتے ہیں یا ہمیں خوابوں کی تعبیر کا فن نہیں آتا نہیں بلکہ ہمیں تعویذ بھی آتے ہیں اور خوابوں کی تعبیر دینا بھی آتی ہے اور آپ کے مسائل بھی آتے ہیں۔

سورۃ کے مکی، مدنی ہونے کا اصول:

سورۃ فاتحہ مکی ہے یا مدنی؟ آپ دیکھیں لکھا ہوتا ہےسورۃ الفاتحۃ مکیۃ یہ مکی سورۃ ہے ۔مکی اور مدنی کسے کہتے ہیں ؟ عام بندہ یہ سمجھتا ہے کہ جو سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی وہ مکی ہے اور جو سورۃ مدنیہ منورہ میں نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ یہ مکی اور مدنی کی تفسیر نہیں ہے ۔اصول یاد رکھیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے دو اہم دور ہیں ؛ایک ہجرت سے پہلے اور ایک ہجرت کے بعد۔ وہ سورۃ یا آیات جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں وہ مکی ہیں خواہ وہ طائف میں نازل ہوئی ہوں اور جو سورۃ ہجرت کے بعد نازل ہوئی وہ مدنی ہے خواہ وہ مکہ میں نازل ہو۔

اب بات سمجھ میں آگئی؟ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتح بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو قرآن کا نزول ہوا اس کو مدنی کہیں گے یا مکی؟ مدنی کہیں گے۔ تو جو سورۃ ہجرت سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی ہیں خواہ مکہ سے باہر نازل ہوئی ہوں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں خواہ مکہ میں نازل ہوں۔

سورۃ الفاتحہ کے مکی ہونے کی دلیل:

سورۃ فاتحہ مکی ہے، مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس کی دلیل کیا ہے؟ قرآن کریم میں ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ہم نے تمہیں بار بار پڑھی جانے والی سات آیات عطا کیں ہے اور یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سورۃ فاتحہ پہلے نازل ہو چکی تھی تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔

آیت کی علامت(O) :

سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں اس میں آپ دیکھیں گے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اس کے آگے گول دائرہ (O) نہیں ہے۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کے آگے گول دائرہ (O) ہے۔ ذرا نکتہ سمجھیے میں نے تو قرآن مجید سامنے رکھا ہوا ہے تم گھر جا کے دیکھنا سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آگے گول دائرہ ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ آگے گول دائرہ ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ پھر گول دائرہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ آگے گول دائرہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ آگے گول دائرہ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یہاں گول دائرہ نہیں ہے حالانکہ آیت ختم ہو رہی ہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ آگے گول دائرہ ہے۔ اب دیکھو جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں گول دائرہ بنا ہوا ہوتا ہے تو جب یہ سات آیات ہیں أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر آیت ختم ہوتی ہے گول دائرہ کیوں نہیں ہے؟

سورۃ الفاتحہ کی کل آیات اور اختلاف فقہاء:

اس وجہ کی یہ ہے کہ یہ فقہی اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں لیکن بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا حصہ ہے۔ امام

اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں، بسم اللہ اس کا حصہ نہیں ہے أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کیوں کہ یہاں اختلاف تھا کہ آیت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟ اس لیے مصحف (قرآن کریم) میں یہاں دائرہ نہیں لگایا جاتا۔ اس اختلاف کو سمجھانے کے لیے لیکن اس کو عام بندہ نہیں سمجھتا کہ دائرہ یہاں پر کیوں نہیں لگا ہوا۔

بدعقیدگی کا سدِّباب:

اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ منورہ لے جائے اور بار بار لے جائے (آمین) آپ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں جا کر دیکھنا، اب میں آپ کو یہاں سے کیسے سمجھاؤں؟ آپ مدینے جائیں وہ پرانی ترکی مسجد کا جو پرانا ہال ہے اس کے اندر آپ دیکھیں تو ستونوں پر پھول بنے ہوئے ہیں ایک پھول کا رنگ اور ہے دوسرا کا ڈیزائین اور ہے اور جو ستون پر بننے والے پھولوں کے ڈیزائنوں میں فرق ہے وہ خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا عام بندے کو نہیں پتا ہوتا یہ پھول یوں کیوں ہے؟ اور یہ پھول یوں کیوں ہے؟ آج بھی آپ مسجد نبوی میں جائیں اور باب عبدالمجید قبلے کی مخالف جائے نماز میں داخل ہوں آپ وہاں قالین اٹھائیں نیچے تین گول دائرے بنے ہوئے ہیں کسی کو نہیں پتا کہ یہ گول دائرے کیا ہیں؟

صحابی رسول حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں یہاں پر چشمے تھے یہ وہ تین گول دائروں کا نشان ہے۔ عربوں نے نشانیاں رکھی ہیں لیکن وہ اظہار کیوں نہیں کرتے؟ اس قوم نے ان کو چاٹنا شروع کر دینا ہے۔ لیکن نشانی انہوں نے رکھی ہوئی ہے۔ اس لیے بدعقیدگی کی روک تھام کے لیے انہوں نے اس کو ظاہر نہیں کیا لیکن بالکل ختم بھی نہیں فرمایا بلکہ نشانیاں لگائی ہوئی ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کی تفقہ:

میں بات کر رہا تھا سورۃ فاتحہ کے اندر سات آیات ہیں ہماری دلیل ہے سات آیات کیوں ہیں ؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

(نسائی شریف ج1 ص144)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی ہے تو جب بھی وہ نماز پڑھتے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اونچی آواز میں نہیں پڑھتے تھے۔ کیوں؟ اب بات سمجھنا اگر بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو جب سورۃ فاتحہ جہری ہے تو بِسْمِ اللّٰهِ جہراً ہوتی بِسْمِ اللّٰهِ کو جہراً نہ پڑھنا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو جہراً پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سورۃ فاتحہ کا بِسْمِ اللّٰهِ جزء نہیں ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقل اور دماغ کہاں تک کام کرتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں۔

صفت رب جامع الصفات ہے:

آگے دیکھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے میں بڑی مختصر مختصر آپ کی خدمت میں تفسیر عرض کر رہا ہوں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو رب العٰلمین ہے۔ قرآن کریم کا آغاز دیکھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور قرآن کریم کا اختتام دیکھیں قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ شروع بھی رب سے اختتام بھی رب پہ ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اپنا نام

لائے ہیں اور "رب" اپنی صفت لائے ہیں اور جب قرآن ختم کیا ہے قُلۡ أَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ پھر بھی اپنی صفت "رب" لائے ہیں۔ وجہ یہ ہے صفت "رب" اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو تمام صفات کو جامع ہے۔ رب کے اندر خدا کی ساری صفات آجاتی ہیں، قرآن کریم کو شروع بھی "رب" سے کیا ہے اور ختم بھی "رب" پر کیا ہے۔

لفظ رب پر عجیب نکتہ:

اچھا دوسری بات سمجھیں جب عالم ارواح میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا تھا اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ؟ جب قبر میں جائیں گے تو فرشتہ سوال کیا کرے گا من ربك؟ اور اس میں درمیانی زندگی ہے اس میں کہا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلَآئِكَةُ۔ (سورۃ فصلت:30)

پتہ چلا عالم ارواح میں بھی سوال لفظ رب سے ہے۔ عالم برزخ میں بھی سوال لفظ رب سے ہے اور دنیا میں استقامت بھی ربنا کہنے پر ہے۔ یہ "رب" ایسی صفت ہے خدا کی۔

- عالم ارواح میں اس کا تذکرہ ہے۔
- عالم دنیا میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔
- عالم قبر میں بھی اس کا تذکرہ ہے ۔
- اور عالم برزخ میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

اس لیے شروع بھی رب سے کیا ہے اور ختم بھی رب پر کیا ہے۔

مخلوقات کی تعداد:

العٰلمین عالَم کی جمع ہے عربی زبان میں عالَم کہتے ہیں ما یعلم بہ شیء جس سے کسی چیز کا پتہ چلے اس کو عالَم کہتے ہیں۔ اب عالَم دنیا میں کتنے ہیں؟ عالم سے مراد مخلوق ہے ، مخلوقات کی تعداد کتنی ہے ؟

- ✪ مقاتل ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مخلوقات کی تعداد 80 ہزار ہے 40 ہزار خشکی میں ہے 40 ہزار سمندر میں۔
- ✪ وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ 18 ہزار تعداد ہے۔
- ✪ صحیح قول کعب بن احبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے: دنیا میں کسی کو معلوم نہیں کہ مخلوقات کی تعداد کتنی ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں: **وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ** دنیا میں خدا کے لشکروں کو کوئی بھی جان ہی نہیں سکتا۔

(سورۃ المدثر: 31)

اللہ تعالیٰ ہی رزّاق ہیں:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! میرا دل کرتا ہے کہ میں تیری ساری مخلوق کی دعوت کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی سلیمان یہ تیرے بس میں نہیں ہے۔ عرض کی کہ میرا دل کرتا ہے مجھے اجازت عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اجازت دیتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو پکانے پر لگایا نانبائی بھی ان کے جِن تھے جس قوم کے نانبائی جن ہوں بتاؤ اس نبی کی حکومت کتنی بڑی ہو گی؟

کفار ہم سے پیچھے ہیں:

فرمایا پکانا شروع کرو! ایک یا دو ماہ پکانے پر لگے، دستر خوان لگ گیا، یہ ان کا معجزہ تھا کھانا پکاتے رہے، بغیر فریج میں رکھے اللہ تعالیٰ اس کھانے کو محفوظ فرماتے رہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کافر بہت ترقی کر گئے ہیں میں ان کو کیسے سمجھاؤں؟ کافر ہم سے بہت پیچھے ہیں۔ کافر نے کیا خاک ترقی کی مشینوں سے فریز کرتے ہیں۔ مسلمان کی ترقی ہزاروں سال پہلے کی ہے بغیر فریج کے کھانا بالکل محفوظ ہے۔ گرم کھانا، گرم ہے ٹھنڈا؛ ٹھنڈا ہے۔

عقیدہ علم غیب:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: مخلوق کو بھیجئے کھانا لگ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس کو بھیجوں، سمندر والی کو یا خشکی والی کو؟ سلیمان علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! سمندر والی کو بھیجیں، خشکی والی تو میرے سامنے ہے مجھے سمندر والی کا علم نہیں ہے۔ پتہ چلا کہ نبی کے پاس غیب کا علم نہیں ہوتا۔

رزق کا مالک صرف اللہ:

حدیث مبارک میں ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی سے کہا کہ جاؤ! میرے سلیمان کی دعوت کھاؤ! مچھلی آئی اور ایک لقمے میں سارا کھانا نگل گئی پھر منہ کھول دیا۔ سلیمان علیہ السلام نے عرض کی کہ اے اللہ یہ کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس کو روزانہ ایسے تین لقمے دیتا ہوں۔ سلیمان تیری دعوت تو میری ایک مچھلی کو پوری نہیں ہوئی۔ بتاؤ اب اس کا پیٹ کون بھرے گا؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو توں ہی رزق دے سکتا ہے نبی کے بس میں نہیں۔

کتنی مخلوقات ہیں دنیا میں کوئی نہیں جانتا۔ بتاؤ خدا کتنی طاقت والا ہے ؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی طاقت پر اعتماد کی توفیق عطا فرمائے۔

تفسیر روح المعانی اور علامہ آلوسی:

علامہ محمود آلوسی مفتی بغداد رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد کے بہت بڑے مفتی تھے انہوں تفسیر روح المعانی لکھی ہے۔ رات کی چاندنی میں بیٹھ کر لکھی ہے، اتنا غریب مفتی ہے لکھنے کے لیے ان کے پاس دِیا اور چراغ نہیں ہوتا تھا۔ کہتے تھے کنت اطالع الکتب فی ضوء القمر میں رات کی چاندنی میں کتابوں کا مطالعہ کرتا۔ پھر تفسیر روح المعانی لکھی اور اس وقت کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی اور بادشاہ بھی عَش عَش کر اٹھا کہ ایسے علماء بھی دنیامیں موجود ہیں چاند کی چاندنی میں بیٹھ کر

مطالعہ کرتے ہیں اور تفسیر قرآن کی خدمت کرتے ہیں۔

خدا کے موجود ہونے پر عقلی دلیل:

اس کتاب روح المعانی میں مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک دیہاتی آدمی تھا، بدو تھا، اعرابی تھا وہ جنگل سے گزر رہا تھا وہاں اونٹ کی مینگنیاں پڑی تھیں ان کو دیکھ کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے ایک ایسا فصیح و بلیغ جملہ کہا شاید دنیا والے اتنا بڑا جملہ نہ کہہ سکیں۔ اس دیہاتی آدمی نے وہیں کھڑے ہو کر فی البدیہہ کہا:

◎ البعرة تدل علی البعیر یہ مینگنیاں بتاتی ہیں یہاں سے اونٹ گزرا ہے۔

◎ واثر الاقدام تدل علی المسیر نشانات قدم بتاتے ہیں کوئی بندہ یہاں سے گزرا ہے۔

◎ والسماء ذات ابراج آسمان کو دیکھو جو برجوں والا ہے۔

◎ والارض ذات فجاج اور زمین کو دیکھو جو بڑے بڑے خزانوں والی ہے۔

◎ والبحار ذات الامواج اور سمندر دیکھو جو بڑی بڑی لہروں والا ہے۔

◎ لا تدل علی اللطیف الخبیر؟ کیا اس سے پتا نہیں چلتا کہ دنیا میں خدا موجود ہے؟

(روح المعانی جز26 ص62)

اس نے کہا کہ مینگنیوں سے پتا چلتا ہے کہ اونٹ گزرا ہے قدم بتاتے ہیں کہ انسان گزرا ہے۔ یہ سمندر اور زمین بتاتی کہ دنیا میں خدا موجود ہے یہ ایک دیہاتی کا استدلال ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم اور عقل عطا فرمائے تو دیہات کے سادے کو بھی دے دے اور نہ دے تو P.H.D ڈاکٹر کو بھی گمراہ کر دے۔ یہ جو بڑے بڑے ڈاکٹروں نے گمراہی کا بازار گرم کیا ہے الامان و الحفیظ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔

اپنے ایمان کی حفاظت کریں:

میں یہ بات بڑی کھلی کھلی کہتا ہوں کہ پروفیسروں اور ڈاکٹروں کے درس فلاں اور درس فلاں سے خدارا خود کو بچالو ورنہ ایمان کو برباد کر بیٹھو گے۔ ڈاکٹر کا کام ہے بھئی:

- نبض دیکھو!
- پیشاب چیک کرو!
- مثانے چیک کرو!
- دماغ چیک کرو!
- جسم چیک کرو!

مسائل چیک کرنا تمہارے بس میں نہیں۔ اس سے خود کو بچاؤ۔ اپنے ایمان محفوظ کرو! ہمارے ذمہ بتانا ہے ہم بتاتے رہیں گے آپ مانیں گے تو بچ جائیں گے نہیں مانیں گے تو پھر بعد میں نہ کہنا کہ اللہ ہمیں بتانا والا کوئی نہیں تھا۔ ہم نے مسئلہ آپ کے سامنے عرض کر دیا ہے۔

رحمٰن ور حیم میں فرق:

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ ”رحمٰن“ بھی ہے، اللہ تعالیٰ ”رحیم“ بھی ہے۔ توجہ رکھنا رحمٰن اور رحیم میں کیا فرق ہے؟ آپ کوئی بھی ترجمہ اٹھائیں، اس میں دو لفظ لکھے ہوتے ہیں۔ الرحمٰن الرحیم بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا یہ لکھا ہوتا ہے۔ بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا کبھی آپ نے غور کیا دونوں میں فرق کیا ہے؟ بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا۔ ان میں کیا فرق ہے؟ ذرا سمجھنا:

- رحمٰن کہتے ہیں عام الرحمۃ۔
- رحیم کہتے ہیں تام الرحمۃ۔

- رحمٰن کہتے ہیں جس کی رحمت ہر کسی کو ملے۔
- رحیم کہتے ہیں کہ جس کی رحمت مکمل ملے۔
- اَلرَّحۡمٰنِ کا معنیٰ جس کی رحمت میں عموم ہو۔
- اَلرَّحِیۡمِ کا معنیٰ جس کی رحمت میں کمال ہو۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت میں عموم بھی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کمال بھی ہے۔

یہ نکتہ سمجھنا اللہ تعالیٰ کی رحمت میں عموم بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کمال بھی ہے۔ اس لیے یہ بات کہتا ہوں دنیا میں خدا کی رحمت میں عموم ہے اور قیامت کے دن عموم نہیں ہو گا بلکہ قیامت کے دن خدا کی رحمت میں کمال ہو گا۔ کیا مطلب؟ دنیا میں خدا کی رحمت کی وجہ سے

- مومن بھی کھاتا ہے۔
- کافر بھی کھاتا ہے۔
- انسان بھی کھاتا ہے۔
- جانور بھی کھاتا ہے۔

لیکن قیامت کے دن خدا کی رحمت صرف مومن کو ملے گی کافر کو نہیں مل سکتی۔ تو دنیا میں عموم ہے اور قیامت کے دن کمال ہے۔

میں اس لیے کہتے ہیں اللہ رحمٰن فی الدنیا ہے اللہ رحیم فی الاخرۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن دنیا میں اور رحیم آخرت میں خدا کی رحمت سے دنیا میں تو ہر کوئی فائدہ اٹھاتا ہے؟ لیکن موت کے بعد خدا کی رحمت سے کافر فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر اٹھائے گا تو کون اٹھائے گا؟ صرف اور صرف مومن اٹھائے گا۔

انسان کو رحمان نہیں کہہ سکتے:

اب ذرا نکتہ سمجھیں! رحمٰن بندے کو نہیں کہہ سکتے، رحیم انسان کو کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے ملک کے وزیر داخلہ (2012ءمیں) ان کا نام عبدالرحمٰن ملک ہے لوگ ان کو ''رحمٰن ملک'' کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں رحمٰن؛ انسان کو کہنا جائز نہیں لیکن انسان کو رحیم کہنا جائز ہے۔

انسان کو رحیم کہہ سکتے ہیں:

قرآن کریم میں ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ (سورۃ التوبہ:128)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی کو رحیم فرمایا ہے۔ ذرا نکتہ سمجھیں انسان کو رحمٰن نہیں کہہ سکتے، رحیم کہہ سکتے ہیں۔ عبدالرحیم کو آپ رحیم بھی کہہ لیں کچھ گناہ نہیں، لیکن عبدالرحمٰن کو رحمٰن کہنا گناہ ہے۔ اب آپ کہیں گے رحیم کہہ سکتے ہیں تو رحمٰن کیوں نہیں کہہ سکتے؟

عموم اور کمال میں فرق:

میں نے دونوں میں فرق کیا بیان کیا؟ رحمٰن کہتے ہیں جس کی رحمت میں عموم ہو، رحیم کہتے ہیں جس کی رحمت میں کمال ہو۔ کیا مطلب؟ ایک آدمی کے پاس جتنی محبت ہے وہ ساری ایک کو دے دے، ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے لیکن کوئی بندہ اپنی شفقت ہر کسی کو دے، کیا یہ بھی ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک بندے کے پاس دس روپے ہوں دس کے دس ایک کو دے دے یہ تو ہو سکتا ہے۔ یہ رحیم ہے اور ایک بندہ ہر کسی کو دے، یہ تو نہیں ہو سکتا۔ تو جس بندے کے پاس جتنی دولت موجود ہے وہ ایک کو تو دے سکتا ہے۔ جس بندے کے پاس جتنی شفقت ہے وہ ایک کو دے سکتا ہے، لیکن اتنی شفقت کہ کائنات میں ہر کسی کو دے یہ بندے کی

صفت نہیں ہو سکتی اس لیے بندے کو رحیم کہہ سکتے ہیں رحمٰن نہیں کہہ سکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مالک ہیں:

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ فرمایا۔ پہلے نکتہ سمجھا دوں بعض احباب نئے ہیں اس لیے عرض کرتا ہوں مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ فرمایا قاضی یوم الدین نہیں فرمایا ،جج نہیں فرمایا۔ مالک کا کام اور ہوتا ہے ،جج کا کام اور ہوتا ہے۔ جج قانون کا پابند ہوتا ہے ،مالک قانون کا پابند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کو تسلی دی ہے قیامت کو میرے پاس آؤ تو مجھے مالک سمجھ کر آنا جج یا قاضی سمجھ کر نہ آنا۔ میں قانون کا پابند نہیں ہوں۔ قانون کہے گا سزا دو میں اپنی مالک والی شان کو استعمال کروں گا رحمت کے دروازے کھول دوں گا۔

شاہی اختیارات کا استعمال:

میں سمجھانے کے لیے کہتا ہوں بندہ قتل ہو گیا F.I.R کٹ گئی اس کو S.H.O نے گرفتار کر لیا۔ اسپیشل کورٹ یا سیشن کورٹ میں لے کر گئے اور اس نے سزائے موت دے دی۔ آپ اس کے خلاف اپیل کریں گے ہائی کورٹ نے اس سزا کو بحال رکھا ،اس کے خلاف اپیل کریں گے سپریم کورٹ میں، سپریم کورٹ نے سزائے موت کو بحال رکھا تو پھر کہاں جائیں گے؟ صدر مملکت کے پاس وہاں جا کر اس کے خلاف اپیل نہیں ہوتی۔ صدر مملکت کو کہتے ہیں ہمارے بیٹے نے قتل کیا ہے، اس کو سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے سزائے موت دے دی ہے۔ ہم جناب کے پاس آئے ہیں ہمارے بیٹے کو معاف کر دیا جائے۔ قانون کے اندر معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن کیونکہ آپ صدر ہیں ،آپ ملک کے بادشاہ ہیں، آپ اپنے شاہی اختیارات استعمال کریں اور ہمارے بیٹے کو معاف کر دیں۔

سفارشی کی ضرورت:

اب ذرا توجہ رکھنا جب سیشن کورٹ گئے تھے وکیل کا سہارا ہے ، ہائی کورٹ میں گئے وکیل کا سہارا ہے، سپریم کورٹ میں گئے ہیں وکیل کا سہارا اور صدر مملکت کے پاس گئے ہیں اب وکیل کا سہارا نہیں ہے۔ اب سفارشی تلاش کریں گے کوئی M.N.A، کوئی M.P.A، کوئی داماد، کوئی سسر تلاش کروگے۔

شفاعت کا عقیدہ:

قاضی کی عدالت میں وکیل جاتا ہے اور مالک کی عدالت میں سفارشی جاتا ہے۔ قیامت کے دن کوئی وکیل کام نہیں آئے گا ، قیامت کو سفارشی کام آئیں گے اور سفارشی کون ہیں ؟ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایایشفع یوم القیامۃ ثلاثۃ تین بندے شفاعت کریں گے الانبیاء،العلماء،الشھداء انبیاء بھی سفارش کریں گے عالم بھی کرے گا اور شہید بھی کرے گا۔ یہ وہ سفارشی ہیں جو قیامت میں کام آئیں گے۔ ایک حافظ ہے وہ 10 کو لے جائے گا، شہید 70 کو لے جائے گا اور حدیث مبارک میں ہے کہ ایک عالم اپنے تمام معتقدین کو لے کر جائے گا۔

شفاعتِ پیغمبر کا عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام کا تو کیا کہنا۔ حدیث مبارک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر کر کہیں گے اللہ امتی امتی ، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِرۡفَعۡ رَأۡسَكَ سَلۡ تُعۡطَہٗ۔ (صحیح بخاری باب ذریۃ من حملنا مع نوح جز6 ص84 رقم الحدیث 4712)

میرے پیغمبر! سر اٹھا مانگنا تیرے ذمے ہے اور بخشنا ہمارے ذمے ہے۔ یہ قیامت کے دن کے سفارشی ہیں۔

مدرسہ سفارشی پیدا کرتا ہے:

قیامت کو وکیل کام نہیں آئے گا۔ کون کام آئیں گے؟ سفارشی۔ افسوس کہ جن سے ہمیں آج بغض ہے، جن سے ہمیں نفرت ہے۔ میں اس لیے کہتا ہوں میں بھائی اشرف سے کہہ رہا تھا کہ یہ ابو بکر پانچویں میں ہے یہ پانچ پڑھے بس کرادو اور اس کو مدرسے میں داخل کرادو۔ میں کالج کا مخالف نہیں ہوں لیکن کالج سے وکیل پیدا ہوتے ہیں۔ میں یونیورسٹی کا مخالف نہیں ہوں لیکن وہاں ڈاکٹر پیدا ہوتے ہیں اور دینی مدرسے میں آپ کے سفارشی پیدا ہوتے ہیں۔

علماء کی قدر کریں:

یہ سفارشی کب کام آتے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب! دعا فرمائیں مجھے آج بھی کہہ رہے تھے ہماری اس مسجد کے صدر صاحب ہیں جن کا بیٹا ہسپتال میں داخل ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائیں، اب ہمیں پتا ہے بندہ ہسپتال میں داخل ہے پھر ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، جب مریض کی ڈیتھ (فوت ہو جائے) اسی ہسپتال میں مولوی صاحب دعا فرمائیں۔ تو جب ڈاکٹر کام چھوڑتا ہے پھر مولوی صاحب کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

عالم کے کام کی ابتداء:

آدمی جیل میں تھا وکیل کیس لڑ رہا تھا، جیل سے سپریڈنٹ کا فون آ گیا بھئی تمہارے ابو جی فوت ہو گئے ہیں، اب صبح وکیل کے پاس نہیں جائیں گے سیدھا مسجد میں آئیں گے جہاں وکالت کی انتہا ہے۔ اب عالم کی ابتداء ہے وکیل کا کام ختم ہو گیا مولوی صاحب شروع ہو گئے۔ لیکن عجیب بات ہے اس مولوی کی قدر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بات سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کی رحمت اور اقرار جرم:

اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے یا قاضی یوم الدین ہے بتاؤ؟ مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو جج نہیں ہو گا قانون اور کہے گے مالک اور کہے گا۔ حدیث مبارک میں ہے اللہ تعالیٰ ایک بندے کو بلائیں گے اور کہیں گے تو نے یہ گناہ کیا! تو نے یہ گناہ کیا! وہ ڈر کے کہے گا: اے اللہ! میں نے کیا۔ اللہ میں نے کیا ، کانپ رہا ہو گا میرے ساتھ کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ سارے گناہ گنوائیں گے اور پھر فرمائیں گے کہ ہم نے تیرا یہ گناہ بھی معاف کیا، تیرا یہ گناہ بھی معاف کیا۔

اور گناہ بھی باقی ہیں:

حدیث مبارک میں ہے جب اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کریں گے اور پھر خاموش ہوں گے تو بندہ کہے گا اے اللہ میرا ایک گناہ وہ تو باقی ہے آپ نے تو پوچھا ہی نہیں ضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضور اتنا ہنسے حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھ مبارک نظر آنے لگی فرمایا ابھی ڈر رہا تھا ابھی کہہ رہا ہے اللہ میرا اور گناہ بھی باقی ہے ابھی اور گناہ بھی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ مالک ہیں ، اللہ تعالیٰ قاضی تو نہیں ہیں۔ مالک کا معاملہ الگ ہوتا ہے ، جج کا معاملہ الگ ہوتا ہے۔ مالک کو تو کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ کیوں معاف کیا؟

جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان مکالمہ:

کتنی سفارشیں چلیں گی قیامت کے دن۔ میں صرف ایک حدیث سناتا ہوں مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "معارف الحدیث" میں حدیث نقل کرنے کے بعد بڑی عجیب بات فرمائی ہے کسی نیک عالم سے تعلق کتنا کام آتا ہے۔ ایک حدیث سنو! فرمایا قیامت کا دن ہو گا اہل جنت؛ اہل جہنم کے پاس سے گزریں گے ،

ایک جہنمی ایک جنتی سے کہے گا:

- أما تعرفنی تونے مجھے پہچانا نہیں؟
- انا الذی شربتك میں وہ شخص ہوں جس نے تجھے پانی پلایا تھا۔
- أما تعرفنی تونے مجھے پہچانا نہیں؟
- انا الذی اعطیتك وضوئك میں نے وضو کے لیے آپ کو پانی دیا تھا۔

نیک کاموں کا بدلہ آخرت میں:

حدیث مبارک میں وہ سفارش کریں گے اوراس کو جنت میں لے کر ساتھ چلے جائیں گے۔ اب آج اس کی قیمت نہیں ہے کسی عالم کو پانی کا گلاس دینے سے کیا ملتا ہے؟ تم سوچو گے مولانا صاحب ترغیب دینے لگے کہ ہمیں پانی پلایا کرو نہ بابا ہم تمہارا پانی پی کر کیا کریں گے تمہارا پانی تمہیں مبارک۔ یہ تمہاری دولت تمہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اور اور عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! ہم کسی کی دولت دیکھ کر جلتے نہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ مسلمان کو خدا نے دولت دی ہے جلنے والے کا منہ کالا، جل کر ہم کیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور عطا فرمائے، میں صرف بتارہا ہوں کہ اس چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا آخرت میں اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائیں گے۔

شرک اور توحید میں فرق:

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اللہ ہم تیری ”ہی“ عبادت کرتے ہیں اور تجھ ”ہی“ سے مدد مانگتے ہیں شرک اور توحید میں کیا فرق ہے؟ مشرک ”بھی“ کی رٹ لگاتا ہے اور موحد ”ہی“ کی بات کرتا ہے۔ مشرک کہتا ہے ”بھی“ جبکہ موحد کہتا ہے ”ہی“،مشرک کہتا ہے کہ اللہ کو ”بھی“ مانتے ہیں، موحد کہتا ہے اللہ ”ہی“ کو مانتے ہیں۔

مشرک اور موحد کا مزاج:

قرآن کریم کو اٹھاؤ اللہ نے مشرک اور زانی کا مزاج بیان کیاہے فرمایا:

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ۔ (سورۃالنور:3)

مشرک اور زانی ایک جیسے ہیں جس طرح مشرک ایک خدا پر بھروسہ نہیں رکھتا، قناعت نہیں کرتا۔اسی طرح زانیہ عورت ایک مرد پر قناعت نہیں کرتی، مشرک ایک خداپر بھروسہ نہیں کرتا۔بدکار آدمی اپنی بیوی پر بھروسہ نہیں کرتا۔

میں کل مطالعہ کر رہاتھا ایک مفسر بڑی عجیب بات لکھتے ہیں:جو موحد ہے وہ کہتاہے اللہ ہی اور مشرک کہتاہے کہ اللہ بھی،اور پاک دامن عورت کہتی ہے میں تیری ہی ہوں اور بدکار عورت کہتی ہے میں تجھ سے بھی پیار کرتی ہوں۔یہ مشرک اور بدکردار کا مزاج ایک جیساہے۔

لفظ نعبد پر عجیب نکتہ:

مومن کیا کہتاہے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ذرا اس پر ایک نکتہ ذہن نشین فرمائیں نعبد اور نستعین جمع کا صیغہ ہے یاواحد کا؟ جب امام نماز پڑھاتاہے تو کہتا ہے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ تب تو سمجھ آتی ہے لیکن جب اکیلے سنتیں پڑھ رہے ہوں تو کہتے ہیں إِيَّاكَ نَعْبُدُ جب تہجد پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں إِيَّاكَ نَعْبُدُ اکیلے ہوتے ہیں یا جمع ؟ اکیلے ہوتے ہیں پھر إِيَّاكَ أَعْبُدُ کہنا چاہیے میں تیری عبادت کرتا ہوں۔إِيَّاكَ نَعْبُدُ کیوں کہتے ہیں؟ ذرا نکتہ سمجھنا جب إِيَّاكَ نَعْبُدُ اکیلے کہیں تو ذہن میں تصور کیا کریں دنیا میں ایک لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی بندہ نہ ہو إِيَّاكَ نَعْبُدُ کہہ کے اپنی عبادت کو ملائکہ سے ساتھ شامل کرو اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ملائکہ ،صلحاء،نیک لوگوں کو شامل کرو۔نتیجہ کیا نکلے گا جب "ہم" کہہ کر اپنی

عبادت کو صلحاء کے ساتھ شریک کریں گے، اللہ ان کی عبادت کو قبول کرے گا تو ہماری عبادت کو بھی قبول فرمائے گا۔ یہ تنہائی میں نعبد کا فائدہ ہے۔

فضائل اعمال کے معترضین سے ایک سوال:

اس میں ایک چھوٹا سا سوال اور کر دیتا ہوں تاکہ بات سامنے آجائے۔ آج میں ساتھیوں کو بتا رہا تھا کہ جامعہ حسینیہ شہداد پور اندرون سندھ سب سے بڑا مدرسہ ہے اور تبلیغی جماعت کا مدرسہ ہے۔ میں جب سندھ جاتا ہوں اس مدرسے والے میرا بیان بڑے اہتمام سے کرواتے ہیں۔ میں ایک بار وہاں گیا تو مہتمم صاحب ایک حبشی کو لائے اور کہنے لگے کہ یہ لڑکا اہل حدیثوں سے بہت متاثر ہے۔ یہ لڑکا آیا تبلیغ کی وجہ سے تھا، اب فضائل اعمال پر اعتراض کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ فضائل اعمال سے کیوں دور ہوگئے؟ اس نے کہا کہ فضائل اعمال پر ہمارے اعتراضات ہیں، اس لیے ہم فضائل اعمال سے کٹ گئے ہیں۔

میں نے کہا میرے کچھ قرآن پر اعتراضات ہیں آپ مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ مجھے کہتا ہے کہ کون سا اعتراض ہے؟ میں نے کہا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یہ اللہ کا کلام ہے؟ کہنا لگا: جی اللہ کلام ہے۔ میں نے کہا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کا کیا معنیٰ ہے؟ کہنے لگا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تب ہو گا جب میں اور آپ قرآن پڑھیں۔ جب اللہ تعالیٰ کہے گا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اللہ کسے کہتا ہے میں تیری عبادت کرتا ہوں، اللہ کس سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں؟ خدا کا کلام کیسے ہے؟ خدا بندے سے مدد مانگتے ہیں؟ خدا بندے کی عبادت کرتے ہیں؟

جواب تلاش کریں گے:

مجھے کہتا نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے اس بات جوب دو! ورنہ قرآن کا انکار کرو! اس نے کہا اعتراض تو بڑا مضبوط ہے، میں نے کہا جواب دو! اس نے کہا جواب

نہیں آتا میں نے کہا تو پھر چھوڑ دو قرآن! کہتا ہے نہیں جی جواب تلاش کریں چھوڑیں کیوں؟ میں نے کہا فضائل اعمال پر اعتراض ہے جواب تلاش کر چھوڑ مت۔

تبلیغی جماعت کا مزاج:

کہتا ہے یہ تبلیغ والے جواب نہیں دیتے میں نے کہا جواب دینا ان کا کام ہی نہیں ہے جواب ہمارا کام ہے ہم سے پوچھیں دیکھو جواب ملتا ہے یا نہیں۔ ان کے ذمے فضائل ہیں اور ہمارے ذمے دلائل ہیں، فضائل ان سے لو دلائل ہم سے لو۔

فضائل اعمال کا علمی دفاع:

میں نے کہا لاؤ جو فضائل اعمال پر اعتراض ہے۔ میں تمہارے ایک ایک سوال کا جواب دیتا ہوں۔ مجھے ایک ساتھی نے بحرین سے فون کیا کہتا ہے کہ ایک مولوی آیا ہے فضائل اعمال میں فلاں فلاں جگہ اعتراض کرتا ہے، میں نے کہا میری اس موضوع پر دو گھنٹے کی مفصل گفتگو سی ڈی میں موجود ہے، انٹرنیٹ پر اپ لوڈ ہے، وہاں سے ڈاؤن لوڈ کر کے سی ڈی بنا کر اسے تقسیم کرو۔

اللہ کی شان ہے وہ بیان کرنے کے لیے گیا، لڑکوں نے میرے اس بیان کو ڈاؤن لوڈ کیا اس کی سی ڈیز بنالیں بیان سننے والے جب باہر نکلے تو جو میری سی ڈیز فضائل اعمال کے دفاع میں ہیں وہ تقسیم ہو گئیں۔ آئندہ وہ حضرت جب دوبارہ تشریف لے کر گئے تو تبلیغی جماعت کے خلاف بولنے کی ہمت نہیں ہوئی کیوں کہ جواب تو ہم نے دے دیے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ خود آئیں میرا ان دنوں وہیں کا سفر ہے میں نے کہا پہلے C.D آئی تھی اب ہم آئیں گے اب سارے اعتراضات اکھٹے کرو ہم دیکھتے ہیں کہ کون سا اعتراض ہے جس کا جواب نہیں بنتا۔ میں نے کہا جب اعتراض ہے تو چھوڑ دو قرآن کو! کہتا ہے کہ جواب تلاش کریں گے میں نے کہا فضائل اعمال پر اعتراض ہے فضائل اعمال نہ چھوڑو جواب تلاش کرو۔

امام اہل السنت رحمہ اللہ کا جواب:

اب ذرا اس سوال کا جواب سمجھیے سوال سمجھ گئے؟ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ یہ کلام کس کا ہے؟ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ کا معنیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ میں چھوٹا تھا وہاں حفظ کرتا تھا ہم نے اس وقت شیخ امام اہل السنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے جواب سنا تھا شیخ فرمارہے تھے جیسے ایک بچہ اسکول میں داخل ہوتا ہے اور ہیڈ ماسٹر بچے کو سمجھاتا ہے بچے جب تمہیں چھٹی چاہیے تو درخواست لکھنا۔ بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میرے چچا کی شادی ہے مجھے دو دن کی رخصت عنایت فرمائیں۔ نیچے اپنا نام لکھ دو۔ اب کہتا ہے بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب لکھتا کون ہے؟ خود لکھ رہا ہے۔ استاد فرماتے ہیں اس سے پوچھو بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کیوں لکھا ہے؟ یہ خود کیوں؟ چھٹی لینا چاہتا ہے؟ کیا چھٹی تو نہیں لینا چاہتا؟ پھر یہ کیوں کہہ رہا ہے بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب میرے چچا کی شادی ہے مجھے دو دن کی چھٹی چاہیے؟ کس ہیڈ ماسٹر کے چچا کی شادی ہے؟ استاد فرمانے لگے یہ اعتراض تب تھا جب ہیڈ ماسٹر یہ درخواست اپنے لیے لکھتا، ہیڈ ماسٹر نے لکھی ہے لیکن اپنے لیے نہیں بچے کے لیے لکھی ہے۔ اسی طرح إِيَّاكَ نَعۡبُدُ پر اعتراض تب تھا جب اللہ کا کلام اللہ کے لیے ہوتا، یہ اللہ کا کلام بندے کے لیے ہے کہ جب تم پڑھو تو إِيَّاكَ نَعۡبُدُ پڑھو۔ میں نے کہا کہ بتاؤ کون سا اعتراض باقی رہ گیا؟

صراط مستقیم کا معنیٰ:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيمَ اللہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ایک ہوتا ہے سیدھا راستہ دکھا دینا اور ایک ہوتا ہے سیدھے راستے پر چلا دینا۔ ہدایت کا ایک معنیٰ

دکھانا ہے جس کو عربی میں ارائۃُ الطریق کہتے ہیں راستہ دکھانا۔ ایک ہدایت کا دوسرا معنٰی ایصال الی المطلوب ہے یعنی سیدھے راستے پر چلا دے۔ ہم یہ نہیں کہتے اللہ ہمیں سیدھا راہ دکھادے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا دے۔

اہل السنت کی پہچان؛راہِ اعتدال:

میں اکثر آپ کی خدمت میں اختصار کے ساتھ بات عرض کرتا ہوں کہ صراط مستقیم نام ہے راہِ اعتدال کا۔نہ افراط ،نہ تفریط ، نہ تجاوز، نہ کمی۔ درمیانے راستے کانام اعتدال ہے۔ بعض حد سے گزر جاتے ہیں بعض حد سے اتر جاتے ہیں۔اہل السنت والجماعت حد سے گزرتے بھی نہیں اور حد سے اترتے بھی نہیں بلکہ حد پر رہتے ہیں اس کانام صراط مستقیم ہے۔ میں دوچار مثالیں دیتا ہوں۔

عقیدہ حاضر ناظر:

ایک بندہ کہتا ہے کہ خدا عرش پر ہے، ہر جگہ حاضر نہیں،ایک بندہ کہتا ہے اللہ بھی ہر جگہ پر اللہ کے نبی بھی ہر جگہ پر۔ صراط مستقیم کیا ہے اللہ ہر جگہ پر نبی مدینے میں اور نبی کا فیض ہر جگہ پر ہے۔

عمامہ باندھنے کا مسئلہ:

ایک بندہ کہتا ہے کہ ننگے سر پھرو!دوسرا کہتا ہے کہ نہیں سر پر پگڑی باندھنی ہے اور سبز ہی باندھی ہے جو انکار کرے وہ بھی غلط اور سبز کی شرط لگائے وہ بھی غلط۔ صراط مستقیم کیا ہے: پگڑی باندھو!سفید باندھ لو، سبز باندھ لو، کالی باندھ لو، جو میسر وہ باندھ لو یہ صراط مستقیم ہے۔

مصافحہ کرنے کا مسئلہ:

ایک بندہ کہتا ہے کہ دو ہاتھ سے مصافحہ نہ کرو ایک ہاتھ سے کرو اس نے

دو ہاتھ کو چھوڑ دیا۔ ایک کہتا ہے کہ نہیں مصافحہ بھی کرو اور ساتھ گھٹنے بھی ٹیکو۔ یہ دونوں غلط ہیں۔ صراط مستقیم کیا ہے دو ہاتھ سے مصافحہ کرو مگر گھٹنے مت ٹیکو۔

تراویح کا مسئلہ:

ایک بندہ کہتا ہے کہ تراویح 20 نہیں 8 پڑھو وہ پوری بارہ تراویح کھا گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نہیں 20 رکعات تراویح بھی پڑھو اور بعد میں اجتماعی دعا بھی ضرور کرو۔ ہم کہتے ہیں تروایح 20 پڑھو دعا اپنی مانگ لو یا امام کے ساتھ مانگ لو یہ آپ کی مرضی ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔

صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ:

ایک بندہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر جاؤ اور سلام عرض کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تب بھی نہیں سنتے اور دوسرا کہتا ہے نہیں یہاں سے پکارو تب بھی سنتے ہیں، یہ دونوں غلط کہتے ہیں۔ صراط مستقیم کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر جاؤ تو وہ خود سنتے ہیں اور یہاں سے پڑھو تو ان کی خدمت میں فرشتے پہنچا دیتے ہیں یہ صراط مستقیم ہے۔

انعام یافتہ لوگوں کا طبقہ:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اللہ ہم کو صراط مستقیم پر چلا دے۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اللہ نے فرمایا: یہ صراط مستقیم کن کا راستہ ہے؟ ان لوگوں کا راستہ جن پر خدا نے انعام کیا۔ آپ حضرات پڑھے لکھے ہیں ہمیں تعجب ہے کہ لوگ اتنے ان پڑھ قرآن کے بارے میں کیوں بن جاتے ہیں؟ بتاؤ خدا نے صراط القرآن فرمایا؟ صراط الحدیث فرمایا؟ مجھے قرآن وحدیث کے راستے پر چلا۔ نہیں بلکہ فرمایا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ مجھے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا۔

بزرگوں والا راستہ:

مجھے ایک ساتھی کہنے لگا یہ جو رائیونڈ والے (تبلیغی جماعت والے) کہتے ہیں کہ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے، ہمارے بزرگ یوں فرماتے ہیں، بزرگوں کے نقش قدم پر چلو۔ یہ کیا بزرگ؛ بزرگ لگا رکھا ہے یہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے: کہتا ہے جی کہاں؟ میں نے کہا کہ سورۃ فاتحہ میں لکھا ہے۔ کہتا ہے جی کدھر؟ میں نے کہا :اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ آگے کیا ہے؟صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ کیا مطلب؟ ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا اور بزرگ اسے کہتے ہیں جس پر خدا نے انعام کیا ہو۔ بزرگوں والا راستہ تو خدا نے قرآن میں بتایا ہے۔

انعام یافتہ چار طبقات:

اور یہ کتنے طبقات ہیں؟ چار۔

1) انبیاء کرام
2) صدیقین
3) شہداء
4) صالحین اور اولیاء

یہ چار طبقے ہیں جن پر خدا نے انعام نے فرمایا۔

ہم سنی چاروں کو مانتے ہیں:

اب ذرا نکتہ سمجھنا میں کہتا ہوں ان چاروں طبقات کو ہم سنی مانتے ہیں ہم دیوبند والے مانتے ہیں۔ باقی کوئی بھی ان چاروں کو نہیں مانتا۔ کیوں؟ مرزائیوں کو دیکھو وہ انبیاء سے نکل گئے ہیں، انہوں نے اس بے ایمان کو مانا جو نبی ہی نہیں۔ جن پر خدا نے

انعام کیا پہلا طبقہ کون سا ہے انبیاء کا مرزائی نکل گئے کیوں؟ وہ تو نبی کو نبی نہیں مانتے غیر نبی کے پیچھے پڑے ہیں۔

صدیقین سے رافضی نکل گئے کیونکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتے وہ بھی نکل گئے۔ شہداء اس سے اہل بدعت نکل گئے۔ شہادت سے ڈرتے ہیں۔ صالحین اس سے وہ دوڑ گئے جو اولیاء کو نہیں مانتے۔

- انبیاء سے مرزائی نکل گئے۔
- صدیقین سے رافضی نکل گئے۔
- شہداء سے بدعتی نکل گئے۔
- اور اولیاء سے غیر مقلد نکل گئے۔

اور ہم سنی سب کو مانتے ہیں ہم دیوبند والے سب کو مانتے ہیں۔

- انبیاء کو بھی مانتے ہیں۔
- صحابہ کو بھی مانتے ہیں۔
- شہداء کو بھی مانتے ہیں۔
- اور اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

دیکھو سیدھا راستہ خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے پھر تم دل چھوٹا کیوں کرتے ہو؟ دل چھوٹا نہ کرو دل بڑا رکھا کرو۔ خدا نے تمہیں صراط مستقیم پر رکھا ہے۔

گمراہ اور مغضوب طبقہ:

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اے اللہ! ان کے راستے پر چلا جن پر توں نے انعام فرمایا اللہ ان سے بچالے جن پر تیرا غضب ہے اور اللہ جو گمراہ ہوئے، ان سے بھی ہماری حفاظت فرما۔ مغضوب سے مراد یہودی ہیں اور ضالین سے مراد نصرانی عیسائی ہیں۔ کیوں؟

مغضوب کسے کہتے ہیں؟:

مغضوب اسے کہتے ہیں جس کے پاس علم ہو لیکن ضد کی وجہ سے نہ مانے۔

گمراہ کسے کہتے ہیں؟:

گمراہ اور ضال اسے کہتے ہیں جو بے چارہ جہالت کی وجہ سے نہ جانے۔

ضد اور جہالت سے حفاظت:

یہودیوں کے پاس علم تھا لیکن ساتھ ضد شامل تھی اور نصاریٰ کے پاس علم نہیں تھا جہالت تھی۔ اللہ ہمیں مغضوب سے بھی بچائے اور ضال سے بھی۔ اللہ ہمیں ضد سے بھی محفوظ رکھے اور جہالت سے بھی محفوظ رکھے۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کا مسئلہ:

آخر میں دو مسئلے ہیں: سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اہل السنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ کی دلیل:

اس پر دلیل قرآن کریم میں ہے **وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجمع الناس علی ھذہ نزلت فی الصلوٰۃ امت کا اجماع ہے یہ آیت نماز کے بارے میں اتری کہ جب نماز کے لیے امام قرآن پڑھے تو تم قرآن سنا بھی کرو اور تم چپ بھی رہا کرو۔

سننا اور چپ رہنا دو حکم ہیں:

سنو بھی اور چپ بھی رہو۔ اللہ نے کتنے حکم دیے؟ دو۔

- سنا بھی کرو۔
- چپ بھی رہا کرو۔

سنا کرو، چپ رہا کرو یہ دو حکم کیوں دیے ہیں؟ کیونکہ نمازیں دو قسم کی ہیں۔

نمبر1: جہری   نمبر2 : سری

جہری نماز کسے کہتے ہیں؟ :

جس میں امام اونچی آواز سے قرأت کرے یہ "جہری" نماز ہے۔ جیسے فجر، مغرب اور عشاء۔

سری نماز کسے کہتے ہیں؟:

جس میں امام قرأت آہستہ کرے یہ "سری" نماز ہے۔ جیسے: ظہر، عصر۔

کیونکہ نمازیں دو قسم کی ہیں اللہ نے بھی دو حکم دیے۔ اب بتاؤ جو آدمی سامنے سے بولے اس کو سننے والا تو نہیں کہتے، سننے والا اسے کہتے ہیں جو چپ رہے۔ تو جب امام کی آواز آئے اِسۡتَمِعُوۡا سنا کرو اور ظہر، عصر میں جب آواز نہ آئے اب تم سن نہیں سکتے لیکن چپ تم نے اب بھی رہنا ہے۔ یہ سننے کا حکم جہری نمازوں کے لیے ہے ان جہری نمازوں میں چپ تو رہنا ہی ہے۔ اور چپ رہنے کا حکم سری نمازوں کے لیے ہے۔ نمازیں دو قسم کی تھیں خدا نے دونوں حکم عطا فرما دیے۔ جہری میں اِسۡتَمِعُوۡا اور سری نماز میں أَنۡصِتُوا آواز نہیں آسکتی چپ تم نے اب بھی رہنا ہے۔

اس بارے ہمارا مسئلہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

آمین آہستہ کہنے کا مسئلہ:

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّيۡنَ کہے تو مقتدی کو آمین کہنی چاہیے مقتدی اونچی آواز میں آمین نہ کہے۔

آمین؛ دعا ہے یا اللہ کا نام ہے:

اس پر میں دلیل حنفیوں کے عالم کی نہیں دیتا۔ امام فخر الدین رازی رحمہ

اللہ جو شافعی المسلک ہیں۔ توجہ رکھنا! امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ جو آمین ہے یا تو "اللہ کا نام" ہے یا آمین "دعا" ہے، دونوں پر دلیلیں پیش کیں ہیں۔

دلیل نمبر 1:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آمین اسم من اسماء اللہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (مصنف عبد الرزاق باب آمین ج2 ص99)

دلیل نمبر 2:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی۔ قرآن کہتا ہے أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا فَاسۡتَقِيمَا۔ (سورۃ یونس:89)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو بھی دعا کہا ہے اور ہارون علیہ السلام کی آمین کو بھی دعا کہا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ آمین دعا ہے۔

دلیل نمبر 3:

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَقَالَ عَطَاءٌ آمِينَ دُعَاءٌ

(بخاری ج1 ص107)

امام عطاء رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے فرمایا آمین دعا ہے۔

آمین آہستہ کہنے کا استدلال:

معلوم ہوا کہ آمین اللہ کا نام ہے یا دعا ہے اگر اللہ کا نام ہو تو قرآن کریم میں ہے: وَاذۡكُر رَّبَّكَ فِي نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً اللہ کا نام لو تو آہستہ لیا کرو۔

(سورۃ الاعراف:205)

اگر یہ آمین دعا ہے تو قرآن کریم کہتا ہے: اُدۡعُوا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَخُفۡيَةً۔

(سورۃ الاعراف:55)

اللہ سے دعا آہستہ مانگو۔ امام رازی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات کہی ہے

فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ میں شافعی ہوں لیکن اس مسئلے پر قرآن، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر آمین دعا ہے تب بھی اصل آہستہ ہے ، اگر آمین اللہ کا نام ہے تب بھی ذکر آہستہ ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں شافعی ہونے کے باوجود اس مسئلہ پر میں کہتا ہوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بالکل درست ہے۔ اس لیے ہم حنفی کہتے ہیں جب امام وَلَا الضَّآلِّیْن کہے تو مقتدی کو آمین آہستہ کہنی چاہیے، مقتدی کو آمین اونچی آواز سے نہیں کہنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

درس: سورۃ البقرہ

بتاریخ: 05-10-2012

بوقت: بعد از نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد عثمانیہ نزد واپڈا آفس
اقبال کالونی Y بلاک سرگودھا

سورۃ البقرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ أَنْ لاَ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ .فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمٓ ○ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلَاۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

تمہید:

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ گزشتہ درسِ قرآن کا عنوان تھا سورۃ الفاتحہ۔ ہم اس پر مسلسل مشورہ کرتے رہے کہ درسِ قرآن کی ترتیب کیا بنائیں؟ اگر ایک ایک رکوع کو لے کر چلتے ہیں تو سورۃ البقرہ میں ہی کئی سال گزر جانے ہیں اور سورۃ البقرہ نے ختم نہیں ہونا۔ اس لیے سب سے بہتر اور مناسب حل یہ تجویز کیا کہ ہم ماہانہ درسِ قرآن میں پوری سورۃ کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کریں۔ سورۃ الفاتحہ کی سات آیات میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھیں۔ سورۃ البقرہ کا آج پورے اڑھائی پارے کا خلاصہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس لیے کہ سورۃ البقرہ میں 286 آیات اور 40 رکوع ہیں۔ اب اگر ایک ایک رکوع کو بیان کریں تو 40 مہینے اس کے لیے چاہییں۔ آپ خود اندازہ فرمائیں اور کتنے سال لگیں گے؟ اس لیے پھر یہ

مناسب سمجھا کہ پوری سورۃ کا خلاصہ اختصار کے ساتھ ایک گھنٹے میں بیان کر دیں۔

عقائد و نظریات..... اہم پہلو:

آپ سمجھتے ہیں میرا خاص موضوع ہے عقائد اور نظریات پر کام کرنا، میں عقائد اور نظریات کے حوالے سے جتنے مسائل ہیں اس پر عرض کروں گا باقی سارے مسائل کو بیان کرنا تو بہت مشکل ہے، ایک گھنٹے میں تو سورۃ البقرہ کی آدمی تلاوت کرے تو وہ پوری نہیں ہوتی، تو اس میں پورے مضامین کیسے بیان کیے جا سکتے ہیں؟

سورۃ البقرہ کی بنیادی معلومات:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر میں ابن عربی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سورۃ البقرہ میں:

- 1000 امر ہیں۔
- 1000 نہی ہیں۔
- 1000 حکمتیں ہیں
- 1000 اخبار اور قصص ہیں۔

صحابہ کرام اور سورۃ البقرہ:

سورۃ البقرہ کتنی اہم سورۃ ہے؟ الجامع لاحکام القرآن میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرہ کو بارہ سال میں حفظ کیا ہے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آٹھ سال لگے، وہ سورۃ البقرہ جتنی سمجھتے تھے اتنی یاد کر لیتے تھے سمجھتے بھی تھے اور یاد بھی کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کے حفظ سے فارغ ہوئے تو ایک اونٹ ذبح کر کے دعوت کی تھی۔

ختم قرآن پر چندہ کی رسم:

مجھے بعض ساتھی کہنے لگے ادھر آپ منع کرتے ہیں کہ قرآن مجید ختم کریں تو مٹھائی تقسیم نہ کریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال بھی دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہم منع کرتے ہیں کہ ان سے چندہ جمع نہ کریں خود تقسیم کریں تو کون منع کرتا ہے؟ یہ دس دس روپے جمع نہ کریں کہ قرآن کا ختم ہے، دس دس روپے دے کر یوں قرآن کی توہین، بے عزتی اور تذلیل نہ کریں۔ ہاں کسی کو اللہ توفیق عطا کرے وہ کہے جی میں قرآن ختم کرتا ہوں اور اس پر مٹھائی کھلائے کون منع کرتا ہے؟

ختم قرآن کی خوشی:

میں الحمدللہ ہر سال قرآن مجید ختم کرتا ہوں اور کہیں سے بھی شروع کروں میرا 29ویں رات کو ختم قرآن اپنے مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا میں ہوتا ہے میں اپنی جیب سے تمام آنے والے حضرات کی مٹھائی کے ساتھ تواضع کرتا ہوں مجھے خوشی ہوتی ہے اور میں خوشی کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ کبھی اس پر نہ ہم نے چندہ کیا ہے اور نہ ہی اپنے ختم قرآن کے لیے اللہ کبھی چندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنی جیب سے لگانے کی عادت ڈالنی چاہیے اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔

درس قرآن کے لیے محنت:

خیر میں عرض کر رہا تھا کہ سورۃ البقرہ مضامین کے حوالے سے اتنی اہم سورۃ ہے اس میں تین چار باتیں میں نے آپ لوگوں کو سمجھانی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے صحیح سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں صرف توجہ دلانے کے لیے عرض کرتا ہوں اس پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے؟ یقین فرمائیں آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ اس کی تیاری کے لیے میں رات چار بجے تک جاگا ہوں، چار بجے کے بعد کتنا وقت بچتا ہے؟ ڈیڑھ گھنٹہ سوئے، ساڑھے پانچ بجے پھر اٹھ گئے، پھر آدھا گھنٹہ سوئے پھر کام شروع کیا، آپ کا ایک درس

ہے میں نے صبح ساڑھے نو بجے الگ بیان کیا ہے، جمعہ کا الگ بیان کیا ہے، پھر چناب نگر کانفرنس کا آخری بیان الگ کیا ہے یہ چوتھی جگہ میرا درس قرآن ہے۔

درسِ قرآن کا انداز:

یہ درسِ قرآن میں بڑا دھیما دھیما دیتا ہوں اس لیے کہ میں نے خطابت والا درس دیا تو تمہاری مسجد کے نمازی کہیں گے یہ عید گاہ تو نہیں ہے یہ مسجد عثمانیہ ہے۔ مولانا صاحب کو سمجھاؤ! سیدھی سیدھی تقریر کرے تو اس لیے میں آپ حضرات کی بہت رعایت کرتا ہوں۔ لیکن مجھے اتنا دکھ ہوتا ہے کہ بعض حضرات اس رعایت کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بندے کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی؟ خیر ہمیں اللہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دکھ برداشت کرنے پر نصرت خداوندی:

جب آدمی کو دکھ ہوتا ہے پھر دکھ کا جواب نہ دے اس پر اللہ کی مدد اور نصرت بہت زیادہ آتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی کسی بات پر آپس میں ناخوشگوار بات ہوئی اور تکرار شروع ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے مسکرا رہے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ نے تھوڑی دیر بعد تکرار کا جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا ناراضگی کا اپنے چہرے مبارک کے ساتھ اظہار فرمایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض کیا حضور پہلے آپ مسکرا رہے تھے پھر آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو چپ تھا تو فرشتہ تیری بات کا جواب دے رہا تھا اور جب تو نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا، تو میں مسکرا اس لیے رہا تھا کہ تیرا دفاع فرشتے کرتے ہیں اور تجھے اپنا دفاع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

مخالفین کے پروپیگنڈے:

یہ اتنی انوکھی بات نہیں کہ میں تمہیں نہ بتاؤں ابھی چند دن پہلے میں گرفتار ہوا پھر رہاہوا۔ اب مجھے اتنا دکھ ہوا کہ بتا نہیں سکتا سرگودھا میں ایک مستقل طبقہ لگا ہوا ہے کہتا ہے کہ جی لیڈر بننے کی خاطر تین دن جیل میں رہا۔ میں نے کہا ایک دن تو بھی ادھر چلا جاتا کہ تجھے پتہ چلے یہ کتنا مشکل کام ہے۔ میں نے کہا میں تو شہرت کا بھوکا تھا یہ جو روڈ پر نکلے تھے ان کو کیا ہوا تھا؟ ان کو کون سی شہرت چاہیے تھی؟

یقین کرو! بندے کو اتنا دکھ ہوتا ہے۔ تین سال قبل رات کو میں سندھ سے آ رہا تھا، فائرنگ ہوئی، میرے ڈرائیور کو گولیاں لگیں، دونوں بازوؤں سے کراس کر گئیں، اللہ نے مجھے بچالیا میں اپنی سیٹ پر سویا ہوا تھا۔ اور پروپیگنڈا دیکھیں۔ میں جدہ گیا، مجھے وہاں کے ایک ساتھی نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے ڈرائیور کو گولیاں مروائی ہیں لیڈر بننے کے لیے میں نے کہا حاشا وکلاّ اللہ معاف فرمائے، کوئی حد ہوتی ہے پروپیگنڈے کی۔

عقائد کی محنت جاری رہے گی:

خیر میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب صحیح عقیدے پر محنت ہو تو یہ پروپیگنڈا ہوتا ہے اور اس پروپیگنڈے کو ہم نے برداشت کرنا ہے اور عقیدے کی محنت جاری رکھنی ہے ان شاء اللہ، عقیدے کی محنت ہم چھوڑ نہیں سکتے۔ خیر میں مضمون آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، اللہ ہمیں سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے، سمجھ آئے تو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سورۃ البقرہ نام رکھنے کی وجہ ؟:

پہلی بات یہ سمجھیں کہ سورۃ البقرۃ کا نام ”البقرۃ“ کیوں ہے؟”بقرۃ“ عربی زبان میں کہتے ہیں ”گائے “کو، کیونکہ اللہ رب العزت نے اس سورۃ میں گائے کا

ایک بہت اہم واقعہ بیان فرمایا ہے، اس ذکر کی وجہ سے اس سورۃ کا نام ”سورۃ البقرۃ“ ہے یعنی گائے والی سورۃ ہے۔ اب عید آرہی ہے نا اور اس کو بعض لوگ عید الاضحیٰ بھی کہتے ہیں اور بعض بڑی عید بھی کہتے ہیں چونکہ تین دن کی ہے نا، اور بعض لوگ بقرہ عید بھی کہتے ہیں، گائے ذبح ہوتی ہے، تو بقرہ کا معنی گائے ہے، چونکہ اس سورۃ میں گائے کا ذکر ہے، اس لیے اس کو ”سورۃ البقرۃ“ کہتے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کے مضامین سے ربط:

دوسری بات سمجھیں۔ سورۃ البقرہ کا پچھلی سورۃ سے ربط کیا ہے؟ کوئی بھی آدمی جب فصاحت کے ساتھ گفتگو کرتا ہے اس کے کلام میں ربط ہوتا ہے بے ربط گفتگو نہیں ہوتی تو اللہ کا کلام کیسے بے ربط ہو سکتا ہے؟ سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کیوں ہے اور ان کا اس میں آپس میں تعلق کیا ہے؟ سورۃ الفاتحہ اس پر ختم ہے ہم نے اللہ سے دعا مانگی تھی ”اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ “ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلا دے ہدایت کی دعا مانگی تھی اس کا آگے جواب آیا ”لَا رَيۡبَ فِيۡهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ “

(سورۃ البقرہ:2)

جو تم نے ہدایت کی دعا مانگی تھی ہم تمہیں ہدایت کے مضمون دے دیتے ہیں ان مضامین پر عمل کرو گے تو تمہیں صراط مستقیم یعنی ہدایت مل جائے گی، ان مضامین کو چھوڑ دو گے تو تمہیں صراط مستقیم نہیں ملے گی۔ یہ سورۃ الفاتحہ کا سورۃ البقرہ کے ساتھ ربط ہے۔

سورۃ البقرہ کے فضائل:

تیسری بات سمجھیں سورۃ البقرہ کے فضائل کیا ہیں؟ ہر سورۃ کے اپنے فضائل ہیں قرآن کریم کے فضائل تو ہیں ہی لیکن ہر سورۃ کے الگ الگ فضائل ہیں۔ اس وقت دو فضیلتیں ذہن نشین فرمالیں۔

پہلی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ " (صحیح مسلم رقم الحدیث780)

لوگو گھروں کو قبرستان مت بناؤ! اپنے گھروں میں قرآن کی تلاوت کیا کرو! قبرستان مت بناؤ! مردے قرآن کی تلاوت نہیں کرتے، تم قرآن کی تلاوت کیا کرو!

دوسری فضیلت:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ" (صحیح مسلم رقم الحدیث780)

جس گھر میں سورۃ البقرہ کی تلاوت ہو اس گھر سے شیطان دوڑ جاتا ہے۔ اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے؟

- خاوند اور بیوی کی لڑائی کیوں ہے؟ شیطان کی وجہ سے۔
- داماد اور سسر میں لڑائی کیوں ہے؟ شیطان کی وجہ سے۔
- والدین اور اولاد میں لڑائی کیوں ہے؟ شیطان کی وجہ سے۔
- بھائیوں کی آپس میں لڑائی کیوں ہے؟ شیطان کی وجہ سے۔

جب شیطان گھر سے دوڑ جائے گا پھر ظاہر ہے یہ لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔ اگر شیطان گھر میں رہے گا تو لڑائیاں کیسے ختم ہو سکتی ہیں؟

تصویر اور ٹی وی کی نحوست:

لاہور میں ہمارے رشتے دار تھے، میں ان کے گھر گیا تو انہوں نے مجھے کہا الیاس! توچیک شیک وی کر لینداں ایں؟ یعنی تعویذ دھاگہ کر لیتے ہو؟ میں نے کہا کوئی ضرورت ہو تو دیکھ لیتے ہیں۔ میرا یہ پیشہ اور مزاج نہیں ہے جیسے میں خواب کی تعبیر

بتاتاہوں لیکن مستقل یہ کام نہیں کرتا کیونکہ لوگ خوابوں کی تعبیر پوچھتے ہیں اور مسئلہ پوچھنا چھوڑ دیتے ہیں اور میں تعویذ بہت کم دیتاہوں کیونکہ لوگ جب بھی آتے ہیں تو تعویذ ہی لیتے ہیں مسائل نہیں پوچھتے۔ ہماری خواہش ہوتی ہے کہ عقیدے اور مسائل کی باتیں کریں۔ میں نے کہا چلیں ٹھیک ہے کوئی وجہ تو بتائیں؟انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر میں کچھ اثرات ہیں، ہمیں بعض لوگوں نے بتایا۔ میں نے کہا کہ دیکھو تم نے سامنے گھر میں تصویریں لٹکار کھی ہیں اور جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گاتو اس میں شیطانی اثرات تو ہوں گے۔ آپ سب سے پہلے تصویریں نکالو اور گھر سے ٹی وی کو خیر باد کہو۔

گناہوں سے پرہیز:

اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میٹھی چیز چھوڑنی ہی نہیں ہم نے چینی بھی نہیں چھوڑنی، رس گلے، گلاب جامن بھی نہیں چھوڑنے اور کہتے ہیں کہ میرا شوگر کا علاج کرو۔ اب ایسے کون علاج کرے گا؟ بلکہ کہا جائے گا کہ پرہیز کرو پھر علاج ہو گا اس لیے لوگ ہم سے علاج نہیں کرواتے کہ ہمارا پرہیز بہت سخت ہوتا ہے۔ آپ سخت پرہیز کا اہتمام کریں تو اللہ پاک گھروں میں محبتیں پیدا کر دیں گے۔

گھریلو نظام زندگی اور تعدد ازواج:

میں آپ سے کئی باتیں بڑی بے تکلفی سے کہہ دیتاہوں کہ دیکھو آپ سے ایک بیوی نہیں سنبھلتی، میری تین ہیں اور کوئی لڑائی نہیں ہے۔ میں نے چپکے اور چوری نکاح نہیں کیا۔ جب بھی نکاح کیا ہے تو آپ کو مٹھائی کھلائی ہے، اب دعا کرو چوتھی ہو جائے ہم پھر آپ کو مٹھائی کھلائیں گے۔

ہندوانہ مزاج اور دوسری شادی:

آپ مذاق سمجھتے ہیں، میں مذاق نہیں سمجھتا، میری مذاق کرنے کی عادت

نہیں آپ میرے ہزاروں بیانات سنیں ان میں آپ کو کہیں لطیفے، مذاق اور بے ہودگی نہیں ملے گی۔ میں اس لیے اس پر زور دیتا ہوں کہ یہ ہندوؤں کا مزاج ہے دوسری شادی کے نام پہ چڑنا، آپ نہ کر سکیں مگر کم از کم اس کو اچھی نگاہ سے تو دیکھیں۔

نکاح عبادت ہے، عیاشی نہیں:

کفار کے ہاں نکاح عیاشی کا نام ہے اور مسلمان کے ہاں نکاح عبادت کا نام ہے۔ کیونکہ ہم اس کو عیاشی سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ جی فلاں بندے نے دو زنانیاں رکھی ہوئی ہیں، بھائی یہ عبادت ہے عیاشی تھوڑی ہے۔ ایک آدمی تہجد پڑھتا ہے، نوافل، اشراق، اوابین بھی پڑھتا ہے آپ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا ذلت کی نگاہ سے؟ لیکن جو دوسرا نکاح کرے تو اس کو عیاشی کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہو؟

رسوم ورواج کا خاتمہ... علماء کے عمل سے:

میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ کام جس کو عوام عیب دار سمجھے عالم اور مقتدا کے ذمے ہے کہ وہ کام کرے اور اپنے عمل سے عیب کو توڑے یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ میں نے تیسرا نکاح کیا ہے۔ میری بیوی مجھ سے پانچ سال بڑی ہے، بیٹی اس کی شادی شدہ ہے، بچے اس کے جوان ہیں، اب بتاؤ! اپنے سے بڑی عمر والی بیوہ سے کوئی شادی کرتا ہے؟ لیکن ہم نے کی ہے۔ امت کے رسم کو عمل کے ساتھ مٹاؤ، کیوں؟ جو دین دار ہوں گے وہ خوش ہوں گے اور جو بے دین ہوں گے وہ ناراض ہوں گے۔

بے دین لوگوں کی ناراضگی:

بے دین ناراض ہو جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ کبھی بھی احوال کی پرواہ نہ کریں اور جب مقتدا قوم کا حالات کی وجہ سے شریعت پر عمل نہ کرے تو اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس لیے علماء کی ذمہ داری ہے عمل کے ساتھ قوم کو سمجھائیں۔

دل جیتنے کے گُر:

میں یہ بات کہہ رہا تھا یہ مسائل مشکل نہیں ہے۔ میں ابھی یہاں کھانا کھا کر پہنچا ہوں، بھئی اشرف کے گھر سے انہوں نے کباب بنائے تھے۔ میں نے کہا ہمیں مت کھلاؤ اسے پیک کرو کہتا ہے کیوں؟ میں نے کہا وہ جو خوش ہوتی ہیں نا ان کی خوشی یہی راز ہوتا ہے وہ کہیں گی ہمارا خاوند کتنا اچھا ہے؟ خود نہیں کھائے ہمار لیے لے کر آ گیا۔ کچھ جملے ایسے ہوتے ہیں جو بیوی کا دل جیت لیتے ہیں اور بعض بیوی کے چھوٹے جملے خاوند کا دل جیت لیتے ہیں اور بعض جملے استاد کا دل جیت لیتے ہیں اور بعض چھوٹے جملے شاگرد کا دل جیت لیتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے جملے بھی کہنا سیکھا کرو اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنات اور آسیب سے حفاظت:

چلو خیر میں بات کر رہا تھا سورۃ البقرہ کے فضائل کیا ہیں؟ ایک فضیلت میں عرض کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس گھر میں سورۃ البقرہ کی تلاوت ہو اس گھر سے شیطان دوڑ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سورۃ البقرہ میں دس آیات ایسی ہیں اگر آدمی سوتے وقت پڑھ لے تو نہ اس گھر میں شیطان آ سکتا ہے نہ اس گھر میں جن آ سکتا ہے نہ اس گھر میں رات کو مصیبت آ سکتی ہے۔ اگر مجنوں پر بھی یہ آیتیں پڑھ کر دم کر دی جائیں تو اللہ شفا دیتے ہیں۔ بتاؤ اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے؟

سورۃ البقرہ کی دس منتخب آیات:

لیکن افسوس کہ آج کے مسلمان کو قرآن پر اعتماد نہیں رہا، خود پڑھو اور دم کرو لیکن اعتماد کے ساتھ۔ یہ آیتیں کون سی ہیں؟ چار آیتیں بالکل شروع میں اور تین درمیان میں ہیں۔ ایک آیت الکرسی اور آیت الکرسی کے بعد والی دو آیتیں، کتنی ہو

گئیں؟ چار اور تین سات، اور تین سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں، یہ دس ہو گئیں۔ بتاؤ کوئی مشکل تو نہیں ہے؟

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے بعض اکابر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بڑا ہی بدبخت آدمی ہو گا جو سوتے وقت سورۃ البقرہ کی دس آیتوں کی تلاوت نہ کرے۔ تو آج سے اہتمام کرو جن کو زبانی یاد ہے وہ زبانی پڑھ لیا کرو اور جن کو یاد نہیں ہے وہ سوتے وقت گھر میں پڑھ لیا کرو۔ اہتمام کر لو گے؟ ان شاء اللہ، یاد رکھو یہ چار آیتیں شروع میں ہیں، تین آیتیں درمیان میں ہیں یعنی ایک آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیتیں بالکل آخر میں ہیں اس کو تلاش کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ ہمیں ان کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اہتمام کر کے دیکھیں پھر دیکھیں نتیجہ کیسے نکلتا ہے اللہ ضرور نتیجہ عطا فرمائیں گے۔

سورۃ البقرہ کے اہم واقعات:

سورۃ البقرہ میں بعض واقعات اللہ نے اہمیت سے بیان فرمائے ہیں۔ میں ان میں سے صرف چار واقعات آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں تو چار واقعات کو ذہن نشین فرما لیں۔ قرآن کریم نے قصے اور واقعات ہمارا ایمان بچانے کے لیے بیان فرمائے ہیں اور عبرت کے لیے بیان فرمائے ہیں۔

بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا واقعہ:

بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا، اس کا نام تھا عامیل۔ یہ بندہ قتل ہو گیا اور اس کا قاتل نہیں ملتا تھا اور قتل کی دو وجوہ لکھی ہیں۔ ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ قاتل بھتیجا تھا اس نے اپنے چچا کو قتل کیا ہے اس کے پاس دولت تھی بھتیجے کو دیتا نہیں تھا اس وجہ سے اس کو قتل کیا ہے۔ دولت کو لوٹنے کے لیے اپنے چچا کو قتل کیا اور بعض کہتے ہیں رشتے کا مسئلہ تھا اس کو بیٹی نہیں دی اس وجہ سے قتل کیا ہے۔ خیر کوئی وجہ بھی ہو

لیکن عامیل آدمی بنی اسرائیل کا بندہ تھا قتل ہو گیا۔

قاتل کی شناخت:

بنی اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں قاتل کو تلاش کریں لیکن ہمیں قاتل ملتا نہیں ہے آپ اللہ سے پوچھ کر بتا دو تاکہ ہمیں قاتل کا پتا چلے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی کہ اے اللہ عامیل کے قاتل کا بتا دے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ان کو کہہ دو اگر تمہیں عامیل کا قاتل چاہیے تو ایک گائے لے لو اور اسے ذبح کرو، گائے کا ایک ٹکڑا کاٹو اور مقتول کے جسم کو لگا لو تو اللہ مقتول کو زندہ کر دے گا اور یہ خود بتائے گا کہ میرا قاتل کون ہے؟

بے تکے سوالات اور خدائی مزاج:

اب بنی اسرئیل یہ سمجھتے تھے اگر ایسا کیا تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ چاہتے تھے یہ ڈرامہ بازی چلتی رہے۔ وہ اللہ نبی کو دھوکہ دیتے تھے وہ لوگ کہتے تھے اللہ سے پوچھ کر بتاؤ وہ گائے کیسی ہو؟ چھوٹی ہو، بڑی ہو، جوان ہو، کس قسم کی ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا اللہ نے کہا وہ گائے نہ بالکل بوڑھی ہو نہ بالکل جوان ہو اس کے درمیان ہو۔ ان کو بتا دیا پھر کہنے لگے اللہ سے پوچھو اس کا رنگ کس قسم کا ہو؟ دیکھو بنی اسرائیل کے طریقے اگر بنی اسرائیل گائے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں تو زرد رنگ کی گائے ہو جو دلوں کو خوش کر دے، ایسی گائے تم لاؤ۔ پھر کہنے لگے ہمیں تھوڑا سا شبہ ہے کہ وہ گائے ہل چلاتی ہو یا نہ چلاتی ہو؟ وہ گائے کنویں سے پانی نکالتی ہو نہ نکالتی ہو کیسی گائے ہو؟ کہا مزید وضاحت کریں۔

گائے کی تلاش اور قاتل کی پہچان:

پھر اللہ کی طرف وحی آگئی کہ وہ گائے نہ کھیتوں کو پانی دیتی ہو، نہ وہ کنویں

سے پانی نکالتی ہو ایسی گائے لاؤ ان کو بتادیا پھر گائے تلاش کی تو وہ گائے مل گئی۔ اور جس بندے کی گائے تھی اس نے کہا کہ ایک شرط پہ گائے دیتا ہوں گائے ذبح کرو اور چمڑے سے گوشت نکالو اور چمڑے کو سونے سے بھرو۔ اگر اتنا سونا مجھے دوگے تو میں گائے دوں گا ورنہ میں گائے نہیں دیتا۔ شرط لگ گئی پھر انہوں نے اس گائے کو خریدا اوراس کو ذبح کیا، اس کے چمڑے میں سونا بھر دیا، پھر اس بندے کو دیا۔ مقتول کے ساتھ ایک ٹکڑا لگایا پھر مقتول زندہ ہوگیا، اس نے کہامیرا قاتل یہ ہے اور پھر مر گیا۔

ماں کی خدمت کا صلہ:

اس سے بعض حضرات، علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے اور بعض مفسرین کرام رحمہ اللہ نے بڑی عجیب وجہ بیان کی ہے کہ یہ ایسے کیوں ہوا؟ یہ ایسے انہوں نے کیا نہیں تھا مگر یہ اللہ کی طرف سے کروایا جارہا تھا۔ اصل میں ایک بہت غریب آدمی تھا جس نے اپنے ماں کی خدمت بہت کی تھی اس کی ماں نے اس کو دعا دی کہ اللہ تیرے مال کے اندر وسعت دے اور برکتیں عطا فرمائے۔ اور وہ گائے کسی پاس نہیں ملتی تھی سوائے اس غریب کے جس نے ماں کی خدمت کی۔ اللہ نے اس کو ماں کی خدمت کا صلہ جوانی اور زندگی میں دیا اور اتنی اہم گائے دی کہ ان سے سوالات ہوتے رہے اور گائے ان کی شرطوں کے مطابق یہی نکلی تو یہ اس کو ماں کی خدمت کا صلہ ملا۔

برکات کیسے حاصل ہوسکتی ہیں؟:

میں ایک بات عرض کرتا ہوں جو یہ چاہے کہ میری دولت میں برکت ہو وہ ماں باپ کی خدمت کرے اور جو چاہے میرے علم میں برکت ہو، تو وہ اپنے استاد کی خدمت کرے۔ استاد کی خدمت کرنے سے علوم میں برکت آتی ہے اور ماں باپ کی خدمت کرنے سے دولت میں برکت آتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ بندہ اپنے ماں باپ کو سہارا دے اور اللہ اس کو رسوا کردے اگر علم چاہتے ہیں تو استاد کو سنبھال لیں

اوراگر دولت چاہتے ہیں تو والدین کو سنبھال لیں دونوں کو چاہتے ہیں تو استاد کو بھی سنبھال لیں اور والدین کو بھی۔ اللہ علم بھی عطافرمادیں گے اور دولت بھی۔

اساتذہ کی دعاؤں کی برکات:

میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ایک بات عرض کرتا ہوں کہ میرے تمام اساتذہ میں سے کوئی ایک بھی استاد ایسا نہیں ہے جو مجھ سے ناراض ہو یاناراض ہو کر دنیا سے گیاہو یازندہ ہو اور اس وقت مجھ سے ناراض ہو۔ اگر کبھی طالب علمی میں کسی استاد سے غلط فہمی تھی تو خدا گواہ ہے مسجد میں بیٹھاہوں میں نے عالم بننے کے بعد جاکر استادوں کے پاؤں پکڑ پکڑ کر معافیاں مانگی ہیں کہ استاد جی میں نے دین کا کام شروع کر دیاہے بچپن میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ آپ شفقت فرمائیں اور دل سے ہمیں معاف کریں اور دعادے کر میدان میں نکال دیں۔ آج ان اساتذہ کی دعاؤں کی برکت ہے ہم بیٹھے ہوئے دیہات میں ہیں اللہ کام پورے عالم میں پھیلارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کالاکھ لاکھ شکر ہے:

میرا بحرین کا سفر تھا آپ یقین کریں مجھے اتنا تعجب ہوا میں بتانہیں سکتا۔ کبھی بنگلہ دیش کے علماء آرہے ہیں، کبھی انڈیا کے اور کبھی پاکستان کے آرہے ہیں۔ میں نے کہا آپ مجھے کیسے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ انٹرنیٹ پر آپ کے بیانات اور لٹریچر کو دیکھ کر اپناعقیدہ محفوظ کر کے بیٹھے ہیں۔ آخری دن مجھے وہاں کمانڈو کا ایک انسٹرکٹر ملا تو کہنے لگا مولانا آپ میرا موبائل دیکھیں، اس موبائل میں آپ کی ویڈیو ہے۔ میرے جتنے کمانڈو شاگرد ہیں کوئی ایک بھی ایسانہیں جس کے پاس آپ کے بیان نہ ہوں۔ اب افسوس ہے کہ ہمیں پتہ اس وقت چلا جب آپ واپس جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے کام لیتے ہیں کہ بندہ تصور بھی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور آپ کی دولت میں برکتیں عطا فرمائیں۔

برکت اور کثرت میں فرق ہے:

ہم برکت کی بات کرتے ہیں کثرت کی بات نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہتے کہ اللہ تمہیں دو گاڑیاں دے ہم کہتے ہیں اللہ ایک دے لیکن اچھی دے۔ برکت اور کثرت تو میں آپ کو سمجھاتا رہتا ہوں۔ ایک روٹی ہو اور دس کو پوری ہو جائے اس کو برکت کہتے ہیں۔ اور دس روٹیاں ہوں ایک کو پوری نہ ہوں اس کو کثرت کہتے ہیں۔ تو مال کثرت والا چاہیے یا برکت والا چاہیے ؟ برکت والا۔

بادشاہ طالوت کی نشانی:

دوسرا واقعہ حضرت طالوت کا ہے یہ واقعہ بڑا اہم ہے مسئلہ کیا تھا؟ حضرت شموئیل علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ بنی اسرائیل پر بڑا ظلم ہوا ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے وہ غلامی میں گئے، تو انہوں نے اپنے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہمارا کوئی ایک بادشاہ مقرر کریں ہم اس بادشاہ کے ساتھ ملیں اور جہاد کریں اور قوم سے آزادی حاصل کریں۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بادشاہ ہم تمہیں دیتے ہیں اور بادشاہ کا نام طالوت ہو گا۔ اس کو بادشاہ بناؤ اور اس کی کمان میں آپ جہاد شروع کرو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے طالوت غریب آدمی تھے قوم نے اس کو بادشاہ ماننے سے انکار کر دیا۔

یہ غریب آدمی ہے ہم اس کو کیسے مانیں ؟ ہمیں ایسا بندہ چاہیے جس کے پاس دولت ہو وہ بڑا آدمی ہو۔ اس غریب اور فقیر کو کون مانتا ہے ؟ شموئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے اس کو علم بھی عطا فرمایا ہے اور جسمانی وجاہت بھی عطا فرمائی ہے۔ اس کا حق ہے کہ تم اس کو باشاہ مان لو۔ وہ قوم بڑی عجیب تھی، پھر انہوں نے کہا چلو ہم اس کو بادشاہ مانتے ہیں لیکن ایسا کریں اس کی بادشاہت کی نشانی یا علامت بتا دیں دیکھو عجیب سوال ہے نبی بات کہہ رہا اور قوم کہہ رہی ہے اللہ کی طرف سے نشانی بھی دے دو۔

شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ چلو ہم نشانی بتا دیتے ہیں۔

نشانی یہ تھی کہ گزشتہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے تبرکات پر مشتمل ایک صندوق تھا کسی نبی کا عصا ہے، کسی نبی کی پگڑی ہے اور کسی کا کوئی اور سامان۔ جب بھی بنی اسرائیل والے اس صندوق کو لے کر جہاد میں جاتے تو اللہ اس صندوق کی برکت کی وجہ سے ان کو فتح عطا فرماتے۔

وسیلہ کا ثبوت اور جائز ہونا:

اس صندوق کی برکت کی وجہ سے اللہ فتح عطا فرماتے مگر آج لوگ کہتے ہیں کہ ولی کا وسیلہ جائز نہیں ہے اور قرآن میں تو صندوق کا وسیلہ بھی ثابت ہے۔ لوگ کہتے ہیں ولی کا وسیلہ جائز نہیں ہے۔ ارے ان کے تبرک دیکھیے صندوق کی برکت سے اللہ ان کو فتح دیتے ہیں۔ بتائیں وسیلہ کہتے کس کو ہیں؟ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔

فوت شدہ ولی کا وسیلہ بھی جائز ہے:

میرے پاس ایک ساتھی آیا کہ بڑا اہم مسئلہ ہے مولانا! مجھے وہ کہنے لگا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کا وسیلہ بھی جائز ہے، زندہ ولی کا بھی وسیلہ بھی جائز ہے اور جو فوت ہو گیا اس کا وسیلہ جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا آپ مجھے یہ بتائیے جو زندہ ہے اس کا وسیلہ کیوں جائز ہے؟ کہتا ہے بہت نیک آدمی ہے۔ میں نے کہا جو فوت ہو گیا وہ برا ہو گیا؟ جو زندہ ہے اس پر تو شک ہے اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں ہو گا؟ اور جس ولی کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس کا ولی ہونا تو یقینی ہے۔ جس کا ایمان پر مرنا مشکوک ہے اس کا وسیلہ جائز ہے جس کا ایمان پر مرنا یقینی تھا اس کا وسیلہ کیسے ناجائز ہے؟ میں نے کہا کہ بتاؤ کوئی مشکل بات ہے؟ تو کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا اتنی سی بات ہے لوگوں نے آپ کو دھوکے میں ڈالا ہوا ہے۔

برکت والا صندوق:

خیر میں بات کر رہا تھا کہ اس وقت کا بادشاہ جو ان پر ظلم کرتا تھا اس کے پاس یہ صندوق تھا لیکن وہ بادشاہ تھا ظالم۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ جہاں رکھتے وہاں وباء پھیلتی۔ جس بستی میں رکھتے وہاں بیماری پھیل جاتی انہوں نے وہ صندوق ایک بیل گاڑی میں رکھا اور جنگل کی طرف ہانک دیا اور بیل ان کے صندوق کو لے کر چلے گئے۔ اور ظالم جو بادشاہ تھا اس کی بستیاں وباء سے محفوظ رہیں۔ اصل میں تو اللہ نے ان کو دینی تھی۔

توجب وہ بیل اس کو لے کر دوڑے اور وہی بیل اس صندوق کو لے کر آئے اور حضرت طالوت کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اللہ کے نبی نے کہا "وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" تم نے نشانی مانگی تھی اللہ نے یہ نشانی عطا فرما دی یہ دیکھو اس کو فرشتے اٹھا کر پھرتے ہیں اور یہ تمہارے گھر پہنچ گیا ہے۔ یہ طالوت کی نشانی ہے وہ برکت والا صندوق تمہیں اس کے پاس ملے گا وہ طالوت کے پاس ملا۔

جالوت سے مقابلہ اور خدائی امتحان:

وہ جہاد کے لیے نکلے مقابلے کے لیے جو بادشاہ تھا اس کا نام جالوت تھا بہت ظالم تھا اور طالوت بہت نیک تھے ان کے ساتھ اسی ہزار آدمی جہاد کے لیے نکلے۔ لیکن اللہ نے امتحان لینا تھا کہ ان میں کھرے کتنے ہیں اور کھوٹے کتنے ہیں؟ راستے میں نہر آگئی طالوت نے فرمایا دیکھو اللہ تمہارا امتحان لے گا جس آدمی نے اس نہر سے پانی پیا وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس کو پیاس لگے گی کمزور ہو جائے گا۔ حالانکہ پانی پینے سے پیاس بجھتی ہے لیکن تم پانی پیو گے تو پیاس بڑھ جائے گی۔ اگر چلو بھر تھوڑا بہت پی لو پھر خیر ہے، گنجائش ہے۔

مان کر چلنے والے غالب رہتے ہیں:

اسی ہزار آدمیوں میں سے سب نے پانی پی لیا سب کو پیاس لگ گئی ۔ کوئی جہاد کے قابل نہ رہا صرف تین سو تیرہ بچے طالوت اور نبی شموئیل علیہ السلام تین سو تیرہ کو لے کر چل پڑے اور ساتھ یہ اعلان کیا کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةً بِاِذۡنِ اللّٰهِ اللہ زیادہ کو نہیں دیکھتے اللہ ایمان کو دیکھتے ہیں ایمان والے تھوڑے بھی ہوں تو زیادہ پر غالب آجاتے ہیں۔

داؤد علیہ السلام کی جہاد میں شمولیت:

یہ تین سو تیرہ جالوت کے مقابلے میں نکلے جالوت ظالم بھی تھا اور بہادر بھی۔ وہ ایسا آدمی تھا جو مقابلے میں اکیلا نکلا۔ اس نے کہا کہ پہلے میں اکیلا تم سب سے لڑوں گا، پھر میری فوج آئے گی۔ شموئیل علیہ السلام اللہ کے نبی تھے انہوں نے داؤد علیہ السلام کے والد سے کہا، داؤد کا والد بھی جہاد میں تھا اور داؤد علیہ السلام چھوٹے بچے تھے یہ بھی جہاد میں تھے۔ انہوں نے کہا تم اپنے بیٹے لاؤ تو اپنے چھ بیٹے لائے۔ انہوں نے پوچھا کہ ساتواں بیٹا کیوں نہیں لائے؟ والد نے کہا کہ ان کی عمر ابھی تھوڑی تھی اور قد بھی چھوٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں تم ساتواں بیٹا بھی لاؤ بہر حال داؤد علیہ السلام آئے شموئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم جہاد میں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں جاؤں گا شموئیل علیہ السلام نے کہا چلو تم یہ تلوار لو اور جہاد میں نکلو۔

جالوت کی شکست:

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب داؤد علیہ السلام گزرے تو ابھی بچے تھے راستے میں تین پتھر ملے ان پتھروں نے بول کر کہا آپ ہمیں لے جاؤ جالوت کو ہم ماریں گے۔ اللہ نے پتھروں کو گویائی عطا فرمائی۔ داؤد علیہ السلام

نے ان کو لیا اور سامنے جالوت نکلا پورا جسم لوہے میں چھپا ہوا تھا صرف اس کا ماتھا خالی تھا۔ داؤد علیہ السلام نے فلافن کو گھما کر جب پتھر مارے تو وہ اس کے ماتھے سے نکلے اور پیچھے سے کراس کر گئے۔ جالوت گرا خدا نے ان کو فتوحات عطا فرمائیں۔ اللہ جب فتح دینے پر آئیں تو اللہ اسباب کا پابند نہیں ہے بغیر اسباب کے فتوحات عطا فرمادیتے ہیں۔

مناظرے کا ثبوت:

تیسرا واقعہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کا ہے۔ یہ بالکل تیسرے پارے کے شروع میں ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ (سورۃ البقرہ:258)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ ہوا اس مناظرے کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں ذکر فرمادیا۔ میں ان حضرات سے کہتا ہوں کہ جو مناظروں کی مخالفت کرتے ہیں وہ قرآن کی اس آیت کو سنیں کیا تم قرآن کی اس آیت کو قرآن سے نکال دو گے ؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناظرانہ گرفت:

ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کی گفتگو اس پر ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا دیکھو میں تمہیں خدا نہیں مانتا نمرود کا مزاج یہ تھا جو بھی اس کے دربار میں آتا تو سجدہ کرتا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے سجدہ نہیں کرتا، نمرود نے پوچھا کیوں نہیں کرتے ؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں خدا مانوں تو سجدہ کروں میں نہ تمہیں خدا مانتا ہوں نہ تمہیں سجدہ کرتا ہوں۔

نمرود نے پوچھا کہ کیوں نہیں مانتے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے دلیل دی کہ خدا وہ ہوتا ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے تو نہ زندہ کر سکتا ہے نہ مار سکتا ہے۔ نمرود بد دماغ آدمی تھا اس نے دو قیدی لیے ایک جس کے لیے بری ہونے کا فیصلہ تھا بے قصور تھا اس کو قتل کر دیا اور جو قصور وار تھا اس کو آزاد کر دیا۔ اس نے کہا کہ دیکھو میں نے زندہ کر دیا اور مار دیا ہے نمرود بد دماغ تھا وہ موت اور حیات کا معنیٰ نہیں سمجھتا تھا۔ اگر اس کو موت اور حیات کا معنی سمجھ آتا تو وہ کیا اس دھوکے کے اندر پڑتا؟ ایک کو مارنا اور دوسرے کو آزاد کر دینا اس کا نام موت اور حیات نہیں ہوتا۔

مخاطب کی عقل کے مطابق گفتگو:

عدم سے وجود اس کا نام حیات ہے اور وجود سے عدم اس کا نام موت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دلیل نہیں بدلی بلکہ دلیل کا رخ بدل دیا کیوں نمرود نے بات ایسی کی کہ جیسے آدمی عوام کے اعصاب پر چھا جائے۔ بعض لوگ ایسی بات مجمع میں کہتے ہیں کہ عوام اس بات سے بہت متاثر ہوتی ہے پھر بات کو سمجھانے کے لیے مناظر کو ایسا رخ اختیار کرنا پڑتا ہے کہ لوگ اس کے دھوکے کے اندر نہ آئیں۔ میں اس کی چھوٹی سے مثال دیتا ہوں۔

مناظرے میں بیدار مغزی:

علامہ خالد محمود دامت برکاتہم جو مسلک دیوبند کے بہت بڑے عالم ہیں ان کا مناظرہ ہوا مرزائیوں سے اور مناظرہ ہوا لاہور میں بریلویوں کی مسجد میں جس کے ساتھ اصل مناظرہ تھا وہ مناظر موقع پر تشریف نہ لا سکے بیمار ہو نگے یا کوئی اور وجہ بن گئی ہوگی۔ تو ایمرجنسی میں علامہ خالد محمود صاحب کو مناظرے کے لیے بلایا گیا اور علامہ صاحب تشریف لے آئے جب مناظرہ شروع ہوا تو علامہ خالد محمود صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "ازالۃ الاوھام" کے حوالے دے کر مرزا کے خلاف

دلیل پیش کی مرزائی مناظر بہت چالاک تھا وہ مناظر کہنے لگا کہ علامہ صاحب آپ نے شرطیں نہیں پڑھیں؟ علامہ صاحب نے شرطیں پڑھی بھی نہیں تھیں وہ تو اچانک آئے تھے۔ لیکن اگر مناظر کہہ دے کہ نہیں پڑھیں تو اس کے پلے کیا رہ جائے گا۔ وہ کہنے لگا کہ علامہ صاحب آپ نے شرطیں نہیں پڑھیں۔

اب اگر علامہ صاحب کہیں کہ میں نے پڑھی ہیں تو جھوٹ تھا اور اگر کہتے ہیں کہ میں نے نہیں پڑھیں تو وہ کہتا کہ مولوی صاحب پہلے آپ شرطیں پڑھو پھر مناظرہ کرو، پھر بے عزتی ہونی تھی اس لیے علامہ صاحب نے جواب دیا کہ کون سی شرط ہے جس کی میں نے مخالفت کی ہے؟ نہ تو یہ کہا کہ میں نے نہیں پڑھی اور نہ یہ کہا کہ میں نے پڑھی ہیں۔ مرزائی مناظر کہنے لگا کہ شرائط میں لکھا ہوا ہے کہ بات قرآن وحدیث سے کریں گے اور آپ نے حوالہ "ازالۃ الا وھام" کا دیا ہے جو غلام احمد قادیانی کی ہے نہ آپ نے قرآن پیش کیا اور نہ آپ نے حدیث پیش کی ہے آپ نے شرط کو چھوڑ دیا ہے۔ علامہ صاحب فرمانے لگے اگر مرزا نبی ہے تو یہ حدیث کی کتاب ہے اور اگر یہ حدیث نہیں تو مرزا نبی نہیں، میں نے تو شرط کی مخالفت نہیں کی۔ مناظر چپ ہو گیا لیکن تھا تو مناظر اس سے جواب نہیں بنا خاموش تو اس نے نہیں ہونا تھا۔

یا اللہ...یا محمد:

اس نے پینترا بدلہ علامہ صاحب آپ ہمیں کافر کہتے ہو یہ دیکھو اوپر کیا لکھا ہوا ہے ہمیں کافر کہتے ہو اور کن کی مسجد میں ہم سے مناظرہ کرتے ہو۔ علامہ صاحب نے کہا کیا لکھا ہوا ہے کہتا ہے یا اللہ یا محمد یہ شرک نہیں؟" مشرکاں دی مسیت وچ ساڈے نال مناظرہ کردے او" (مشرکوں کی مسجد میں ہمارے ساتھ مناظرہ کرتے ہو؟) اب بتاؤ کیسا وار تھا؟ دیوبندی بریلوی کی لڑائی شروع ہو جانی تھی جنگ مرزائی کی ہے اور اس نے بریلویوں اور دیوبندیوں والی جنگ شروع کرادی۔ علامہ صاحب نے

سوچا کہ دیوبندی بریلوی کی جنگ نہیں ہونے دینی اس جنگ کو باقی رکھنا ہے اب یہ کتنا بڑا مسئلہ تھا، علامہ صاحب فوراً فرمانے لگے تم یہ بتاؤ کہ اس مجمع میں کتنے لوگ ہیں جو حج پر گئے ہیں ؟ پانچ سات آدمی کھڑے ہو گئے کہا کہ کتنے لوگ ہیں جو عمرے پر گئے ہیں اب دس بارہ اور بھی کھڑے ہو گئے۔ پوچھا کہ کیا آپ نے جدہ میں "یا اللہ یا محمد" لکھا دیکھا ہے ؟ لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے مکہ مکرمہ میں دیکھا ہے ؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ مدینہ منورہ میں دیکھا ہے ؟ لوگوں نے کہا نہیں۔

مناظر سمجھ دار ہونا چاہیے:

علامہ صاحب فرمانے لگے اگر یہ "یا" عربی کا ہوتا تو جدہ میں لکھا ہوتا عربی کا ہوتا تو مکہ میں لکھا ہوتا عربی کا ہوتا تو مدینہ میں لکھا ہوتا، او کافر یہ "یا" عربی کا نہیں ہے پنجابی کا ہے۔ انہاں نے لکھیاں اے یا اللہ نوں مندے آں یا محمد نوں مندے آں مرزا قادیانی نوں نہیں مندے، اے تیرے پیو تے انہاں نے کفر دی مہر لائی اے۔(انہوں نے لکھا ہے ہم اللہ کو مانتے ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ مرزا ملعون کو نہیں مانتے۔ یہ تو انہوں نے تیرے باپ مرزا ملعون کے کفر پر مہر لگائی ہے) اب دیکھو اپنی لڑائی کو بچا لیا اور اصل لڑائی پر کھڑے ہیں۔ یہ مناظر کا کام ہوتا ہے کہ میں نے بات کیسے سمجھانی ہے ؟

نمرود کی شکست اور حق کی فتح:

ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ تھا ابرہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کرتا ہوں اب دیکھو عوام پر رعب پڑ گیا ؟ اب ابراہیم علیہ السلام نے دلیل نہیں بدلی بلکہ دلیل کا رخ بدلا دلیل یہ تھی کہ اللہ وہ ہوتا ہے جو عدم سے وجود میں لائے اور جو وجود کو عدم دے یہ خدا ہے اس کی مثال دی کہ میرا خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے

فوراً رخ بدلا اور فرمایا" فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

(سورۃ البقرہ:258)

خدا وہ ہے جو سورج مشرق سے لاتا ہے اگر تو خدا ہے تو مغرب سے لا، فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ اب وہ بالکل خاموش ہو گیا اور اس دلیل کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

غیر اللہ کے نام کی منت:

ایک بات اور سمجھیں کہ غیر اللہ کے نام کی منت ماننا ٹھیک نہیں ہے، میں کراچی پڑھتا تھا وہاں ہمارے ایک استاد تھے مولانا عالم خان صاحب پٹھان تھے اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ پٹھان کا علم پٹھانوں والا ہوتا ہے ہمیں سبق پڑھا رہے تھے سبق میں کہتے ہیں اگر تم دیکھو کوئی قبر کو پوجتا ہے، بتوں کو پوجتا ہے، اپنے بیٹے کا نام رکھتا ہے پیراں دِتہ۔ پوچھو کہ پیراں دتہ نام کیوں رکھا؟ تو کہتا ہے بیس سال ہو گئے شادی کو نماز پڑھی ہے، عمرے کیے ہیں، منتیں مانی ہیں، بیٹا نہیں ملا۔ مٹھے شاہ معصوم دی منت مانی ہے تو بیٹا مل گیا ہے اس لیے میں نے نام اللہ دتہ نہیں رکھا بلکہ پیراں دتہ رکھا ہے۔

پیراں دتہ یا اللہ دتہ؟

استاد عالم خان صاحب عجیب بات فرمانے لگے کہ اس مشرک کو وہ دلیل دو جو ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو دی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو دو راستے ہیں ایک مشرق اور ایک مغرب کا خدا مشرق سے لاتا ہے اگر تو خدا ہے تو تو مغرب سے لا۔ اس مشرک کو کہو کہ دو راستے ہیں ایک پاخانے کا اور ایک اولاد کا اللہ نے اولاد کا راستہ بنایا ہے۔ اگر خدا نے نہیں دیا تو پھر پیر سے کہو تو راستہ بدل کے دے۔ اگر بچہ راستہ بدل کے آئے تو پیراں دتہ، اگر اسی راستے سے آئے تو اللہ دتہ ہے۔ آپ کہیں گے کہ مولوی صاحب نے یہ کیسی دلیل دی ہے؟ لیکن ہم نے آپ کو مسئلہ سمجھانا ہے

یہ وہ دلیل ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

موت کے بعد زندہ ہونا:

ابراہیم علیہ السلام کا ایک واقعہ اللہ نے یہ بیان فرمایا ایک آیت چھوڑ کر پھر ایک واقعہ بیان کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اللہ سے عرض کیا اے اللہ میں جانتا ہوں آپ زندہ بھی کرتے ہیں اور مارتے بھی ہیں۔ زندگی بھی آپ دیں گے اور موت بھی آپ دیں گے۔ لیکن میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ آپ قیامت کو بندے کیسے زندہ کریں گے؟ اللہ نے پوچھا" أَوَلَمْ تُؤْمِنْ " تجھے یقین نہیں؟ تو فرمایا " بَلٰى " کیوں نہیں یقین تو ہے وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ۔ (سورۃ البقرہ:260)

لیکن آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو میرا دل مطمئن ہو گا کہ اللہ آپ کیسے زندہ فرمائیں گے؟ فرمایا کہ چار پرندے لے لو کبوتر، کوا، مرغ، مور یہ چار پرندے تھے ان چار پرندوں کا چمڑا اتارو سر الگ کرو دھڑ الگ کرو ٹانگیں الگ کرو ان کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دو اور یہ چار پہاڑ ہیں ایک پر ان کے سر رکھو، اور ایک پر ان کی ٹانگیں رکھو اور ایک پر ان کے پر رکھو۔ لیکن ذبح کرنے سے پہلے چند دن پرندوں کو اپنے پاس رکھنا ان کو مانوس کر لینا ابراہیم علیہ السلام نے رکھ دیا اب فرمایا ذرا درمیان میں کھڑے ہو کر پکارو پھر دیکھو کیسے آتے ہیں۔ انہوں نے ایک کو آواز دی مثلاً کبوتر کو۔ پہلے اس کا سر اٹھا پھر اس کا دھڑ اٹھا پھر اس کی ٹانگیں آئیں پھر اڑتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ فرمایا کہ ہم اسی طرح قیامت کو لے آئیں گے۔

قبر کا مفہوم کیا ہے؟

اس سے یہ بات سمجھنا بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جہاں مردہ دفن ہو وہ قبر ہے۔ اچھا یہ بتاؤ جو آدمی سمندر میں جائے اور جسم گل جائے اس کی قبر کون سی ہے؟ اگر کسی کو جلا دیں اور جلا کر راکھ کر دیں اس کی قبر کون سی ہے؟ اگر کسی کو جانور کھا لے

تو اس کی قبر کون سی ہے؟ ہم نے کہا کہ قبر اس کو کہتے ہیں جہاں میت یا میت کے اجزاء ہوں یہ ان کی ساری قبر ہے۔ اب دیکھو سر، دھڑ، ٹانگیں الگ الگ پڑے تھے اللہ نے ان کو جمع کیا کہ نہیں؟ چاروں اجزاء کا آپس میں رابطہ موجود ہے۔ ایک کو آواز دی ہے تو چاروں جگہ سے جسم کے اعضاء جمع ہونا شروع ہو گئے بالکل اسی طرح جہاں آدمی کے میت کے اجزاء تحلیل ہو کر پورے پانی میں بکھر گئے ہیں یہ ساری اس کی قبر ہے۔ اللہ تمام اجزاء سے روح کا تعلق جوڑ دیتے ہیں نیک ہیں تو جنت کا مزہ دیتے ہیں اور بد کردار ہے تو جہنم کا عذاب دیتے ہیں۔ اللہ قادر ہیں یا نہیں؟(بے شک قادر ہے)

توحیدی کون ہو سکتا ہے؟:

ایک آدمی کہنے لگا کہ اس طرح نہیں ہو سکتا تو میں نے کہا کہ تُو توحیدی کیسے ہے؟ میں نے کہا کہ توحیدی تو ہم ہیں اجزاء دنیا میں پھیل گئے ہیں ہم کہتے ہیں خدا ہر جز سے روح کا تعلق جوڑ کر عذاب، ثواب دیتا ہے۔ توحیدی ہم ہیں یا تو ہے؟ جو خدا کی قدرت نہ مانیں کیا وہ کبھی توحیدی ہو سکتا ہے؟ قدرت بھی نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ توحید۔ یہ کیسی توحید ہے؟ تم کیسی توحید لیے پھرتے ہو؟

اللہ کیسے زندہ کریں گے؟:

چوتھا واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا تیسرے پارے میں ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام بخت نصر بادشاہ کے دور میں تھے۔ وہ بہت ظالم بادشاہ تھا اس نے بنی اسرائیل کو قید کیا، توراۃ کو جلا دیا اور عزیر علیہ السلام اس کی قید میں تھے۔ عزیر علیہ السلام اس کی قید سے رہا ہوئے اور رہا ہو کر جا رہے تھے ایک جگہ بستی سے گزرے اور پوری بستی تباہ شدہ پڑی تھی۔ عزیر علیہ السلام نے دیکھا تو پوچھا أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ (سورۃ البقرہ:159)

اللہ یہ بستی تباہ و برباد ہے آپ اس کو زندہ کیسے کریں گے؟ یہ مسئلہ سمجھنے کے

لیے اللہ سے سوال کیا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ (سورۃ البقرہ:159)

100 سال کی موت اور پھر زندگی:

حضرت عزیر علیہ السلام گدھے پر سوار تھے روٹی ان کے پاس تھی۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ خشک روٹی تھی اور اوپر انگور لیے انگور کا شیرہ ان پر نچوڑا اور اس کو کھانے لگے اس حالت میں اللہ سے سوال کیا وہیں پر اللہ نے موت دے دی۔ روٹی بھی پڑی ہے ساتھ گدھا بھی ہے اور عزیر علیہ السلام خود بھی ہیں۔

سو سال اسی طرح گزر گئے پھر اللہ نے اٹھایا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ اللہ نے پوچھا عزیر علیہ السلام بتاؤ کتنا عرصہ ٹھہرے؟ انہوں نے کہا لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ اللہ ایک دن یا دن کا بعض حصہ ہے ٹھہرا ہوں اس لیے کہ جس وقت وہ فوت ہوئے تو صبح تھی اور جب اٹھے تو شام تھی۔

100 سال بعد کھانے پینے کی اشیاء:

اب ان کے ذہن میں تھا کہ اگر آج ہی اٹھا ہوں تو دن کا بعض حصہ ہے اگر کل سویا آج اٹھا ہوں تو پورا دن گزر گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ آپ سو سال تک اس حالت میں ٹھہرے فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ عزیر آپ اپنے کھانے کو دیکھو بغیر فریج کے صحیح پڑا ہوا ہے اور سو سال گزر گئے تم اپنا مشروب دیکھو اسی طرح پڑا ہے۔

مردوں کو بھی اللہ زندہ کریں گے:

اب ذرا اپنے گدھے کو دیکھو وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فرمایا دیکھو اب گدھے کی ہڈی آئی ہے پھر گدھے کی ہڈی پر گوشت چڑھا پھر اس کے اوپر کھال چڑھی ہے گدھا

بالکل آواز دیتا ہوا۔ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ گدھا ہنہناتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ پھر فرمایا جیسے ہم نے گدھے کو زندہ کیا ہے اسی طرح کل قیامت کے دن مردوں کو اٹھائیں گے۔

قوم نے عزیر علیہ السلام کی پہچان کیسے کی؟:

عزیر علیہ السلام اٹھے اور اپنے علاقے میں گئے تو لوگوں نے ان کو پہچانا نہیں۔ سو سال پورا گزر گیا بابا اب کون پہچانے؟ نسل ہی بدل گئی کہا میں عزیر ہوں تمہارا آدمی ہوں تو انہوں نے کہا کیا نشانی ہے؟ کیوں کہ ساری تورات کی کتابیں جلادیں تھیں اور عزیر علیہ السلام تورات کے حافظ تھے کہا لو میں تمہیں تورات سناتا ہوں۔ جب پوری تورات زبانی سنائی تو لوگوں کو یقین آگیا کہ یہ وہی عزیر نبی ہے جو سو سال پہلے تھا تورات تو اب ہے ہی نہیں تو یہ تورات کا حافظ آخر کہاں سے آگیا؟

وفات کے بعد زندگی اور سننا:

اس سے ایک چھوٹی سی بات ذرا سمجھیے جو لوگ بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں میں مسئلہ صاف کرتا ہوں بعض لوگ کہتے ہیں نبی قبر میں ہو اور نبی کو قبر میں آواز دو، درود سلام پڑھو تو نبی نہیں سنتا۔ دلیل کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں وہ کہتے ہیں نبی قبر میں زندہ نہیں۔ توجہ رکھو وہ دلیل میں اس واقعہ کو پیش کرتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام سو سال تک اس حالت میں رہے جب سو سال بعد اللہ نے کھڑا کیا تو اللہ نے پوچھا کم لبثت کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "لبثت یوماً او بعض یوم" اگر زندہ ہوتے تو ان کو پتا نہ ہوتا؟ سوال سمجھ گئے؟ زندہ ہوتے تو ان کو پتا ہوتا ان کو پتہ نہ چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ زندہ نہیں ہیں۔ اب اس پر لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ جی علامہ صاحب نے تو بڑی دلیل دی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر۔ میں نے کہا اچھا یہ بتاؤ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے

وہ کتنے سال سوئے رہے؟ تین سو نو سال۔ کتنے سال؟ تین سو نو سال۔ جب اٹھے ناتو اللہ نے فرمایا کَمْ لَبِثْتُمْ ہاں بھئی کتنا عرصہ سوئے ہو انہوں نے کہا لَبِثْنَا یَوْمًا أَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ (سورۃ الکہف:19)

دن یا دن کا بعض حصہ وہ سوئے تھے یا موئے؟ بولو ناں (سوئے)۔ قرآن کہتا ہے وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ۔ (سورۃ الکہف:18)

وہ تو سوئے پڑے تھے وہ تو مردہ نہیں تھے اان کو پتا کیوں نہیں چلا۔ سمجھیے کہتے ہیں عزیر علیہ السلام زندہ نہیں تھے اگر زندہ ہوتے پتا چل جاتا تو اصحاب کہف تو زندہ تھے نا۔ جب اٹھے تھے ان کو پتا نہ چلا اگر پتا نہ چلنا دلیل موت ہوتی تو اصحاب کہف کو سویا نہ کہتے اصحاب کہف کو مویا کہتے۔

عدم علم کا عقلی جواب:

میں آپ میں سے کسی بندے سے پوچھوں اچھا آپ بتاؤ درس قرآن شروع ہوئے کتنے منٹ ہوئے ہیں؟ تو آپ کو پتا نہ ہو تو کیا یہ مردہ ہونے کی دلیل ہے؟ میں ایک اور جواب دیتا ہوں سنو تمہیں لطف آئے گا۔ ایک یہ عالم ہے ایک وہ عالم ہے بات سمجھنا دونوں میں فرق کیا ہے كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ؟ (سورۃ الحج:47)

ایک وہ جہاں ایک یہ جہاں:

قرآن میں ہے کہ اس عالم کا ایک دن ہو تو یہاں کے ہزار دن بنتے ہیں۔ بات سمجھیں اس عالم کا ایک دن اس عالم کے ہزار دن کے برابر ہے۔ اس جہان کا ایک دن تو اس جہان کے ہزار دن بنتے ہیں۔ عزیر علیہ السلام کتنا عرصہ ٹھہرے؟ 100 سال۔ کتنا بنا؟ ایک تو نہیں بنا اللہ پوچھتا ہے کَمْ لَبِثْتَ عزیر علیہ السلام کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ انہوں نے جواب دیا لَبِثْتُ یَوْمًا أَوْ بَعْضَ یَوْمٍ اللہ میں دن کا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں۔ فرمایا نہیں نہیں! وہاں کی بات نہیں ہے ہم یہاں کی پوچھتے ہیں

یہاں کا 100 بنتا ہے وہاں کا بعض بنتا ہے۔ نہیں سمجھے یہ جواب ٹھیک ہے یا غلط ہے؟

بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَۃَ عَامٍ یہاں کا 100 وہاں کا بعض ہے۔ پتہ کیسے نہیں چلا بتا تو دیا ہے سمجھ آئی تمہیں؟ میں اس لیے کہتا ہوں کہ ان دلائل کی آپ قیمت جانا کرو پھر ان کو سنبھال کر رکھا کرو۔ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

خلاصہ واقعات:

تو کتنے واقعات ہیں؟ چار

1. بقرہ کا
2. طالوت علیہ السلام کا۔
3. سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا۔
4. حضرت عزیر علیہ السلام کا۔

اب میں کچھ مسائل عرض کرتا ہوں بڑے اختصار کے ساتھ

اللہ کا قادر ہونا اور بندے کا عاجز ہونا:

بندے کا عاجز ہونا اور خدا کا قادر ہونا ہے۔ یہ کہاں پر ہے؟ "الم" میں۔ قرآن کریم کا متن سورۃ الفاتحہ ہے اور سورۃ البقرہ سے لے کر آخر سورۃ الناس تک ایک سو تیرہ سورتیں پورے قرآن کریم کی شرح ہے۔ جب شرح ہوئی ہے تو فرمایا "الم" سے شروع کرو اس کا معنیٰ کسی کو بھی نہیں پتا سوائے اللہ کی ذات کے۔ اللہ نے بتا دیا دیکھو تمہارا علم اتنا ہے تمہیں الف کا معنیٰ بھی نہیں آتا۔ تمہارا علم اتنا ہے تمہیں لام کا معنیٰ بھی نہیں آتا۔ کس بات پر اکڑتے ہو؟ اور تمہیں میم کا معنیٰ نہیں آتا اگر قرآن سمجھنا ہے تو پہلے یہ بات مانو کہ ہم عاجز ہیں اور تو قادر ہے، پھر تمہیں دین سمجھ آئے گا۔ "الم" یہ قرآن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس میں بندے کا عاجز ہونا اور خدا کا قادر ہونا سمجھایا ہے۔

دفاع صحابہ پر دلیل:

اس میں دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے آپ بیانات سنو دفاع صحابہ پہ یہ دلیل شاید کوئی پیش کرے گا۔ ذٰلِكَ الۡكِتَابُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ۔ (سورۃ البقرہ:2)

میں کبھی احباب سے کہتا ہوں کہ بھائی ہم سے لڑائی مول نہ لو، ہم سے دفاع صحابہ سنو، دفاع صحابہ کے دلائل ہم سے لو، پھر دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کی وکالت کیسے ہوتی ہے؟ ذٰلِكَ الۡكِتَابُ توجہ کرو عربی زبان میں دو لفظ ہیں ایک لفظ ہے "ھذا" ایک لفظ ہے "ذالك" اگر کوئی چیز سامنے ہو اور قریب ہو اس کو کہتے ہیں "ھذا" جس کا اردو معنٰی ہے "یہ" اگر کوئی چیز دور ہو یا غائب ہو اس کو کہتے ہیں "ذالك" اردو میں معنٰی ہے "وہ" اللہ فرماتے ہیں " ذٰلِكَ الۡكِتَابُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ" اس کتاب میں کوئی شک نہیں اس پر اعتراض ہوتا ہے یا اللہ آپ کو "ذالك " نہیں کہنا چاہیے "ھذا" فرمانا چاہیے تھا کیوں کہ قرآن تو یہ ہے قرآن وہ تو نہیں ہے قرآن تو سامنے موجود ہے۔ آپ فرماتے "هَذا الۡكِتَابُ لَا رَيۡبَ فِيۡه" کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں لیکن "ھذا" نہیں فرمایا بلکہ "ذالك" فرمایا وجہ یہ ہے کہ جو قرآن جبرائیل علیہ السلام نے حضور کو دیا اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

صحابہ امانت دار تھے:

اور جو قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ لوگ اعتراض اس پر کرتے ہیں کہ جو قرآن صحابہ نے ہمیں دیا ہے اس میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ اللہ نے فرمایا نہیں! نہیں! "ذالك" وہ قرآن جو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا وہ لکھا ہوا نہیں تھا وہ بھی "لَا رَيۡبَ فِيۡهِ" ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا وہ لکھا

ہوا نہیں تھا وہ بھی ”لَا رَیْبَ فِیْہِ“ ہے۔

جمع قرآن اور کاتبین وحی صحابہ:

اور یہ لکھا کب ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے پہ اور جمع کب ہے؟ حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فرمانے پر۔ فرمایا جو جبرائیل علیہ السلام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا وہ لکھا ہوا نہیں وہ بھی ”لاریب فیہ“ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا وہ بھی لکھا ہوا نہیں وہ بھی ”لَا رَیْبَ فِیہ“ ہے ”ذالك“ یعنی وہ قرآن جو صدیق رضی اللہ عنہ لکھوائے گا وہ قرآن جو عمر رضی اللہ عنہ لکھوائے گا اور معاویہ رضی اللہ عنہ لکھے گا وہ ”لَا رَیْبَ فِیہ“ اس میں بھی شک نہ کرنا جس طرح وہ ”لَا رَیْبَ فِیہ “ ہے یہ بھی ”لَا رَیْبَ فِیہ “ ہے۔ اس میں بھی شک نہیں اُس میں بھی شک نہیں۔

کلام، کتاب اور قرآن:

اس کو کلام بھی کہتے ہیں کتاب بھی کہتے ہیں اور اسے قرآن بھی کہتے ہیں۔

- جب اللہ تکلم کرے تو کلام پاک ہے۔
- جب نبی پڑھے تو قرآن پاک ہے۔
- اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ لکھے تو کتاب پاک ہے۔

یہ کتاب تو بنتی ہی تب ہے جب صحابی رضی اللہ عنہ لکھے جب نہ لکھے تو کتاب بنی کیسے؟ کیسے اس میں شک کرے گا؟ ”ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ“ اس میں دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

عقیدہ ختم نبوت پر اکابر دیوبند کی خدمات:

آگے چلیں اگلی آیت میں ختم نبوت کا بیان ہے۔ مفتی محمود رحمہ اللہ نے یہ

آیت پیش کی تھی اسمبلی میں جب بعض ایم این ایز نے پوچھا تھا کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے ؟ تو مفتی محمود رحمہ اللہ نے کہا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 4 کے شروع میں لکھا ہے۔ پوچھا کیسے ؟ تو کہا اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے کون ہیں ؟"وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ " اے میرے پیغمبر !ایمان والے وہ ہیں جو اُس کتاب پر ایمان لائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس وحی پر بھی ایمان لائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر آئی، اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آنا ہوتا تو اللہ یوں فرماتے ایمان والے وہ ہیں جو اس کتاب پر ایمان لائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اُس وحی پر بھی ایمان لائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر آئی اوراس پر بھی ایمان لائیں جو آپ کے بعد آئی۔ خدا نے بعد کا تذکرہ نہیں کیا۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور پہلی وحی کا تذکرہ کیا پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بند ہے ہمارے نبی کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا ورنہ اس کو بھی ذکر فرما دیتے۔ سورۃ البقرہ کا آغاز ہے اور اللہ اس مسئلے کو بیان فرما دیا کہ ختم نبوت کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

قرآن کریم ایک معجزہ ہے:

آگے مسئلہ ہے اعجاز قرآن کا۔ اعجاز قرآن کا معنیٰ ہے کہ قرآن اللہ کے نبی کا اعجاز ہے معجزہ ہے معجزہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جس دور میں جس فن کا چرچا تھا اللہ اپنے نبی کو اسی فن میں ایسی چیز عطا فرماتے کہ فن والے عاجز ہوتے۔

موسیٰ علیہ السلام کا پہلا معجزہ:

موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کا چرچا تھا خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا یہ لاٹھی لیں اور جب وہ لاٹھیاں پھینکیں گے تو وہ سانپ بنے گے نہیں سانپ نظر آئیں گے اور جو تو لاٹھی پھینکے گا سانپ نظر نہیں آئے گا بلکہ سانپ بنے گا ان کی لاٹھیاں

سانپ بنتی نہیں تھیں "يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ" (سورۃ طٰہٰ:66)

محسوس ہوتا تھا سانپ بنے ہیں لیکن تم لاٹھی پھینکو گے تو سانپ بنے گا۔ اس دور میں لاٹھی کا سانپ بننا ایک جادو تھا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنا دیا یہ معجزہ تھا جب یہ معجزہ آیا تو جادو گر عاجز ہو گئے۔

موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا معجزہ:

موسیٰ علیہ السلام کا دور جادو کا دور تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کے اپنے ہاتھ کو بغل کے نیچے رکھو اور نکالو وہ سورج کی طرح چمکے گا جادو گروں کو کہو کہ اس طرح تم بھی چمکا کر دکھاؤ، جادو گر تمہیں بڑے جادو دکھائیں گے مگر سمندر کو روک دیں یہ جادو گر نہیں کر سکتے۔ اے موسیٰ ذرا عصا کو مار ہم بارہ راستے دریا میں نہ بنا دیں تو پھر کہنا، پتھروں سے پانی نکالیں یہ جادو گر نہیں کر سکتے وَاضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ۔

(سورۃ البقرہ:60)

پتھر پر عصا تو مار! ہم 12 چشمے جاری کر دیں گے یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ:

عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب اور حکمت کا چرچا تھا۔ طبیب بڑے تھے فرمایا ان کی کون سی طب ہے؟ تو ان سے کہہ کہ ذرا کوڑھی کو ٹھیک کریں انہوں نے کہا کہ ہم تو ٹھیک نہیں کر سکتے عیسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ پھیرا تو ٹھیک ہو گیا اور مادر زاد اندھے کو ٹھیک کرنا ان کے بس میں نہیں تو ہاتھ پھیر! ہم مادر زاد اندھے کو بھی ٹھیک کر دیں گے۔ بے جان میں جان ڈالیں یہ ان کے بس میں نہیں ہے تو چڑیا مٹی کی بنا پھونک مار ہم اس میں جان ڈال دیں گے۔ کوئی مرے اور دنیا میں آئے یہ حکمت کے ساتھ نہیں ہو سکتا قبر پر کھڑے ہو کر تو "قم باذن اللہ" کہہ ہم مردے کو قبر سے نکال کر لے آئیں گے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے اس دور میں طب کا چرچا تھا تو

طبیب کہتے تھے کہ یہ طب نہیں ہے یہ معجزہ ہے۔ جہاں طب جواب دیتی ہے وہاں سے معجزہ کا آغاز ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علمی:

قریشیوں میں فصاحت، بلاغت، خطابت اور اشعار کی شہرت تھی۔ اتنی شہرت تھی کہ قصیدہ لکھ کے بیت اللہ پہ لٹکا دیتے اور کہتے کہ دنیا میں کوئی ہے جو اس کا جواب دے گا۔ اللہ فرماتے ہیں: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم شعر میں تو نہیں نثر میں قرآن پیش کرتے ہیں اور قرآن پیش کیا۔ لوگ کہتے ہیں کسی کا بنایا ہوا ہے اگر کسی کا بنایا ہوا ہے تو لاؤ اس قرآن جیسا قرآن، تم نہیں لا سکتے۔ جن وانس سارے جمع ہو جاؤ نہیں لا سکتے۔ پھر کہا چلو ایک چیلنج ہے ایسا کرو "فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ "(سورہ ہود: 13)

دس سورتیں لے کر آؤ، نہیں لا سکے تو چیلنج تھوڑا سا کم ہو گیا۔ فرمایا: فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ (سورۃ یونس:38)

ایک سورۃ لے آؤ اور سارے جمع ہو جاؤ پھر بھی تم نہیں لا سکتے۔ تو پھر مان لو نا یہ بشر کا نہیں یہ خدا کا کلام ہے۔ اللہ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطابت، فصاحت و بلاغت دے کر تمام عربوں کو عاجز کر دیا۔

دیگر انبیاء کے معجزے اور ہمارے نبی کا معجزہ:

اس میں ایک بات میں نے عرض کی، ذرا آپ بھی سمجھنا یہ قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے باقی انبیاء کو معجزے عملی دیے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی بھی دیے اور علمی بھی دیا۔ عملی معجزہ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو عصا والا دیا اور ہمارے نبی کو عملی بھی دیا اور علمی بھی دیا۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی معجزہ کیوں دیا گیا؟

پہلے انبیاء کو علمی معجزہ نہیں دیا کیوں کہ جب عامل جاتا ہے تو عمل ساتھ چلا جاتا ہے۔

- مولانا صاحب نماز پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے بابا جی نماز پڑھ رہے تھے فوت ہوگئے نمازیں ختم، ایک اور تھے وہ چلے گئے نمازیں ختم۔
- ہر سال حج کرتے تھے، فوت گئے تو حج ختم۔
- ہر سال زکوٰۃ دیتے تھے، فوت ہوگئے زکوٰۃ ختم۔
- ہر سال روزے رکھتے تھے فوت ہوگئے تو روزے ختم۔
- عامل جب جائے عمل ساتھ جاتا ہے
- اور جب عالم جائے تو علم چھوڑ کے جاتا ہے۔
- قاری صاحب پڑھا رہے ہیں دنیا سے چلے گئے ہیں دس بچے حافظ بنے ہیں۔
- قاری صاحب چلے گئے پچاس کو قرآن سکھا دیا۔
- شیخ الحدیث چلے گئے پچاس محدّث پیدا کر دیے۔
- ایک عالم جائے تو علم چھوڑ کر جاتا ہے۔

عامل جائے تو عمل ساتھ جاتا ہے عالم چلا جائے علم کے نتیجے چھوڑ کے جاتا ہے۔ پہلے انبیاء کی نبوت محدود تھی معجزہ عملی دیا نبی گیا معجزہ ساتھ چلا گیا۔ ہمارے نبی کی نبوت قیامت تک کے لیے تھی معجزہ علمی دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے علم اب بھی باقی ہے۔ ان کی نبوت محدود تھی اس لیے معجزہ وہ دیا جو نبی (علیہ السلام) کے ساتھ ہی ختم ہو گیا نبوت کا زمانہ جو تھوڑا تھا۔ ان کی نبوت کا زمانہ محدود تھا تو معجزہ عملی نہیں بلکہ علمی دیا۔ اللہ گواہ ہے میں صرف اس علم و عمل پر گھنٹوں دلائل دوں کہ علم و عمل میں فرق کیا ہے۔

صاحب علم کی اجرت زیادہ ہوتی ہے:

ایک نکتہ ذہن میں رکھنا عمل بھی علم پر چلتا ہے عمل زیادہ ہوتا ہے اور اجرت کم ہوتی ہے علم میں تھوڑا کام کریں اجرت بہت زیادہ ہوتی ہے مزدور آٹھ گھنٹے کام کرتا ہے تنخواہ پانچ ہزار ہے انجینئر ایک گھنٹہ دیتا ہے تنخواہ دو لاکھ ہوتی ہے کیونکہ مزدور کے پاس عمل ہے انجینئر کے پاس علم ہے۔

دیگر انبیاء کا عمل:

حضرت نوح علیہ السلام نے 950 سال تبلیغ کی ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 سال کی ہے مقام ان کا نہیں ان کا بڑا ہے کیونکہ ادھر عمل ادھر علم ہے ادھر عمل تھا اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کام کرتا ہے۔ عمل کا مدار تو علم ہوتا ہے نا اصل علم ہوتا ہے۔

نبوت کا اصل کمال علم میں ہوتا ہے:

ایک اور بات ذہن میں رکھیں نبی میں اصل کمال علم ہوتا ہے نبی کا اصل کمال عمل نہیں ہوتا۔ کوئی بندہ نبی سے علم میں بڑھ جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ لیکن بظاہر دیکھنے میں عمل امتی کے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج کیا تھا تمہاری مسجد میں ایسے کئی حاجی ہوں گے جنہوں نے تین حج کیے ہوں گے۔ بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عمر 23 سال ہے اور 23 سال ہی نماز پڑھی ہے نا ایک آدمی کی اسی سال عمر ہے اس کی کتنی زیادہ نمازیں ہو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قرآن پوری زندگی میں پڑھا کیونکہ جب مکمل ہوا تب ہی مکمل پڑھیں گے نا جب مکمل نازل ہی نہیں تھا تو مکمل پڑھیں گے کیسے؟ اور آپ کتنے قرآن پڑھتے ہیں؟ مجھ جیسا نالائق آدمی بھی رمضان میں 4 مرتبہ قرآن پڑھ لیتا۔ پہلے ایک مرتبہ قرآن پڑھا پھر اس کے بعد سنا دیا پھر ایک مرتبہ پھیرا

دیا پھر رات کو مصلّے پر پڑھا تو مجھ جیسا نکما حافظ بھی رمضان میں کم از کم چار قرآن پڑھتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی میں ایک مرتبہ پورا قرآن پڑھا ہے۔

امتی کا عمل کیفیت میں نبی سے نہیں بڑھ سکتا:

اب دیکھیے! بظاہر امتی عمل میں آگے نکل گیا لیکن علم میں آگے نہیں نکل سکتا لیکن امتی کروڑ مرتبہ قرآن پڑھے اور نبی ایک مرتبہ "الحمدللہ" کہہ دے اس کا کروڑ مرتبہ قرآن پڑھنا نبی کی ایک مرتبہ "الحمد للہ" کہنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس کی کئی وجوہ ہیں، پھر عرض کروں گا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ قرآن کا اعجاز ہے اور قرآن نے چیلنج کیا پہلے کہا کہ پورا قرآن لاؤ یہ نہیں لا سکتے پھر کہا کہ دس سورتیں لاؤ پھر آخر میں چیلنج کیا کہ ایک سورۃ لاؤ۔

مسئلہ تین طلاق:

ایک اور مسئلہ قرآن میں ہے تین طلاق کا فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥ۔ (سورۃ البقرہ:230)

پوری امت کا اجماع ہے، قرآن کا مسئلہ ہے، احادیث کا مسئلہ کہ اگر تین طلاق دو تو تین طلاق ہوتی ہیں تین طلاق دو تو ایک ہرگز نہیں ہوتی۔

تین طلاقوں کو ایک کہنا کس کا مذہب ہے؟:

تین طلاقوں کو ایک طلاق کہنا یا تو مرزائیوں کا مذہب ہے یا شیعوں کا مذہب ہے اور تین طلاقوں کو تین کہنا اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥ۔

(سورۃ البقرہ:230)

یہ قرآن میں ہے، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 230 نکال لیں اور کوئی بھی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیں وہاں یہ لکھا ہو گا کہ تین طلاقیں دینے سے تین ہوتی ہیں تین طلاقیں

دینے سے ایک کبھی نہیں ہوتی۔

تین طلاق مناظرے کی دلچسپ روداد:

میں اس پر آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کا مناظرہ تھا اور مناظرہ تین طلاق پہ تھا ادھر سے مناظرہ رکھا اور ساتھ تھانیدار کو فون کر دیا تھانیدار آگیا اور کہا کہ مولوی صاحب تمہارا مناظرہ نہیں ہو گا مولانا فرمانے لگے کہ مناظرہ کیوں نہیں ہو گا مناظرہ تو ہو گا، اس نے کہا کہ میں نہیں ہونے دوں گا مولانا فرمانے لگے تُو مناظرہ ہونے دے تو تھانیدار ہے طاقتور ہے ثالث بن جا فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا کہ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں جوتے ماروں گا اور مناظرہ نہیں ہونے دوں گا۔ مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ فرمانے لگے میں بڑا خوش ہوں تیری بات سن کے۔ تو ابھی جوتا اتار مجھے بھی مار اور اس مولوی کو بھی مار اس کو تین مار کے ایک گننا اور مجھے تین مار کے پورے تین گننا۔ مجھے تین مار اور اس کو نو مار، اس نے پوچھا کہ وہ کیوں؟ مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ میں کہتا ہوں تین تین ہوتے ہیں اور یہ کہتا ہے تین ایک ہوتا ہے۔ یہ کہتا ہے تین طلاقیں ایک طلاق ہے اور میں کہتا ہوں کہ تین طلاقیں تین ہوتی ہیں۔ میں اس کو سمجھا رہا ہوں لیکن یہ نہیں مانتا پھر یہ تیرے جوتوں سے مسئلہ سمجھے گا میری دلیل سے اس کو مسئلہ سمجھ نہیں آئے گا۔ کیا صرف طلاق میں تین ایک ہے باقی ہر جگہ تین تین ہوتے ہیں؟

زنا کو نکاح کا نام دینے کی جسارت:

عجیب بات ہے اللہ پاک محفوظ رکھے۔ میں تمہیں ہاتھ جوڑ کر اور دیانت داری سے کہتا ہوں کہ کوئی لڑکا رنڈی خانے سے لڑکی گھر میں لے کر آئے اور زنا کرے اتنا بڑا گناہ نہیں ہے جتنا تین طلاقوں کے بعد بیوی کو گھر میں رکھے تو گناہ ہے۔ میں بڑے اعتماد کے ساتھ بات کہتا ہوں میں نے خدا کو جواب دینا ہے اس کی وجہ یہ ہے

کہ جس نے زنا کے لیے لڑکی رکھی ہے اس کو باپ بھی کہتا ہے کہ زنا ہے ماں بھی کہتی ہے کہ زنا ہے خاندان بھی کہتا ہے کہ تُو کنجر ہے۔ تُو لڑکی لے کر آیا ہے لیکن جو تین طلاقوں کے بعد رکھتا ہے اس کو کوئی نہیں کہتا کہ یہ زنا ہے اس کے زنا کو بھی نکاح کہتے ہیں اور زنا کو نکاح سمجھ کر قبول کرنا اس میں کفر کا خطرہ ہے۔ یہ کتنا بڑا جرم ہے؟

سوشل بائیکاٹ کرنا چاہیے:

اگر تمہارے خاندان میں کوئی بندہ یہ جرم کرے تو اس سے بائیکاٹ کرو۔ اس کو خاندان سے فارغ کر دو۔ اس جرم میں کبھی شریک نہ ہونا۔ ہمارے ذمہ مسئلہ بتانا تھا ہم نے بتا دیا عمل کرو تمہارا بھلا نہ عمل کرو تو قیامت میں ہم سرخرو ہیں۔ ہم نے مسئلہ کھول کر بتایا ہے بغیر ڈر کے، بغیر جھجک کے مسئلہ کھولا ہے مانو تو آپ کی مرضی اور نہ مانو تو بھی آپ کی مرضی۔ تو تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

مسئلہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام:

ایک بات اور سمجھیں اسی طرح قرآن میں سورۃ البقرہ میں ایک مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فرمایا وَلَا تَقُولُوا لِمَنۡ يُقۡتَلُ فِي سَبِيۡلِ اللّٰهِ أَمۡوَاتٌ بَلۡ أَحۡيَاءٌ وَّلٰكِن لَّاتَشۡعُرُوۡن۔ (سورۃ البقرہ:154)

قرآن کریم کی کوئی بھی اہل السنت والجماعت کی تفسیر اٹھانا اہل بدعت کی مت اٹھانا۔ تو مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ مومن آدمی جو اللہ کے راستے میں قتل ہو وہ زندہ ہے اور نبی کا کلمہ پڑھا ہے تو اس کو یہ سعادت ملی ہے تو نبی اس سے بڑھ کر زندہ ہے

نبوت کا مقام شہادت کے رتبے سے اعلیٰ ہے:

جب یہ شہید زندہ ہے تو نبی زندہ کیوں نہیں؟ نبوت کا مقام تو شہادت سے اوپر ہے شہادت کا مرتبہ تو نبی کے صدقے ملا ہے صدقے والا تو زندہ ہے تو نبی خود قبر

میں زندہ کیوں نہیں ہو گا؟۔

حکیم الامت مولانا تھانوی کا مسلک:

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی کی حیات شہید سے بڑھ کر ہوتی ہے کیوں؟ شہید کی حیات کے ساتھ جنازہ ہے اور نبی دنیا سے گئے ہیں ان کا جنازہ ایسے نہیں تھا جیسے شہید کا جنازہ ہے۔ روضے پر جاؤ درود پڑھو۔ یہ صحابہ کا جنازہ تھا اس طرح جنازہ نہیں تھا جیسے شہید کا ہوتا ہے۔

دعائے جنازہ کے الفاظ سے دھوکے کی کوشش:

ہمارے سرگودھا کے ایک مولوی صاحب ہیں ایک جگہ تقریر کی اور مسئلہ بیان کر رہے تھے کہ شہید زندہ نہیں ہوتا مجھے اتنا دکھ ہوا کہ بتا نہیں سکتا۔ کہتے ہیں کہ جب شہید مر جائے تو کیا دعا پڑھتے ہو؟ بندہ قتل ہو جائے تو کیا دعا پڑھتے ہو؟ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔

مولوی صاحب تقریر کر رہے تھے کہتا ہے کیا پڑھتے ہو؟ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا مولوی صاحب کہتا ہے "مَيِّتِنَا" کیوں پڑھتے ہو؟ "حَيِّنَا حَيِّنَا" کیوں نہیں پڑھتے؟ پھر مانا کہ زندہ نہیں۔ آپ سمجھ گئے؟ یہ بہت بڑی دلیل پیش کی ہے۔ شہید کو قرآن نے زندہ کہا ہے یا ہم نے کہا؟ اشکال ہمارے اوپر ہے یا قرآن کے اوپر ہے؟ پھر اللہ سے کہو کہ جب یہ زندہ ہے تو ہمیں یہ دعا کیوں سکھائی ہے یہ اعتراض ہمارے اوپر کیوں کرتے ہو؟ یہ تو بد دماغی ہے۔

دھوکے کا الزامی جواب:

جب میں اس علاقے میں گیا تو مجھے سب ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے سرگودھا کے مولوی صاحب یہ دلیل دے کر گئے ہیں اور جواب بھی سرگودھا سے

اچھا لگتا ہے۔ میں نے کہا جی پھر سرگودھا کا جواب سنیں میں نے کہا "اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا" یہ کیوں؟ یہ سامنے ہے یا غائب ہے؟ پھر کہو نا "شَاھِدِنَا و شَاھِدِنَا" جواب آیا کہ نہیں؟ آگے "وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا" کیوں؟ یہ بچہ تو نہیں ہے پھر کہونا "و کبیرنا و کبیرنا" میں نے کہا یہ صغیر نہیں ہے کبیر ہے۔ آگے "وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا" کیوں؟ آپ کا باپ مرا ہے وہ عورت تو نہیں ہے نا تو پھر کہو "وَذَکَرِنَا وَذَکَرِنَا۔ "وَأُنْثَانَا" کیوں کہا؟

دعائے جنازہ کے الفاظ کی حکمت:

میں نے کہا کہ اب جواب سمجھو جنازہ اس کا ہے جو سامنے ہے تو کہا "وَشَاھِدِنَا۔ "وَغَائِبِنَا" کہہ کر اس کو شامل کیا ہے جو غائب ہے۔ جنازہ اس کا ہے جو کبیر ہے "وَصَغِیْرِنَا" کہہ کر بچوں کو دعا میں شامل کیا ہے۔اگر جنازہ باپ کا ہے تو "وَأُنْثَانَا" کہہ کر عورتوں کو شامل کیا ہے۔ اگر جنازہ ماں کا ہے تو "وَذَکَرِنَا" کہہ کر مَردوں کو شامل کیا ہے۔ اگر جنازہ شہید کا ہے تو کہا "حَیِّنَا" اور "وَمَیِّتِنَا" کہہ کر مُردوں کو شامل کیا۔ اگر جنازہ غیر شہید کا ہے تو کہا "وَمَیِّتِنَا" اور "حَیِّنَا" کہہ کر شہید کو شامل کیا ہے۔

علمائے حق اور ملحدین کا سازشیں:

اب اگلا جواب سنو اب دوبارہ اعتراض نہیں ہو گا کل میرے پاس ساتھی آئے تھے قصور کے تھے ایک اہل حدیث تھا اور کہا: مولانا! میں تو ان پڑھ ہوں مجھے تو بات کا پتہ نہیں میں نے کہا پھر آئے کیوں ہو؟ اگر ان پڑھ ہو کہنے لگا ایک بات پوچھنی ہے مولانا آپ بھی عالم ہو مولوی توصیف الرحمان بھی عالم ہے میں نے کہا توصیف الرحمان مولانا طارق جمیل صاحب پر اعتراض کرتا ہے دو گھنٹے وڈیو سی ڈی بنائی ہے میں

نے دو گھنٹے میں اس کا جواب دیا ہے چار سال گزر گئے آپ مولانا صاحب کو کہو نا کہ جواب دو، نہیں سمجھے؟ انہیں کہو جواب دو یہ ان سے پوچھو مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ وہ جواب دے تا کہ پتہ چلے دونوں عالم ہیں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ ایک مولوی ہے ایک جاہل ہے انہوں نے فضائل اعمال پر اعتراض کیا ہے میں نے جواب دیا ہے انہیں کہو نا کہ جواب دو تو بات سمجھ آ رہی ہے؟

اپنے عقائد کا پرچار کرتے رہیں:

میں سمجھا رہا تھا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سورۃ بقرہ کے اندر ہے آپ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے؟ اہل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہے یہاں سے درود پڑھو تو فرشتے پہنچاتے ہیں اور قبر پر پڑھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے ہم اپنا عقیدہ اپنی مساجد میں بیان کرتے رہیں گے۔

سورۃ البقرہ میں اختتامی بیان:

میں آخری بات عرض کرتا ہوں۔ سورۃ البقرہ کا آغاز ہے " ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ اور اختتام ہے۔ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔ (سورۃ البقرہ:285)

یعنی تم نے غیب کو مانا ہے نظر آئے تو بھی مانو نہ نظر آئے تو بھی مانو سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا سمجھ آئے تب بھی مانو نہ سمجھ آئے تب بھی مانو۔ قرآن کی آیت اتری " إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ۔ (سورۃ البقرہ:284)

اگر تم اپنے اندر کی بات چھپاؤ گے یا بیان کرو گے اللہ سب جانتا ہے۔

غیر اختیاری وساوس کا کیا کریں؟:

صحابہ رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہو گئے یا رسول اللہ کبھی ایسے خیالات

آتے ہیں جو مناسب نہیں ہوتے کیا اللہ تعالیٰ اس پر ہمارا محاسبہ کریں گے ؟ غیر اختیاری وسوسے آتے ہیں ہم اس میں بے بس ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تو اختیاری پر مواخذہ ہے غیر اختیاری پر نہیں ہے۔ جواب تو یہی تھا لیکن یہ جواب نہیں دیا بلکہ کہا کہ اے صحابہ ! تم یہ کہو سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا اللہ نے آگے دوسری آیت اتار کر جواب دے دیا کہ غیر اختیاری پر مواخذہ نہیں ہو گا بلکہ اختیاری پر ہو گا۔ لیکن مسئلہ بعد میں سمجھایا سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا پہلے سمجھایا تاکہ مزاج بن جائے کہ نظر آئے تب بھی مانیں گے اور نہ نظر آئے تب بھی مانیں گے ہو اہل السنت کا عقیدہ اور نبی کا فیصلہ سمجھ آئے تب بھی مانیں گے اور نہ سمجھ آئے تب بھی مانیں گے۔

نبی کا غلام اور عقل کا پجاری:

حضور مکہ سے چلے، عرش تک گئے ہیں واپس آئے ابو جہل آیا اور کہا کہ میں نہیں مانتا کیوں کہ میری عقل میں نہیں آتا اور صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں تو مانتا ہوں ابو جہل نے کہا کہ جب عقل میں نہیں آتا تو پھر کیوں مانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا عقل کا کلمہ نہیں پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے۔

صدیق کا بیٹا اور ابو جہل کا بیٹا:

میں کہتا ہوں ہاں خدا کی قسم ! جو نبی کے فرمان پر عقل قربان کر دے وہ صدیق کا بیٹا ہے اور جو عقل کی وجہ سے نبی کے فرمان کو چھوڑ دے وہ ابو جہل کا بیٹا ہے۔ ہم ابو جہل والے نہیں ہیں ہم صدیق رضی اللہ عنہ والے ہیں۔ سمجھ آئے تب بھی مانتے ہیں اور نہ سمجھے آئے تب بھی مانتے ہیں، نظر آئے تب بھی مانتے ہیں نہ نظر آئے تب بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرما دیا وہ بر حق ہے۔ اس کے سامنے ہماری عقل کی حیثیت کیا ہے۔ اللہ ہم سب کو بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعۡوَانَا أَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

درس: سورۃ آل عمران

بتاریخ: 02-11-2012

بوقت: بعد از نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد عثمانیہ نزد واپڈا آفس
اقبال کالونی Y بلاک سرگودھا

سورۃ آل عمران

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا . مَنْ يَهْدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَنَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا اَمَّا بَعْدُ.فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الم○ اللّٰہُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ○نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰہِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللّٰہُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ○ (سورۃ آل عمران 1 تا 4)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

تمہید:

آپ تمام حضرات کے علم میں ہے کہ درسِ قرآن کا عنوان "مضامین سورۃ آل عمران" ہے۔ گزشتہ درسِ قرآن میں سورۃ البقرہ کے مضامین کا خلاصہ میں نے پیش کیا تھا اور آج کے درسِ قرآن و سنت میں سورۃ آل عمران کے مضامین کا خلاصہ بیان ہو گا ان شاء اللہ۔ سورۃ آل عمران مدنی سورۃ ہے۔ اس میں 200 سو آیتیں اور 20 رکوع ہیں۔ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اگر سورۃ آل عمران یا کسی بھی سورۃ کے تمام مضامین کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو بہت زیادہ وقت لگتا ہے۔ اس لیے ہم نے یہ طے کیا کہ ہر سورۃ کے اہم مضامین کو اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ درسِ قرآن کریم کا تسلسل بھی باقی رہے اور بہت سارے اہم مسائل

بھی آپ کی خدمت میں پیش کیے جاسکیں۔

عقائد و نظریات کا تحفظ:

میں ہر دفعہ اس کی وضاحت اس لیے کرتا ہوں تاکہ آپ حضرات کے دماغ میں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ کہیں گے کہ فلاں مسئلہ بھی تھا، فلاں بھی تھا، مولانا صاحب نے فلاں مسئلہ بیان نہیں کیا۔ میں نے اس لیے وضاحت کی تھی کہ ہر بندہ اپنے عنوان پر کام کرتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کے عقائد و نظریات کا تحفظ یہ بنیادی طور پر میرا مشن اور میرا کام ہے۔

انتخاب آیات کا پہلو:

اس لیے میں سورۃ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کوشش کرتا ہوں کہ ان آیات کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے جس میں ہمارے ان نظریات کا بیان ہو جس پر عموماً آج موجودہ دور میں لوگ حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم اس کا تذکرہ اہمیت کے ساتھ کرتے ہیں۔ باقی تذکرہ اور مضامین بھی درمیان میں آجاتے ہیں۔

شان نزول اور شان ورود:

پہلی بات یہ سمجھیں کہ سورۃ اٰل عمران کا شان نزول کیا ہے؟ دو لفظ آپ نے کتابوں میں پڑھے ہیں اور علماء سے سنے ہیں۔

1) شان نزول۔

2) شان ورود۔

یہ دو لفظ یاد رکھیں جو واقعہ کسی آیت کے نازل ہونے کا سبب بنے اس واقعہ کو "شان نزول" کہتے ہیں اور جو واقعہ حدیث مبارک کے فرمانے کا سبب بنے اسے "شان ورود" کہتے ہیں۔ بعض واقعات وہ ہیں جو قرآن کی آیت اترنے کا سبب بنتے ہیں اور بعض واقعات وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے کا سبب ہیں۔ تو

جو واقعہ قرآن کی آیت اترنے کا سبب بنے اسے کہتے ہیں فلاں آیت یا سورۃ کا "شان نزول" اور جو واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے کا سبب بنے اسے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس حدیث کا "شان ورود" ہے۔ نازل کا معنیٰ ہوتا ہے نزول، اترنا اور "وُرود" کا معنیٰ ہوتا ہے آنا، لغوی معنیٰ اگر ایک بھی ہو تو لیکن اصطلاح میں "شان نزول" کا مطلب الگ ہے اور "شان ورود" کا مطلب الگ ہے۔

سورۃ آل عمران کا شانِ نزول:

سورۃ "آل عمران" کا شان نزول کیا ہے؟ نجران کے علاقے کے عیسائیوں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس وفد میں اور آدمی بھی تھے لیکن تین آدمی اس میں بڑے اہم تھے۔ ان میں سے ایک کا نام "ایھم السید" تھا یہ ان کا سردار تھا، دوسرے کا نام "العاقب عبد المسیح" تھا یہ مدبر اور سیاست دان تھا۔ تیسرے آدمی کا نام "ابو حارثہ بن علقمہ" تھا یہ ان کا پادری اور بہت بڑا عالم تھا۔

(تفسیر البحر المحیط ج2 ص389)

تو یہ وہ لوگ تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لیے آئے اور بڑی اہمیت کے ساتھ آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقام بھی دیا اور جگہ بھی دی، رہائش کا انتظام بھی کیا اور ان کے ساتھ خوب کھل کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو بھی کی۔

اہل باطل سے گفتگو کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟:

جو تمہارے پاس دلائل ہیں تم پیش کرو اور جو میرے پاس ہیں وہ میں پیش کروں گا۔ تم اپنا مذہب سمجھاؤ! میں اپنا مذہب سمجھاؤں گا اور بات دلیل سے کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل کے ساتھ ان سے بات کی اور رعایت کتنی فرمائی ہے؟ یہ مدینہ منورہ میں ٹھہرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم مسجد نبوی میں نماز

پڑھیں گے تو منہ کعبہ کی طرف نہیں کریں گے بلکہ بیت المقدس کی طرف کریں گے جو مشرق کی جانب بنتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم رخ ادھر کرو! مگر جب ہمارے ساتھ بات کرو تو دلائل کے ساتھ کرو۔ اس طرح بہت فائدہ ہوتا ہے۔

نظریاتی اختلافات اور مہمان نوازی:

میرے پاس ایک دفعہ گوجرانوالہ سے بریلوی علماء کا وفد آیا، ایک خاص موضوع پر مشاورت کے لیے۔ وہ آئے بیٹھے ہم نے کھانا کھلایا بات چلتی رہی۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری نماز کا وقت ہو گیا ہے، آپ حضرات مہمان خانے میں نماز پڑھیں۔ اس لیے کہ آپ کا اور ہمارے نظریات کا اختلاف ہے۔ آپ کی نماز ہمارے پیچھے ہوتی نہیں ہے اور ہماری آپ کی پیچھے نہیں ہوتی؟ ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے، مہمان خانے میں آپ نماز پڑھیں۔ آپ یقین فرمائیں کہ وہ میرے اس جملے سے بے حد خوش ہوئے انہوں نے کہا مولوی صاحب! ہوتی ہے یا نہیں ہوتی یہ الگ بات ہے مگر آج ہم تیرے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ہم نے پہلی بار ایسا مولوی دیکھا جو اپنے مدرسے میں بھی کہتا ہے کہ تم اپنی نماز پڑھو۔ کیونکہ نظریات کا اختلاف ہے، انہوں نے پھر ہمارے پیچھے نماز پڑھی۔ حالانکہ وہ اپنے مسلک کے مناظر تھے۔

نبوت کی تعلیم... مہمان کا اکرام:

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اکرام فرمایا۔ آنے والا مہمان اگر کافر بھی ہو تو اکرام اس کا حق ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللهِ وَالۡيَوۡمِ الآخِرِ فَلۡيُكۡرِمۡ ضَيۡفَهٗ۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث:6135)

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام فرمائے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "مسلمان" کا اکرام فرمائے، مسلمان کا اکرام الگ چیز ہے۔ لیکن کافر اگر

مہمان بن جائے تو بحیثیت مہمان اس کی میزبانی اور اکرام مسلمان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ مہمان؛ مہمان ہوتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

گفتگو کرنے میں مراتب کی پاسداری:

بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو فرمائی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان حضرات کو اپنی شاعری پر بہت ناز تھا۔ تو فرمایا کہ تم اپنے شاعر کو کھڑا کرو ان کے شاعر نے شاعری کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے حسان! اٹھو ذرا مقابلہ کرو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جب شعر پڑھے تو عیسائیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا ہے۔

پھر انہیں اپنی خطابت پہ بڑا ناز تھا انہوں نے کہا کہ ہم بہت بڑے خطیب ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آجاؤ انہوں نے اپنا خطیب کھڑا کیا، اس نے تقریر کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ دربارِ نبوت کے خطیب تھے کہ اٹھو ذرا اپنی خطابت کے جوہر دکھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ جی آپ کا خطیب بھی ہم سے تگڑا ہے۔

قوت دلیل سے گفتگو سنت ہے:

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلائل کی بات مجھ سے کرو، میں تو شاعر اور خطیب بھی نہیں۔ میں تو اللہ کا نبی ہوں۔ اس لیے کہ اگر دشمن شاعر لائے تو شاعروں کو پیش کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اگر دشمن خطیب لائے تو خطیب پیش کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے۔

خطابت کا مذاق نہ اڑایا جائے:

تو خطابت کا مذاق نہ اڑایا کرو! ہاں خطابت کو پیشہ بنانا جرم ہے لیکن جب

ضرورت ہو تو خطابت کا جوہر دکھانا ایمان ہے اور خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث:5146)

بعض خطابت ایسے اثر کرتی ہے جیسے بندے پر جادو اثر کرتا ہے۔ اللہ کے نبی نے تو خطابت کی ترغیب دی ہے۔

الوہیت عیسیٰ پر عقلی جواب:

خیر! دلائل شروع ہوئے، ان کا مسئلہ چلتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دلائل کو توڑا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دلائل دیے۔ ایک بہت بڑی دلیل فرمائی "اِنَّ عِيْسٰى يَاْتِيْ عَلَيْهِ الْفَنَا" عیسیٰ پر تو موت آئے گی، کیا خدا پر بھی موت آیا کرتی ہے؟ فرمایا کہ عیسیٰ پر موت آئے گی حالانکہ عیسائیوں کا عقیدہ بالکل الگ ہے۔

عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نظریہ:

عیسائیوں کا عقیدہ کیا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئی ہے، سولی پر چڑھے ہیں پھر ان کو زندہ کیا گیا ہے پھر آسمان پر گئے ہیں۔ مسلمان کا نظریہ کیا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر نہیں لٹکایا گیا، ان پر موت نہیں آئی تو ان کے عقیدے کے مطابق یہ فرمانا چاہیے تھا "اِنَّ عِيْسٰى اَتٰى عَلَيْهِ الْفَنَا" کہ عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آچکی ہے۔

جواب دینے کا انداز:

لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بھی اپنا عقیدہ بیان فرمایا کہ "اِنَّ عِيْسٰى يَاْتِيْ عَلَيْهِ الْفَنَا" اگر تمہارے بقول عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئی ہے تو جس پر موت آجائے وہ خدا نہیں ہوا کرتا ادھر موت بھی مانتے ہو اور خدا بھی مانتے ہو؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب موجود نہ تھا۔ تو پہلے قرآن نے عقلی دلیل

بیان فرمائی ہے "الٓمٓ اللّٰہُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ (سورۃ آل عمران:1)

اللہ وہ ہے جو خود بھی زندہ ہے اور دوسروں کو بھی زندہ رکھتا ہے وہ جو خود ہی زندہ نہ رہے اسے تم نے خدا کیسے مان لیا؟ کچھ عقل سے کام لو۔ یہ عقلی دلیل دی ہے۔

الوہیت عیسیٰ کی تردید پر نقلی دلیل:

آگے " نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ " سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقلی دلیل دی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے انجیل نازل کی ہے، تورات نازل فرمائی ہے، زبور نازل فرمائی ہے، کتابیں نازل کیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کتاب نازل نہیں کی ان پر کتاب نازل ہوئی ہے۔ خدا وہ نہیں ہوتا جس پر کتاب اترے خدا وہ ہوتا ہے جو کتاب اتارے۔ تم نے کیسے ان کو خدا مان لیا؟ اب دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے پیارے دلائل ہیں۔ اس کا ان سے جواب نہیں بن پڑا۔

مباہلے کی نوبت:

دلائل میں ہار گئے، تھک گئے تو فرمایا کہ بتاؤ بھئی کوئی بات رہ گئی ہے ؟ انہوں نے کہا کہ یونہی کام نہیں چلے گا۔ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ چلو تم دلائل سے ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے آؤ پھر ہم مباہلہ کر لیتے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے ان سے مباہلے پر بات کی ہے۔ آگے آئے گی آیت: فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ○ (سورۃ آل عمران:61)

کے تحت کہ اللہ کے نبی نے مباہلے پہ بات کی ہے۔

مباہلہ اور اس کا طریقہ ؟:

مباہلہ اس وقت بھی تھا مباہلہ آج بھی ہے مباہلے کا مطلب کیا ہے ؟ فریقین

میں سے ہر ایک یہ دعامانگے کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو، اس پر اللہ کا قہر ہو اور وہ برباد ہو جائے۔

عیسائیوں کی سمجھداری؛مباہلہ سے انکار:

نجران کے عیسائیوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے ہو مباہلہ؟ ان میں سے بعض کا خیال تھا کہ مباہلہ کریں۔ جب اللہ کے نبی اپنے گھر سے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے اور بی بی زہرا ساتھ تھیں۔ عیسائیوں کے عالم نے کہا ان کے مبارک وجود کو دیکھ لو یہ کبھی جرم نہ کرنا اور یہ حماقت کبھی نہ کرنا ان کے ہاتھ اٹھ گئے نہیں تو پوری وادی پر آگ برسے گی۔

صلح کی پیشکش اور شرائط:

بہتر ہے کہ ان سے صلح کر کے واپس ہو جاؤ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹھیک ہے صلح کرنا چاہو تو کر لو انہوں نے کہا کہ جی ہم کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یوں صلح نہیں ہو گی کلمہ پڑھو یا جزیہ دو یا جاؤ جا کے جنگ کی تیاری کرو ہم آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم جزیہ دے کر صلح کے لیے تیار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ قبول کیا اور صلح کر کے وفد واپس ہو گیا اس پر سورۃ آل عمران کی دو سو آیات نازل ہوئیں۔

عمران سے کون سا شخص مراد ہے؟:

میں بتا یہ رہا تھا کہ سورۃ کا "شان نزول" کیا ہے؟ اس میں لفظ ہے آلِ عمران۔ آل کا معنیٰ ہوتا ہے اولاد ۔ اور عمران کون ہے؟ ایک عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام ہے اور ایک عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کا نام ہے حضرت مریم کے جو والد تھے ان کا نام بھی عمران تھا۔ لیکن اس میں جو "آل عمران" ہے اس کا تعلق موسیٰ علیہ السلام کے والد کے ساتھ نہیں اس کا تعلق ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا حضرت مریم کے والد کے ساتھ ہے۔

اولاد کو وقف کرنا سابقہ شریعتوں میں ؟:

حضرت مریم کے والد کا نام عمران تھا۔ اور یہ بیت المقدس مسجد اقصیٰ کے امام تھے۔ اس دور میں ان انبیاء میں ایک رواج چلتا تھا کہ اپنی اولاد میں سے ایک بیٹے کو دین کے لیے وقف کر دیا کرتے۔ یہ ان انبیاء علیہم السلام کی شریعت تھی کہ باقی بیٹے دنیا کے کام کریں اور ایک کو خالص دین کے لیے وقف کر دو یہ دین کا کام کرتا رہے۔

حضرت مریم کی منت:

ان کے دستور کے مطابق حضرت مریم کی والدہ نے اللہ سے منت مانی اے اللہ ! جو میرے پیٹ میں حمل ہے اور جس امید کے ساتھ میں ہوں اے مولا کریم اگر یہ بیٹا پیدا ہوا تو میں منت مانتی ہوں کہ تیری راہ میں وقف کر دوں گی میں اس کو دین کے لیے پیش کر دوں گی۔ حضرت مریم کی والدہ زندہ تھیں اور امید کے ساتھ تھیں تو والد فوت گئے۔ اب والد تو تھے نہیں۔ حضرت مریم جب پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ نے اللہ رب العزت سے یہ کہا ”رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ “۔ (سورۃ آل عمران:36)

حضرت مریم کی پریشانی پر خدائی دلاسہ:

اے اللہ اگر بیٹا ہوتا ہے تو میں تیری راہ میں وقف کر دیتی اب تو بیٹا نہیں، میں نے بیٹی کو جنا ہے اب میں کیا کروں ؟ لیکن جس بیٹی کو جنا تھا اس بیٹی کو لے کر بیت المقدس پہنچ گئیں جب اس نے کہا ”رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ “ اے اللہ میں نے بیٹی کو جنا ہے یہ حسرت کا جملہ تھا۔ اپنی بیٹی کو دین کے لیے کیسے پیش کروں ؟ میں بیٹی کو کہاں لے کر جاؤں ؟ اللہ نے جواب یہ دیا ”وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ “ (سورۃ آل عمران:36)

اے مریم کی ماں جو بیٹا تو نے مانگا تھا اس بیٹی کی طرح نہیں ہے جو ہم نے دی ہے۔ تو نے بیٹا مانگا اپنی حیثیت کے مطابق اور خدا نے بیٹی دی ہے اپنی شان کے

مطابق۔ اب تیری حیثیت کہاں اور خدا کی شان کہاں؟ بس تو اسی کو پیش کر دے۔ مریم کی والدہ نے مریم کو لیا، چھوٹی بچی ہے اس کو لے کر بیت المقدس میں آگئی۔

حضرت مریم کی پرورش اور کفالت:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ”بیان القرآن“ میں لکھا ہے ان کو دودھ پلانے کے لیے دائی کا انتظام کیا گیا یا ان کو دودھ پلانے کی نوبت ہی نہیں آئی یہ بغیر دودھ پیے بچپن میں بڑھتی چلی گئیں۔ اس لیے قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے ان کی بڑے اچھے طریقے سے پرورش کی یعنی بہت جلد جسم میں طاقت عطا فرمائی کہ اگر عام بچی کی ایک مہینے میں ایسی پرورش ہوتی ہے تو وہ ایک دن میں ایسی تھیں جب وہاں پہنچی مریم کی والدہ اپنی بیٹی کو لے کر گئی اور بیت المقدس میں علماء تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے اگر مریم کے والد زندہ ہوتے جو بیت المقدس کے امام تھے اپنی بیٹی کی تربیت وہ کرتے۔ اب باپ تو تھا نہیں حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے دے دو کیونکہ حضرت زکریا کی جو بیوی ہے حضرت مریم کی خالہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ مجھے دے دو کیونکہ یہ ہماری بیٹی بھی اور میری بیوی اس کی خالہ جو ہے وہ اس کی تربیت کرے گی۔

بڑے خاندان سے نسبت کی خواہش:

لیکن باقی جو علماء تھے انہوں نے کہا کہ نہیں ہم اس کی تربیت کریں گے۔ کیونکہ ہر بندے کی خواہش ہوتی ہے کہ بڑے خاندان کی بیٹی یا بیٹا ہو وہ چاہتا ہے کہ میرا شاگرد بنے۔ بڑے خاندان سے میرا تعلق قائم ہو۔ بڑے خاندان سے مراد دولت نہیں بلکہ علم و فضل ہے۔

کفالت مریم اور اختلاف رائے کا مرحلہ:

ان کی خواہش یہ تھی کہ اس کی تربیت ہم کریں اب فیصلہ نہ ہوا کہ تربیت

کون کرے گا حضرت مریم کی تربیت کرنے پر اختلاف ہوا زکریا علیہ السلام نے اپنا حق جتایا باقی علماء نے اپنا حق جتایا۔

اختلاف کا آسان حل قرعہ اندازی:

اب اس میں طے یہ ہوا کہ یوں کرو قرعہ اندازی کرلو، جس کے نام کا قرعہ نکلے گا وہ اسی کی تربیت کرے گا۔ اس آیت میں قرعہ کا مسئلہ موجود ہے۔ اللہ فرماتے ہیں "وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ○ (سورۃ آل عمران:44)

اے میرے پیغمبر! آپ وہاں موجود نہیں تھے جب ان میں قرعہ اندازی ہو رہی تھی کہ کفالت کون کرے گا؟

قرعہ اندازی کا طریقہ:

اب قرعہ طے کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا جو مریم کی کفالت کے امیدوار ہیں وہ اپنا اپنا قلم دریا میں ڈالیں اور جس کا قلم ادھر جائے جدھر دریا کا پانی جاتا ہے وہ اس مریم کو نہ لے جائے اور جس کا قلم پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت میں چلے حضرت مریم کی کفالت وہ کرے گا۔ قلم ڈالے گئے تو حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم ادھر چل دیا جدھر سے پانی آرہا تھا۔ نبی جو تھے۔

بچیوں کے مدارس کا ثبوت:

پھر مریم ان کی تربیت میں آگئی۔ پھر زکریا علیہ السلام نے مریم کی تربیت شروع فرمادی مریم بہت چھوٹی عمر میں بلوغ تک پہنچی ہیں۔ مریم علیہ السلام کی تربیت کے لیے زکریا علیہ السلام نے بچیوں کا مدرسہ بنادیا۔ لوگ کہتے ہیں بچیوں کے مدرسے کا ثبوت کہاں ہے؟ میں نے کہا قرآن کریم میں ہے۔ آدمی قرآن پڑھے تو ثبوت مل جاتا ہے اور یہ مدرسہ ہی تھا زکریا علیہ السلام کا۔

کرامت کا ظہور:

ایک کمرہ تھا وہاں مریم کو رکھتے اور پھر دعوت و تبلیغ کے لیے چلے جاتے واپس آتے تو اس بیٹی کو کھانا پیش کر دیتے لیکن ایک بار حضرت مریم جس کمرے میں تھیں جب تالا کھولا تو سامنے تازہ بے موسمے پھل نظر آئے، حضرت زکریا علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا "یَامَرْیَمُ أَنّٰی لَكِ هٰذَا؟" (سورۃ آل عمران:37)

اے مریم! تالا بند ہے دروازے پہ تالا لگا ہے یہ پھل کہاں سے آتا ہے؟

حضرت مریم نے کہا "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" (سورۃ آل عمران:37)

یہ اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے میں نے لفظ "عِنْدِ اللّٰهِ" پر آج بات کرنی ہے ان شاء اللہ۔ آپ دیکھنا عقیدہ کیسے سمجھ آتا ہے؟ اس کو یہاں چھوڑ دیں اس پہ بعد میں بات کروں گا۔

انبیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں:

حضرت زکریا علیہ السلام سجدے میں گر گئے، کیوں؟ اس لیے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ بیوی کی عمر نوے سال کے لگ بھگ ہے اولاد سے بالکل محروم ہیں۔ نبی کے گھر میں اولاد نہیں ہے حضرت زکریا علیہ السلام سجدے میں گر گئے اور اللہ سے دعا مانگی "رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔

(سورۃ آل عمران:38)

اے اللہ! اس مریم کو بغیر موسم کے میوے دے سکتا ہے تو مجھے بھی بغیر موسم کے اولاد دے سکتا ہے۔ اے مولا کریم! جس طرح اس کو پھل دیا ہے مجھے بھی اولاد عطا فرما دے۔

دعا کی قبولیت اور بچے کا نام:

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دعا مانگی قرآن میں ہے پھر فرشتوں نے آ کر بشارت دی کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے "أَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰہِ وَسَیِّداً وَحَصُورًا وَنَبِیّاً مِنَ الصَّالِحِینَ" (سورۃ آل عمران:39)

اللہ تمہیں خوشخبری دیتا ہے تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور وہ سید اور سردار بھی ہو گا وہ نبی بھی ہو گا وہ نیک بھی ہو گا۔ "وَحَصُورًا" اور وہ نکاح نہیں کرے گا وہ دنیا کی خواہشات سے الگ تھلگ رہیں گے اور اللہ تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا اور جس کا نام بھی اللہ نے یحیٰ رکھ دیا ہے۔ خدا نے خود نام رکھا ہے یحیٰ۔ بتاؤ یہ کتنا عجیب بیٹا ہو گا فرمایا "یحیٰ" یہ اللہ نے نام رکھا ہے۔ یہ بیٹا تمہارے ہاں پیدا ہو گا۔

فرطِ بشارت میں تعجب خیز سوال:

حضرت زکریا علیہ السلام کو جب بشارت ملی تو تعجب سے پوچھنے لگے میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہو گا؟ رَبِّ أَنَّیٰ یَكُونُ لِی غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِی عَاقِرٌ (سورۃ آل عمران:40)

میں بوڑھا ہوں میری بیوی بانجھ ہے۔ اب یہ اللہ کی قدرت سے اشکال نہیں تھا، اعتراض نہیں تھا وہ سمجھنا چاہ رہے تھے میں بوڑھا ہوں کیا میں جوان ہو جاؤں گا یا بڑھاپے کی عمر میں خدا دے گا؟ اللہ کیسے بیٹا پیدا ہو گا؟ آپ سمجھ گئے؟ خدا کی قدرت پر اعتراض نہیں تھا وہ سمجھنا چاہ رہے تھے کہ آخر کیسے ہو گا؟

انسانی مزاج مزید اطمینان:

کبھی آدمی کو پورا یقین ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں یار ہمیں سمجھاؤ آخر یہ ہو گا کس طرح؟ اب اگر آپ کی مسجد ہے، اللہ نہ کرے اس کے اے سی میں کوئی خرابی پیدا

ہو جائے ہم کہیں کہ یہ ہمارے پاس چھوڑ جاؤ! ہم ٹھیک کر دیں گے۔ آپ کہتے ہیں آپ ٹھیک کر دیں گے یہ ہم جانتے ہیں مگر پھر بھی آپ تھوڑا سا سمجھائیں تو سہی۔ تو اس طرح کی باتیں آدمی اطمینان کے لیے کرتا ہے۔

مناظرے میں پشتو زبان کی شرط:

ہمارا ایک دفعہ صوابی میں مناظرہ طے ہو گیا یہ آج سے چار پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ جب مناظرہ طے ہو مجھے وہاں کے ذمہ دار حضرات نے فون کیا انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب مناظرہ ہے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پہ ہمارے پاس مگر ہمارے پاس کوئی پشتو مناظر نہیں ہے۔ تو پھر کیا کریں ؟ میں نے کہا آپ مناظرہ طے کرو، پشتو والی شرط میں اڑا دوں گا یہ میری ذمہ داری ہے آپ بس طے کرو اگلا کام میرے ذمے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری شوریٰ بیٹھی ہے وہ کہتے ہیں مولانا صاحب سے پوچھو وہ یہ شرط کیسے توڑیں گے ؟ میں نے کہا یہ میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں، تم مناظرہ طے کرو! وہ کہتے ہیں ہمیں پورا یقین ہے آپ توڑ دیں گے، لیکن یہ تو بتائیں آپ شرط توڑیں گے کیسے ؟ بس ہم قلبی اطمینان کے لیے چاہتے ہیں۔

مذکورہ شرط توڑنے کا اصولی قاعدہ:

میں نے کہا میں نے کہہ دیا توڑوں گا آپ تسلی رکھو۔ انہوں نے کہا پھر بھی آپ ہمیں اشارہ دے دیں۔ میں نے کہا میں ان سے پوچھوں گا ایک میری جماعت ہے ایک تمہاری جماعت ہے ان دونوں جماعتوں کا مناظرہ ہونا ہے۔ تمہاری یہ جماعت قومی ہے یا صوبائی ہے ؟ اگر وہ کہیں گے صوبائی ہے تو میں کہوں گا کہ پنجاب میں گجرات کا رہنے والا تمہارا ناظم اعلیٰ کیسے ہے ؟ اگر صوبائی ہے تو پنجاب کے عہدے ختم کرو اگر قومی ہے تو قومی زبان اردو ہے لہٰذا مناظرہ اردو میں کرو۔ یہ سن کر وہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

ازالہ فکر اور بیٹے کی نشانی:

تو حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ! یہ کیسے ہو گا؟ بیٹا تو ہونا ہے آپ نے فرما دیا، لیکن کیسے ہو گا؟ ہمیں اس بڑھاپے کے بعد جوانی ملے گی یا بڑھاپے میں آپ دیں گے؟ اللہ نے فرمایا اسی طرح ہو گا تم فکر نہ کرو اسی طرح ہو گا بڑھاپا بھی رہے گا اور بیٹا پیدا ہو گا، ہاں میں تمہیں ایک نشانی دیتا ہوں جب تمہاری اہلیہ امید کے ساتھ ہو جائے گی تو تم اپنی زبان سے بول نہیں سکو گے، یہ بولنا بند ہو جائے گا تم اشاروں سے بات کرو گے، تب سمجھنا کہ تمہارے ہاں امید لگ گئی ہے۔

عورت کو خدا نبی نہیں بناتا:

اب اس میں دوسرا مطلب سمجھیں واقعہ تو آپ نے سن لیا ہے یہ خلاصہ تھا مریم علیہ السلام کے واقعے کا۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹا ملا۔ ایک بات درمیان میں سمجھ لیں، حضرت مریم علیہا السلام ولیہ ہیں نبی نہیں ہیں۔ خدا نے کسی بھی عورت کے سر پہ تاج نبوت نہیں رکھا۔

فرشتہ اور جن بھی نبی نہیں ہو سکتا:

نہ کسی جن کو نبوت دی ہے، نہ ملائکہ کو نبوت دی ہے، اگر دی ہے تو بشر کو دی ہے اور بشر میں سے بشر کامل کو دی ہے بشر تو انسان ہوتا ہے نا پھر انسانوں میں کامل انسان مرد ہوتا ہے عورت نہیں ہوتی۔

عورت کی عقل اور دین ناقص کیسے ہوتا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا دین بھی ناقص ہے عورت کی عقل بھی ناقص ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور وہ کیسے؟ فرمایا: دین ان کا اس طرح ناقص ہے کہ

- مرد پورا مہینہ نماز پڑھتا ہے اور یہ مہینے میں کچھ دن نماز نہیں پڑھتی ہے۔
- مرد رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھتا ہے اور کچھ دن ان کو روزے چھوڑنے پڑتے ہیں۔

ان کا دین ناقص ہے۔ پوچھا کہ عقل کیسے ناقص ہے؟ فرمایا: اگر کسی کیس میں دو مرد ہوں تو عدالت ان کی گواہی قبول کرتی ہے دو عورتیں ہوں تو عدالت گواہی قبول نہیں کرتی۔ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو پھر گواہی قبول کی جائے گی۔ دو عورتوں کو ایک مرد کے قائم مقام رکھا گیا اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری یاد کرادے۔ پتہ چلا کہ ان کی عقل بھی ناقص ہے۔ تو ان کی عقل بھی ناقص ہے اور دین بھی ناقص ہے۔ بتاؤ جو خود ناقص ہے وہ کامل بن کر نبی کیسے بنے گی؟ جو خود کمزور ہے وہ کامل بن کر نبی کیسے بنے گی؟

عورت ہے تو ناقص العقل لیکن......؟:

یہ تو ایک وجہ ہے بہت سی وجوہات ہیں کہ عورت نبی کیوں نہیں بنتی؟ نبی کے کندھے پہ جو نبوت کا بوجھ ہوتا ہے اس کو اٹھانا عورت کے بس میں نہیں ہے یہ مرد ہی اٹھا سکتا ہے عورتوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن ایک بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ یہ ہیں تو ناقص عقل والی لیکن بڑے بڑوں کی عقلیں اڑا کے رکھ دیتی ہیں۔ ان کی اپنی عقل تو ناقص ہے لیکن عقل والوں کی عقلیں اڑا دیتی ہے۔ اللہ فتنے سے حفاظت فرمائے۔

امت کا خطرناک فتنہ...... عورت:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد جتنے بھی فتنے آئیں گے مردوں کے لیے سب سے خطرناک فتنہ میری امت میں عورتوں کا فتنہ ہے، یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں۔ اس لیے ہم بار بار کہتے ہیں حدود کا خیال رکھو۔

عورت کا مساجد اور عید گاہ میں آنے کا مسئلہ:

اب یہ سلسلہ شروع ہو گیا کہ عورتیں عید گاہ میں لے جاؤ، یہ مستقل فتنہ ہے۔ عورتوں کو مسجد میں نمازوں کے لیے لے آؤ یہ مستقل فتنہ ہے اور آئے دن یہ فتنے بڑھ رہے ہیں۔

عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا:

اب تھوڑے عرصے سے ایک نئی مصیبت شروع ہو گئی ہے کہ عورتوں کو مساجد میں اعتکاف بٹھاؤ! یہ مستقل فتنہ ہے۔ پھر اس میں جو معاشرتی مفاسد اور برائیاں ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے کئی ایک ایسے نازیبا اور ناگفتہ بہ واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

عورت کی بہترین عبادت گاہ:

جس میں عورتیں الگ نماز پڑھیں مسجد میں مت اعتکاف بیٹھیں، گھر میں بیٹھیں عورت اپنے گھر بیٹھے عورت جنازہ گاہ میں مت جائے۔ عورت گھر میں بیٹھے۔ آپ تو مسجد عثمانیہ کے اعتکاف کی بات کرتے ہو "ام حمید الساعدیہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ہیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرا دل کرتا ہے مسجد نبوی میں آپ کی امامت میں نماز پڑھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سنا فرمایا "قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ" (صحیح ابن خزیمہ رقم:1689)

مجھے پورا یقین ہے کہ تیرا دل کرتا کہ ہے میرے پیچھے نماز پڑھے لیکن ام حمید سن! عورت کا بند کمرے میں نماز پڑھنا بر آمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے جب کہ بر آمدے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ صحن میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا مجھ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی افضل ہے۔

اور یہ آج کا دور......اُف اللہ:

یہ کس دور کی بات ہے؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود مسجد نبوی میں نماز پڑھا رہے تھے۔ اس دور میں بھی عورت کی گھر میں نماز مسجد میں پڑھنے سے افضل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں ابتدائی طور پہ عورت کو اجازت دی ہے لیکن بعد میں عورتیں گھر میں نماز پڑھتی تھیں۔ مسجد میں جا کے نماز نہیں پڑھا کرتی تھیں۔

دین کے نام پر بڑے فتنوں کا مقابلہ:

کبھی فتنے دنیا کے نام پہ ہوتے ہیں اور کبھی فتنے دین کے نام پہ ہوتے ہیں۔ دنیا کے نام پہ فتنہ کو سمجھنا بہت آسان ہے اور مقابلہ بھی بہت آسان ہے۔ اور دین کے نام پہ فتنہ کو سمجھنا بھی ذرا مشکل ہے اور اس کا مقابلہ بھی بڑا مشکل ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عورتوں کے دین کے دشمن ہیں۔ ان بے چاریوں کی اتنی رغبت ہے اور آپ کہتے ہیں مسجد نہ آئیں۔ اس کے بعد جو فسادات کھڑے ہوتے ہیں وہ بیان بھی نہیں کیے جا سکتے۔ آپ حضرات کا ایک محلہ ہے۔ ہمارے پاس دنیا کے لوگ مسائل پوچھتے ہیں پھر رابطے کرتے ہیں پھر بعد میں جو حالات پیش آتے ہیں ان کو اسٹیج پہ بیان کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ میں خدا کی قسم اٹھا کے کہہ رہا ہوں میرے علم وہ مسجدیں ہیں کہ عورت اعتکاف کے لیے آئی ہے اور اعتکاف ہی سے دوڑی ہے۔ میں تمہیں کیسے بتاؤں ادھر عورتیں اعتکاف میں ہیں ادھر مرد اعتکاف میں ہیں درمیان میں پتلا سا ایک کپڑا ہے۔ اب بتاؤ فتنہ پھیلے گا یا نہیں پھیلے گا؟ فتنہ پھیل جائے گا آپ کس کس فتنہ کا رونا روئیں گے؟ دین کے نام پہ آنے والے فتنے بڑے مشکل ہیں اور ان کا مقابلہ بھی بڑا مشکل ہے۔ اس پر انسان کو اپنوں کی ملامتیں سننا پڑتی ہیں کہ یہ کوئی مسئلہ بتانے والا

تھا؟ یہ کوئی بات کرنے والی تھی؟اور دنیا میں مسئلے تھوڑے ہیں؟

حضرت حذیفہ بن یمان کی خصوصیت:

میں سمجھتا ہوں ہمارا جو مزاج ہے ناں یہ مزاج حذیفی ہے۔ کیا مزاج ہے؟ مزاج حذیفی (سامعین) کچھ آپ بھی سمجھ لیں مزاج حذیفی کیا ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کی خصوصیت کیا ہے؟ ''صَاحِبُ السِّرِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ '' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان ہیں۔

فضائل اعمال کا ایک واقعہ:

میرا جمعہ بھاگٹانوالہ میں تھا تو تبلیغ والے ساتھی بڑی کثرت سے آتے ہیں میں نے کہا فضائل اعمال کو سمجھ لو الجھنیں ختم ہو جائیں گی اور کاز سمجھ آئے گا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے فضائل اعمال میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ مدینہ منورہ میں جب کسی کا جنازہ اٹھتا تو پوچھتے کہ اس جنازے میں سیدنا حذیفہ ہیں یا نہیں؟ اگر بتایا جاتا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ جنازہ پڑھتے ورنہ جنازہ نہ پڑھتے۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا تھا کہ مدینہ میں کون کون منافق ہیں اور منافق کا جنازہ عمر نہیں پڑھ سکتا۔

قیامت کو اعلان ہو گا:

یہ مولانا الیاس گھمن کی دعوت نہیں ہے یہ فضائل اعمال کی دعوت ہے۔ فرق کیا ہے؟ ہم کھل کر بات کہتے ہیں اور وہ کھل کر بات نہیں کرتے مسئلہ سمجھا دیتے ہیں، اس سے عقل مند آدمی سمجھ سکتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مزاج ہے تو میں اور آپ کون ہوتے ہیں کہ ہر کسی کے جنازے میں گھسیں؟ یہ کیا مصیبت

پڑی ہے؟ جی ہماری مجبوری ہے، میں نے کہا کہ تمہاری مجبوری ہے ہماری کوئی مجبوری نہیں۔ کل قیامت کو جو الگ کھڑا ہونا ہے تو دنیا میں الگ ہو جاؤ۔ قیامت کو علیٰحدگی ضروری ہو گی۔ اختیاری علیٰحدگی کا اجر ملتا ہے اضطراری کا اجر نہیں ملتا۔ قیامت کے دن اعلان ہو گا" وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ " (سورۃ یٰسین:59)

مجرم الگ ہو جائیں اور نیک الگ ہو جائیں۔

فسادِ عقیدہ کا جرم اور سزا:

عمل کا جرم چھوٹا جرم ہوتا ہے عقیدے کا جرم بڑا جرم ہوتا ہے۔ عقیدے کے معاملے میں ہمارا کوئی سمجھوتہ نہیں ہے۔ ہم دنیا میں بھی کہتے ہیں اور قیامت میں بھی کہ اللہ ہم کو جو ذمہ دے ہم نے گالیاں سن کر بھی اسے پورا کرنا ہے۔ آج مان لو تو کل قیامت کے دن مزے کرو گے نہیں مانو گے تو پھر بھگتنا پڑے گا۔

حکیم الامت تھانوی کا حکیمانہ جواب:

حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کو ایک بندے نے خط لکھا اس نے کہا میں نے داڑھی رکھی ہے لوگ ہنستے ہیں حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے کہا "آج لوگ ہنستے ہیں کل قیامت کے دن تجھے نہیں رونا پڑے گا آج رکھ لے قیامت میں یہ روئیں گے اور تو ہنسے گا" اللہ ہمیں بات سمجھنے کو توفیق دے۔

کرامت دیکھ کر خدا سے مانگنا:

خیر جو بات میں سنا رہا تھا وہ یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں اور زکریا علیہ السلام نبی ہیں۔ حضرت مریم کو جو یہ کھانا ملا جو یہ پھل ملا اور بغیر موسم کے ملا یہ مریم علیہا السلام کی کرامت ہے اور اس کرامت کو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اب جو بندہ کرامتِ اولیاء نہیں مانتا وہ ان کا انکار نہیں قرآن کا انکار کرتا ہے۔ اب قرآن بیان کرے تو کون بندہ کرامت اولیاء کا انکار کر سکتا ہے۔ کرامت کو ہم

مانتے ہیں فرق کیا ہے ؟زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کی کرامت کو دیکھا تو مریم سے مانگا یا مریم کے خدا سے مانگا؟ مریم سے نہیں مریم کے خدا کے سے مانگا۔

کرامت کے انکار کا شرعی حکم:

آج جھگڑا ہی یہی ہے عیسائی مریم علیہا السلام سے مانگتا ہے ،اب ہم مریم علیہا السلام سے نہیں مریم علیہا السلام کے خدا سے مانگتے ہیں۔ولی کی کرامت کو دیکھ کو ولی سے مانگنا یہ ”عیسائیت“ ہے ،ولی کی کرامت کو دیکھ کر ولی کے خدا سے مانگنا یہ ”اسلام“ ہے۔ہم کرامت مانتے ہیں لیکن ولی کے خدا سے مانگتے ہیں جھگڑا یہ نہیں ہے کہ کرامت کو نہیں مانتے، کرامت کا انکار تو کفر ہے۔

فرشتہ انسان کے روپ میں:

بہر حال مریم علیہ السلام کی تربیت مکمل ہوئی زکریا علیہ السلام کے ہاں سے چلی گئی پھر مریم علیہا السلام کے ہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے مریم علیہا السلام نے پردہ کیا کہا تو کون ہے ؟انہوں نے کہا میں انسان نہیں ہوں فرشتہ ہوں۔

حضرت مریم کو بیٹے کی خوشخبری:

حضرت مریم نے کہا کیسے آئے ہو؟انہوں نے کہا کہ بیٹے کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔انہوں نے کہا کہ کیسا بیٹا؟نہ تو میرے پاس کوئی بشر آیا نہ میرا نکاح ہے نہ میں ایسی کوئی گندی عورت ہوں میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا؟انہوں نے کہا اسی طرح اللہ نے حکم دیا ہے میں خدا کے حکم سے آیا ہوں۔حضرت جبرائیل امین نے مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری ہے،اسی سے امید لگی ہے اسی سے بچہ پیدا ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش:

اب مریم علیہا السلام کے ہاں جب ولادت ہونے لگی پیٹ ظاہر ہوا تو مریم

علیہا السلام نے کہا یا اللہ !کاش میں اس دن سے پہلے مر جاتی، لوگوں کو میں کیا جواب دوں گی؟ لوگوں کو میں کیا سمجھاؤں گی کہ یہ پیٹ اللہ کی طرف سے ہے، کون میری بات مانے گا؟ اللہ نے فرمایا مریم یہ تمہارے ذمے نہیں ہے بیٹا ہم نے دیا ہے تو گواہی بھی ہمارے ذمے ہے، جب بیٹا پیدا ہو جائے گا تو لوگ پوچھیں گے کہاں سے لائی ہو تو بچے کی طرف اشارہ کرنا کہ مجھ سے نہیں اس سے پوچھو۔

چپ کا روزہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا:

مریم تو نہ بول یہ خود بولے گا۔ مریم علیہا السلام کے پیٹ میں جو بیٹا تھا وہ آ گیا، گود میں ہے لوگوں نے پوچھا مریم یہ کیا؟ تو کس خاندان کی لڑکی ہے یہ کیا کیا؟ اس نے کہا جی میرا تو روزہ ہے چپ کا، چپ کا روزہ اس امت میں تھا اب نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ کی سب سے پہلی بات:

انہوں نے کہا اس سے پوچھو لوگوں نے کہا اس سے پوچھیں ؟ یہ بچہ ہے۔

لیکن عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے اور فرمایا" إِنِّي عَبْدُ اللهِ " (سورة مریم:30)

میں اللہ کا بندہ ہوں، خدا کا کلمہ ہوں اللہ کے حکم سے پیدا ہوا ہوں اللہ نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے۔ اللہ نے مجھے کتاب دے گا۔ میری ماں تو پاک دامن ہے میری ماں پر کیا الزام لگاتے ہو؟

عیسیٰ علیہ السلام کا دفاع قرآن کی زبان سے:

دیکھو! عیسائیت سے ہم کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر جو الزام لگایا گیا اس کا دفاع بھی خدا کے قرآن نے کیا ہے اگر قرآن دفاع نہ کرتا تو دنیا کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا دفاع کر سکتی ہو۔ عیسائیوں کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو دفاع کرتی۔ ہمارے قرآن نے دفاع کیا۔

میں بات یہ کہہ رہا تھا کہ آل عمران میں عمران کون ہیں ؟ موسیٰ علیہ السلام

کے والد کا نام بھی عمران تھا اور ایک حضرت مریم کے والد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کا نام بھی عمران تھا اسی نسبت سے اللہ پاک نے اس سورۃ کا نام سورۃ آل عمران رکھا ہے۔ جس کی 200 آیتیں اور 20 رکوع ہیں چند ایک مسائل میں پیش کر رہا ہوں۔ جو سورۃ کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کریں۔

آیات محکمات اور متشابہات کا مسئلہ:

هُوَ الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ۔ (سورۃ آل عمران:7)

محکمات اور متشابہات کا مسئلہ، قرآن کریم نے خود بیان کیا ہے۔ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں بعض آیات محکمات اور بعض متشابہات۔ خوب سمجھ لیں "محکمات" ان آیات کو کہتے ہیں جن کا معنیٰ بڑا واضح ہو اور "متشابہات" اسے کہتے ہیں جن کا معنیٰ واضح نہ ہو۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: الم اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔
(سورۃ آل عمران:1)

اس میں ہے "الم" یہ متشابہات میں سے ہے اس کا معنیٰ کسی کو معلوم نہیں تو بعض آیات مشابہات ہیں کہ جس کا معنیٰ کسی کو معلوم نہ ہو "الم" کا معنیٰ اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: فَأَمَّا الَّذِینَ فِي قُلُوبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِیلِهِ۔ (سورۃ آل عمران:7)

جن کے دل میں کجی ہے، جو گمراہ ہیں وہ محکمات نہیں متشابہات کو پیش کرتے ہیں امت کو گمراہ کرنے کے لیے۔ مگر وہ لوگ جن کا علم مضبوط ہے وہ اس کا معنیٰ بیان نہیں کرتے، کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس کا جو بھی معنیٰ ہے ہم اس کو مانتے ہیں۔ اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

مَتَشابہات میں بحث نہیں کرنی چاہیے:

اچھا عجیب بات ہے کہ پہلے علم والے بحث کرتے تھے اب جاہل بحث کرتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں علم والا ہو وہ مَتَشابہات سے بحث نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے جو اللہ نے فرما دیا وہ حق ہے ہم ایمان لائے ہیں اور جو جاہل ہے جس کے دل میں کجی اور گمراہی ہے وہ مَتَشابہات کے پیچھے پڑتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اب آپ معاشرے میں دیکھتے رہنا جو محکمات کی بات کرے وہ راسخ فی العلم ہے اور جو مَتَشابہات کی بات کرے یہ جاہل اور گمراہ آدمی ہے۔ اللہ ہم سب کو گمراہی سے محفوظ رکھے اور اللہ ہم سب کو محکمات پر عمل کرتے ہوئے ایمان کی نعمت عطا فرمائے۔ (آمین) محکمات کی بات کرنی چاہیے اور مَتَشابہات میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔

ہمارا مذہبی تعارف:

ہمارے ہاں بہت سے لوگوں نے اپنے نام رکھے ہیں کوئی کہتا ہے میرا فلاں نام ہے، کوئی کہتا ہے میرا یہ نام ہے، کوئی کہتا ہے میرا یہ نام ہے۔ ہمارا نام ہے اہل السنت والجماعت۔ کیا نام ہے؟ اہل السنت والجماعت۔ تفسیر الدر المنثور میں ہے کہ جب یہ آیت اتری "يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ" (سورۃ آل عمران:106)

قیامت کے دن بعض کے چہرے سفید ہوں گے اور بعض کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے چہرے سفید ہیں وہ کون ہیں اور جن کے چہرے سیاہ ہیں وہ کون ہیں؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کے چہرے سفید ہیں "هم أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ" وہ اہل السنت والجماعت ہیں اور جن کے چہرے سیاہ "هُمْ أَهْلُ الْبِدَعِ والضَّلَالَةِ" وہ اہل بدعت ہیں۔ اہل بدعت کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اہل السنت والجماعت کا سفید ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا معنیٰ ؟:

اہل السنت والجماعت کا مطلب کیا ہے؟ اہل السنت والجماعت کا معنیٰ سمجھیں۔ سنت سے مراد پیغمبر کی ذات اور والجماعت سے مراد جماعتِ صحابہ۔ اب اہل السنت والجماعت کا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث پیغمبر سے لے اور حدیث کا معنیٰ پیغمبر کے صحابی سے لے۔ یہ اہل السنت والجماعت ہے۔

لفظ اور معنیٰ دونوں صحابی سے:

اب جو لفظ صحابی سے لے اور معنیٰ وہابی سے لے وہ اہل السنت والجماعت میں نہیں۔ ہم لفظ صحابی سے لیتے ہیں اور معنیٰ بھی صحابی سے لیتے ہیں اس طرح ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ میں دو مثالیں دیتا ہوں تاکہ مسئلہ آپ پر کھل جائے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا مسئلہ:

ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ جنازے کے بعد دعا مانگنی چاہیے؟ میں نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ کہتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں مانگ لینی چاہیے میں نے کہا دلیل کیا ہے؟ کہتا ہے کہ حدیث موجود ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں" إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ "

(سنن أبي داود رقم الحديث:3202)

جب تم میت پر جنازہ پڑھو تو دعا اخلاص سے مانگنا۔ دیکھو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ پڑھو تو دعا اخلاص کے ساتھ مانگنا۔ جنازہ پہلے ہے اور دعا بعد میں ہے۔ دیکھو حدیث میں آگیا میں نے کہا بالکل آگیا۔ کہتا ہے کہ پھر کیوں نہیں مانگتے؟ میں نے کہا کہ اگلی حدیث پڑھ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود حدیث کے روای ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا

وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ ،وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ"

(سنن ترمذی باب مایقول فی الصلاۃ علی المیت)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت پر جنازہ پڑھتے تو دعا مانگتے۔ میں نے کہا تو نے کہا نہ کہ حضور نے کہا کہ جب جنازہ پڑھو تو دعا مانگو، اس کا معنیٰ بعد میں تو صحابی فرماتے ہیں" جب اللہ کے نبی میت پر جنازہ پڑھتے تو دعا مانگتے" اب دعا جنازہ کے بعد ہے تو بات تیری ٹھیک اگر جنازہ کے اندر ہے تو بات میری ٹھیک۔ ایک بات پر قائم رہو خود کیوں معنیٰ بیان کرتے ہو؟ معنیٰ صحابی سے لو۔ اہل السنت والجماعت کسے کہتے ہیں کہ حدیث صحابی سے لیں اور حدیث نبی کی ہو اور معنیٰ صحابی سے۔

داڑھی کا مسئلہ:

اسی طرح ایک شخص کہنے لگا داڑھی کتنی رکھتے ہو؟ میں نے کہا ایک مٹھی۔ لمبی کیوں نہیں رکھتے؟ میں نے کہا کہ تم بتادو! آپ کبھی بھی اپنے ذمے دلیل نہ لیا کرو دلیل مخالف کے ذمے لگاؤ اور خود سوال کرو۔ آپ دلیل اپنے ذمے لیتے ہیں وہ اعتراض شروع کر دیتا ہے پھر آپ کو جواب دینا پڑتا ہے پھر ہمارا فون نمبر تلاش کرتے ہیں جب فون نہیں ملتا کہتے ہیں اچھا عجیب بندہ ہے۔

چلیں میں مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جی آپ فرمائیں، کہتے ہیں حدیث پاک میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللُّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (صحیح بخاری رقم:5892)

مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ! میں نے کہا کہ آگے حدیث پڑھ۔ اس میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل یہ تھا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ

إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ۔ (صحیح بخاری رقم:5892)

داڑھی اپنی مٹھی میں لیتے جو بڑھ جاتی تراش دیتے۔ میں نے کہا ہم نے معنیٰ صحابی سے لیا ہے تم نے وہابی سے لیا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا معنیٰ سمجھ گئے؟

فتنوں سے بچیے:

بہت سے حضرات کو میرے بعض جملوں پہ شبہ ہوتا ہے اس لیے کہ ان کے گھر میں فتنہ نہیں آیا۔ جب تمہارے گھر میں آیا تو پھر تم نے کہنا ہے مولانا گھمن صاحب کا نمبر تو دیں یہ پورے ملک کا رواج ہے۔

- جب تک ہمارے گھر میں کوئی فتنہ نہیں ہے۔
- میرے گاؤں میں کوئی فتنہ نہیں ہے۔
- میری برادری میں بھی کوئی فتنہ نہیں ہے۔

ہم خالص دین سمجھ کر یہ بات کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کے گھر میں فتنہ ہوتا ہے تو پھر متحرک ہوتے ہیں ہم گھر میں فتنہ آنے سے پہلے پوری امت کی فکر کرتے ہیں اللہ ہمیں فتنے سے امت کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حذیفی مزاج کیا ہے؟

ایک بات درمیان میں رہ گئی وہ کہہ دوں میں نے کہا کہ ہمارا کام کون سا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والا، ہمارا کام کون سا ہے؟ حذیفی۔ حذیفی کا مطلب کیا ہے؟ صحیح بخاری میں روایت ہے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ

مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ؟ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا۔ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ۔ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (صحیح بخاری رقم:3606)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی باتیں پوچھتے اور میں شر کی پوچھتا۔ وہ خیر کی پوچھتے تاکہ عمل کریں میں شر کی پوچھتا تاکہ امت کو بچالوں۔ یہ ہے مزاجِ حذیفی اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔ خیر کی باتیں کہنے پر شاباش ملتی ہے اور شر سے بچانے پر اپنے بھی ملامت کرتے ہیں۔ یہ بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لو پھر مسئلے شروع کر دیے۔ یہ مزاج حذیفی ہے اور ملامت کی پرواہ کیے بغیر بیان کرنا بڑے حوصلے کا کام ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فتنوں کے خلاف کام کرے گا قرب قیامت اللہ اسے جہاد کا اجر عطا فرمائیں گے۔

دور حاضر میں قرعہ اندازی کا مسئلہ:

خیر جو مسئلہ میں سمجھا رہا تھا عنوان ہے نا ذہن میں؟ حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت میں جو قرعہ اندازی ہوئی ہے۔ آج قرعہ اندازی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں بعض چیزوں کے اسباب شریعت نے مقرر کر دیے ہیں ان پر قرعہ اندازی جائز نہیں۔ جن کے اسباب شریعت سے مقرر نہیں کیے گئے بندے کی رائے کے سپرد ہے ان پر قرعہ اندازی جائز ہے۔

ناجائز قرعہ اندازی:

میں ذرا تفصیل سمجھاتا ہوں۔ مثلاً اب بیٹی کا حصہ ایک گنا بیٹے کا حصہ دو گنا

شریعت نے مقرر کر دیا اب باپ فوت ہو گیا ایک بیٹی ہے اور ایک بیٹا ہے۔ وراثت میں دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملے گا۔ بعض کہتے ہیں نہیں یار قرعہ اندازی کر لو۔ اگر قرعہ نکل آئے تو بیٹی یہ لے لے اگر نہیں تو بیٹا۔ اب قرعہ اندازی جائز نہیں ہے شریعت نے طے کر دیا کہ بیٹے کا اتنا اور بیٹی کا اتنا ہے۔ اب کوئی قرعہ اندازی نہیں۔

جائز قرعہ اندازی:

قرعہ اندازی کس چیز میں ہو سکتی ہے؟ اب بات سمجھنا اس میں قرعہ اندازی ہو سکتی ہے کہ باپ نے تین پلاٹ چھوڑے ہیں پانچ پانچ مرلے کے اب ان میں سے دو پلاٹ بیٹے کے ہوں گے اور ایک پلاٹ بیٹی کا۔ بیٹی کو کون سا دیں؟ یہ تو شریعت نے نہیں بتایا۔ اب اس میں قرعہ اندازی کر سکتے ہیں۔ بھئی اب قرعہ ڈال لو ایک دو تین نمبر نکال لو اب نمبر طے کر لیں جس کے نام پر قرعہ نکلے وہ پلاٹ لے لے۔ اب اس میں قرعہ اندازی جائز ہے۔ بات سمجھ آ گئی۔ وراثت کے حصے مقرر ہیں اس میں قرعہ اندازی جائز نہیں لیکن کون کون سا پلاٹ لے اس پر قرعہ اندازی جائز ہے۔ اس میں اعتراض کی بات ہی نہیں ہے۔ میں بات یہ کہہ رہا تھا کہ جن چیزوں کے اسباب مقرر ہیں ان میں قرعہ اندازی جائز نہیں ہے۔ جن کے اسباب بندے کی رائے کی سپرد ہیں ان میں جائز ہیں۔ میں مثال پھر دیتا ہوں تاکہ بات آپ پر کھل جائے۔

جائز قرعہ اندازی کی ایک اور مثال:

ایک باپ کے دو بیٹے ہیں اور باپ نے کہا کہ میں دونوں کو عمرہ کرواؤں گا، ٹھیک ہے؟ اب اس میں قرعہ اندازی کی کیا ضرورت ہے کہ جس کا قرعہ نکلے وہ جائے جس کا نہ نکلے وہ نہ جائے۔ جانا تو دونوں نے ہی ہے اب قرعہ اندازی کس پر ہے؟ قرعہ اندازی اس پر ہے کہ پہلے کون جائے گا، اس پر قرعہ اندازی کر لو۔

قرعہ اندازی میں رسول اللہ کا عمل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات 9 ہیں۔ اب سفر میں جائیں تو کس بیوی کو لے کر جائیں۔ فرمایا کہ قرعہ اندازی کر لو جس کا نام نکلا وہ چلی جائے اور جس کا نام نہ نکلے وہ نہ جائے۔ جانا تو کسی ایک نے ہی ہے سب نے تو نہیں جانا۔ میں بتا یہ رہا تھا کہ جس کے اسباب متعین ہوں اس پر قرعہ اندازی جائز نہیں ہے۔ اور جس کے اسباب آدمی کی رائے کے سپرد ہو اس پر قرعہ اندازی جائز ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ اٹھالیا تھا:

ایک اور مسئلہ سمجھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودی پکڑنے لگے مارنے کے لیے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے دوڑ گئے، ایک کمرے میں جا کر چھپ گئے، جو یہودی گرفتار کرنے کے لیے گئے ان میں سے ایک کی شکل کو خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اب جب یہ باہر نکلا تو کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ تم خود ہی تو ہو وہ کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں۔ وہ کہنے لگے واہ جی واہ پکڑو اسے سولی پہ چڑھا دو۔ پکڑا اور سولی پر چڑھا دیا گیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ قرآن کہتا ہے "وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ "(النساء:157)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ اللہ نے اس کی شکل عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنا دی۔ جو اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا سکتے ہیں کیا وہ شکل ایک جیسی نہیں بنا سکتے۔ یہ کوئی ظلم بھی نہیں ہے یہ نبی کے قاتل تھے ان کو تو ایک کو نہیں سب کو مارنا چاہیے تھا۔ یہ تو خدا کا کرم ہے کہ ایک مارا باقی سب بچ گئے یہ تو سارے لوگ نبی کو قتل کرنے کے لیے گئے تھے۔ ان کا تو اتنا بڑا جرم

تھا اس میں سارے مر جاتے تو کیا فرق پڑتا؟

غامدی فتنے کے خدو خال:

جو مسئلہ میں نے سمجھانا ہے ذرا وہ سمجھیں! ہمارے ہاں پاکستان میں ایک بہت بڑا فتنہ ہے اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ پاکستان سے تو وہ چلا گیا ہے لیکن کچھ اپنی باقیات اور کچھ فتنے باقی چھوڑ گیا ہے اس شخص کا نام جاوید احمد غامدی ہے۔ غامدی چلا گیا ہے پاکستان سے دوڑ گیا ہے ملائشیا ڈیرے لگا لیے ہے۔ شاید اس نے سمجھا ہو گا کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ مجھ تک پہنچ نہ جائے۔

مسئلہ حرمت رسول اور غامدی نظریہ:

کیونکہ جن دنوں حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ تھا اُن دنوں میں اس نے فتویٰ دیا تھا کہ توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل نہیں ہے۔ اس پر یہ دلائل دے کر کافروں کو خوش کر رہا تھا۔ ان ہی دنوں میں یہ دوڑ گیا۔ میں نے کہا یہ سمجھتا ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ مجھ تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ میں نے وہ یہاں سے چلا گیا کہ دیوانہ کوئی نہ پہنچے، مگر ملک الموت تو وہاں بھی پہنچے گا۔ آدمی موت سے بچ سکتا نہیں ہے بہتر ہے اپنے نظریات کی اصلاح کرے۔

وفاتِ عیسیٰ کا غامدی نظریہ:

جو بات میں نے سمجھانی ہے ذرا اس کو سمجھیں۔ یہ میں نے براہ راست غامدی کا نیٹ پہ بیان سنا ہے۔ وہ کیا کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئی ہے پھر اللہ نے آسمان پہ اٹھایا ہے۔ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ کہ موت نہیں آئی ہے بلکہ اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ان پر موت آئی ہے وہ زندہ نہیں ہے۔ دلیل کیا ہے قرآن کریم میں ہے "إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ"

(سورۃ آل عمران: 55)

کہتا ہے اللہ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام "إِنِّي مُتَوَفِّيكَ إِلَيَّ" میں تجھے وفات دوں گا "وَرَافِعُكَ" اور تجھے آسمان کے اوپر اٹھالوں گا۔ تو دیکھو خدا نے پہلے وفات کی بات کی ہے پھر اٹھانے کی بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے موت دے دوں گا، آسمان پہ اٹھاؤں گا، تیری لاش کی بے حرمتی کافر نہیں کرسکے گا، ہم تیری لاش کو اٹھائیں گے اور تجھے محفوظ رکھیں گے۔ اس سے پتہ چلا کہ پہلے موت بھی ہے پھر اوپر اٹھایا ہے۔ یہ ہے اس کی دلیل کا خلاصہ۔

غامدی کے نظریے کی تردید:

میں اس کی دلیل کا جواب دینے لگا ہوں اب دیکھو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مسئلہ کیا تھا، جب عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے یہودی دوڑے عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرکے قتل کرنے کے لیے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک کمرے میں چھپ گئے۔ اب اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی ہے۔ اے عیسیٰ! آپ نے گھبرانا نہیں ہے "إِنِّي مُتَوَفِّيكَ" موت تو میرے اختیار میں ہے یہ تجھے نہیں مارسکتے۔ موت تو میں نے دینی ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ اب عیسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں یا اللہ موت تو آپ کے اختیار میں ہے آپ ہی دیں گے میں سمجھتا ہوں لیکن یہ تو باہر آگئے ہیں۔ تو اس موقع پر "إِنِّي مُتَوَفِّيكَ" کا کہہ کر تسلی دی ہے اور "وَرَافِعُكَ" کہہ کے اٹھا لیا ہے۔

تسلی آمیز کلمات کا استعمال:

میں آپ کی مسجد میں بیان کر رہا ہوں، اللہ نہ کرے باہر پولیس آجائے اب میں آپ حضرات سے کہتا ہوں دیکھو باہر پولیس آگئی ہے، مجھے گرفتار کرنا چاہتی ہے، آپ کہیں گے مولوی صاحب تسلی رکھو ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دروازے پہ کھڑی ہے۔ آپ کہتے ہیں جی نہیں پکڑتی میں کہتا ہوں اچھا جی پھر آپ کیا کروگے؟ قاری صاحب کہتے ہیں پیچھے دیکھو یہ دروازہ ہے۔

آپ یہاں سے آجاؤ اب دیکھو تسلی ہو گئی یا نہیں۔

پس منظر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا:

حضرت عیسیٰ سے اللہ نے فرمایا" إِنِّي مُتَوَفِّيكَ" عیسیٰ وفات میں نے دینی ہے یہ یہودی تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اے اللہ یہ تو باہر کھڑے ہیں فرمایا"وَرَافِعُكَ" اچھا تو ہم اٹھا لیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں تجھے مارتے کیسے ہیں، تو پہلے "إِنِّي مُتَوَفِّيكَ" کہہ کر تسلی دی ہے اور پھر "وَرَافِعُكَ" کہہ کے اٹھالیا ہے۔ اب بتاؤ قرآن سمجھنا کیا مشکل ہے؟ اگر یہ سارا پس منظر آدمی کے ذہن میں ہو تو معاملہ بالکل الگ ہے۔ پس منظر کو چھوڑ دو تو پہلے اور آگے معاملہ الگ ہو گا۔

عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ چند عقائد:

- ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھایا ہے۔
- قرب قیامت اللہ پاک عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمائیں گے۔
- وہ خلافت کا نظام قائم کریں گے۔
- اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گی۔
- مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن ہوں گے
- آج بھی وہاں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے، جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے جانا ہے۔

مسیح موعود کی چار علامتیں:

چنیوٹ میں ہمارا جلسہ تھا۔ ختم نبوت کے عنوان پہ تھا، مجھ سے قبل ایک بہت بڑے عالم نے بیان فرمایا۔ فرمانے لگے، بھئی چنیوٹ والو ایک دلیل سمجھو یہ مرزائی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کہتا ہے میں عیسیٰ ہوں یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایک دلیل سمجھو کہ ایک روایت میں آتا ہے مسند ابو یعلیٰ الموصلی کی روایت ہے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے:

- حاکم عادل بنیں گے، حکومت کریں گے۔
- خنزیر کو قتل کرکے یہودیت کو ختم کر دیں گے۔
- صلیب توڑ کے عیسائیت کا وجود ختم کر دیں گے۔
- مال اتنا عام ہو گا کوئی بندہ نہیں لے گا۔

یہ چار نشانیاں ہیں۔ اور مرزا کے دور میں نہ وہ حاکم عادل بنا، نہ یہودیت مٹی، نہ عیسائیت مٹی نہ مال عام ہوا تو پتا چلا کہ یہ مرزا عیسیٰ نہیں ہے۔

پانچویں علامت بھی بیان کی جائے!:

اس کے بعد میرا بیان تھا میں نے کہا کہ قبلہ! یہ بات ہم مانتے ہیں لیکن اس حدیث میں پانچویں علامت بھی ہے وہ بھی ارشاد فرماؤ! دو بندوں کی وجہ سے کیوں چھوڑ دی ہے؟ وہ بھی بیان کریں اسی حدیث میں ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے حاکم عادل بن کے، یہودیت کو مٹا دیں گے، عیسائیت کو ختم کر دیں گے، مال عام ہو جائے گا اور پانچویں نشانی یہ ہے "ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! لَأُجِيبَنَّهُ" (مسند ابی یعلیٰ ص1149 بیروت)

پھر میری قبر پہ آئیں گے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے اور میں جواب دوں گا۔ میں نے کہا جی تو مدینہ گیا ہی نہیں پانچویں نشانی بیان کرو۔

مگر وہ نہ سمجھیں میری بزم کے قابل نہ رہا:

ہماری یہ نشانی ہے ہم چند لوگوں کی وجہ سے مسئلہ چھپاتے نہیں پورا مسئلہ بیان کرتے ہیں، اگر پورا بیان کرنا ہے تو اسٹیج پر بیٹھیں نہیں تو ہماری جان چھوڑیں۔ ہم اپنا مسئلہ کیوں چھپائیں کہ یہ ناراض ہو گا وہ ناراض ہو گا پوری دنیا ناراض ہو جائے خدا ناراض نہ ہو۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین
مگر وہ نہ سمجھیں میری بزم کے قابل نہ رہا

لوگوں کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے آج آپ راضی ہیں کل روٹھ جائیں تو کیا ہو گا؟ کچھ بھی نہیں ہوتا بس اپنے مولا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہ کرو۔ دنیا کی محبت کچھ بھی نہیں ہے اللہ کی قسم اگر خدا اور حبیب خدا راضی ہیں، تو پوری دنیا تمہاری غلام ہے۔ اگر وہ ناراض ہیں تو پھر دنیا کی غلامی ہم نے کرنی ہے۔ اللہ ہم سب کو بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

میں زمانے پہ چھا گیا:

ہمارے شیخ عارف باللہ حضرت اقدس الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جگر شاعر گزرا ہے۔ آپ نے سنا ہے؟ آپ ہم سے زیادہ شاعری پڑھتے ہیں جگر نے کہا تھا۔

میرا کمال بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

خدا کی بات میں نے مانی ہے، زمانے نے بات میری مانی ہے۔ اس کی غلامی کرو دنیا میں شاہی کرو گے کچھ فرق نہیں پڑتا اگر لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ ناراض تھے مکہ سے نکالا، وہاں ناراض ہوئے مدینے والے۔ لیکن پھر ایک دور آیا مکہ بھی حضور کا مدینہ بھی حضور کا۔ مکہ مدینہ کیا؟ پورا عالم حضور کا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

غلامی رسول کامیابی کا ذریعہ ہے:

بس حضور کی غلامی کرو۔ اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرو، پورا زمانہ آپ کا ہے۔ دو چار لوگوں کے ناراض ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ

ناراض ہو بھی جائیں، دنیا میں تھوڑی سی ذلت اٹھانی بھی پڑ جائے تو کوئی بات نہیں، قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں گے یہ میرا ہے۔ بتاؤ اور کیا چاہیے؟

کفار سے تعلقات کی اقسام:

ایک اور مسئلہ قرآن کریم میں ہے: "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ" (سورۃ آل عمران:28)

یہ مسئلہ قرآن کریم نے کئی مقام پر بیان کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ" (سورۃ المائدہ:51)

کفار سے تعلق رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ سمجھ لیں تعلقات کی چار قسمیں ہیں:

1) موالات
2) مواسات
3) مدارات
4) معاملات

- موالات کا معنیٰ ہوتا ہے دل سے دوستی۔
- مواسات کا معنیٰ ہے دل میں تو دوستی نہیں ہے مگر بوقت ضرورت غم خواری اور فکر ہے۔
- مدارات کا معنیٰ کیا ہے؟ غم خواری تو نہیں ہے مگر رکھ رکھاؤ ہے۔
- معاملات کا معنیٰ ہے تجارت، لین دین، مزدوری نوکری، ملازمت وغیرہ۔

موالات کا حکم:

جہاں تک تعلق "موالات" کا ہے یہ تو چھوٹے سے چھوٹے کافر اور بڑے سے بڑے کافر سے بھی جائز نہیں ہے، موالات دل سے دوستی اور دل سے یارانہ۔

مواساۃ کا حکم:

مواسات یہ بوقت ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کے علاقے میں ایک عیسائی ہے اس کا باپ مر گیاہے تو کچھ ہمدردی کے بول تو بولنے چاہییں۔ بھئی تمہارا باپ مرا ہے اس کے مرنے پر ہمیں بھی دکھ ہے۔ ہمیں بھی افسوس ہے۔ بیٹا تھوڑا سا دل بڑا رکھو جو آیا اس نے جانا ہے۔ یہ غم خواری کے لفظ تو کافر کو بھی کہے جاسکتے ہیں۔

مدارات کا حکم:

مدارات کا معنیٰ ہے خاطر تواضع، رکھ رکھاؤ اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ بازار میں رہتے ہیں بازار میں ایک کافر ہے وہ طاقت میں آپ سے مضبوط ہے۔ اس کے شر سے بچنے کے لیے آپ جب گزریں تو کہتے ہیں کیا حال ہے شیخ صاحب؟ کیا حال ہے ملک صاحب؟ چوہدری صاحب ٹھیک ہو؟۔ اب نہ یہ محبت ہے نہ غم خواری ہے۔ یہ صرف رکھ رکھاؤ ہے اور شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ وہ بھی اس کے شر سے بچنے کے لیے۔ جب شر سے بچنا ہو تو پھر گنجائش ہے ورنہ ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

معاملات کا حکم:

معاملات اور تجارت کافر سے جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے "معارف القرآن" میں لکھا ہے کہ کافر سے تجارت جائز ہے بشرطیکہ تجارت کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ مثلاً آپ کافر کو اسلحہ بیچیں، یہ ناجائز ہے کیوں کہ اس سے مسلمانوں کی طاقت کمزور ہوگی۔ ایک ایسے کافر کا مال خریدیں جو اپنے مال کا کچھ فیصد کفر کے اوپر اسلام کے خلاف خرچ کرتا ہو جیسے مرزائی اور قادیانی ہیں، اب ان کی مصنوعات کو خریدنا بھی ناجائز ہوگا۔ تو ایسی تجارت جس سے مسلمانوں کو نقصان نہ ہو کافر کے ساتھ بھی کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

راہ خدا میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرو!:

”لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ“ (سورۃ آل عمران:92)

قرآن کی آیت اتری اگر تم اللہ کی محبت چاہتے، ہو اگر تم صحیح نیکیاں چاہتے ہو تو پھر وہ مال خرچ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔ وہ سارا خرچ نہ کرو ان میں سے کچھ خرچ کرو۔

صحابہ کا عمل بالقرآن کیسا تھا؟:

جب یہ آیت اتری ہے اب صحابہ کا ایمان دیکھو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری باندی پورے مال میں مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، یہ اللہ کے نام پر آزاد ہے۔ یہ سب سے بڑی قربانی ہے۔ دولت قربان کرنی آسان ہوتی ہے اور عورت کی قربانی دینا بہت مشکل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کی قربانی دی ہے، یہ کنیز اور باندی ہے جو مجھے بہت پسند ہے۔ اللہ نے آیت اتاری ہے، یارسول اللہ! خدا کے نام پہ میں نے اسے قربان کر دیا۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ انصار میں سے سب سے زیادہ مال دار تھے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کنواں یہ جو باغ ہے مجھے بہت پسند ہے۔ جس کا تذکرہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ باب عبد المجید سے داخل ہوں تو کارپٹ کے نیچے تین گول دائرے کے نشانات بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ کے باغ اور تین کنووں کے نشانات۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا مجھے سب سے زیادہ یہ کنویں یہ باغ محبوب ہے میں یہ اللہ کے نام پر قربان کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کرو تم یوں صدقہ کرنے کے بجائے اپنے قریبی رشتہ داروں پر تقسیم کر دو۔ صدقے کا ثواب بھی ملے گا اور صلح رحمی کا ثواب بھی ملے گا۔

صدقہ اور غریب رشتہ داروں سے صلہ رحمی:

اچھا ایک واقعہ بڑا عجیب لکھا ہے مفسرین نے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا گھوڑا لے کر آئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پورے مال میں سے یہ گھوڑا سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ اللہ کے نام پہ یہ صدقہ کرتا ہوں ان سے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ اسامہ کے حوالے کر دیا، ان سے لیا اور بیٹے کے حوالے کر دیا۔

انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں تھوڑی سی خلش ہے کہ میں نے مال تو دیا تھا صدقہ کرنے کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی میرے بیٹے کو دے دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارا صدقہ بھی ہے اور یہ صلہ رحمی بھی ہے تمہارے ثواب کے اندر کوئی بھی کمی نہیں آئی۔ اس سے پتہ کیا چلا؟ آپ غریبوں پہ صدقہ بڑے شوق سے کرو، غریب رشتے داروں کو ذرا مقدم رکھو۔ خاندان میں غریب رشتے دار ہو اس کو پاؤں پہ کھڑا کرو۔ غریب کو صدقہ دینا آسان ہے اور غریب رشتہ داروں کو پاؤں پہ کھڑا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس میں بندے کی کچھ رقابت اور کچھ رشتہ داری آڑے آتی ہے۔ پھر اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ترغیب عطا فرمائی ہے۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

منکرین حیات النبی کی شرعی حیثیت:

میں نے ایک مسئلے کا وعدہ کیا تھا اب میں وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ ذرا توجہ رکھیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ جو اللہ کے نبی کو قبر میں زندہ نہ مانے:

☼ وہ اہل السنت والجماعت سے فارغ ہے۔

- وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔
- ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
- اگر آپ نے نمازیں پڑھی ہیں تو ان کو لوٹانا آپ کے ذمہ ہے۔

مسئلہ بتانا ہمارا فرض ہے۔ آپ لوٹائیں تو آپ کی مرضی آپ نہ لوٹائیں تو آپ کی مرضی۔ ہم کل قیامت کے دن اپنے کندھے پہ یہ جرم نہیں لے کے جائیں گے کہ اللہ ہم نے مسئلہ چھپالیا تھا۔

شہید زندہ ہوتا ہے:

قرآن کریم میں یہ موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (سورۃ آل عمران:169)

جو اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ یہ زندہ ہیں اور ان کو خدا کے ہاں سے رزق بھی ملتا ہے۔ ہمارا نظریہ یہ کہ ہے شہید کو یہ مقام نبی کی اطاعت کی برکت سے ملا ہے۔

باجماعت نماز کی ادائیگی میں امام کا اجر بھی شامل ہے:

اگر یہ زندہ ہے تو نبی بھی زندہ ہے۔ حدیث مبارک میں ہے ایک آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے 27 گنا اجر ملتا ہے۔ یہ اجر مقتدی کا بتایا ہے یا امام کا؟ (مقتدی کا) اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام کا اجر بتاتے تو مقتدی کا سمجھ میں نہیں آنا تھا۔ لوگ کہتے وہ تو امام ہیں وہ تو قاری صاحب، مولانا صاحب ہیں نماز پڑھائی ہے تو ثواب ملا ہے۔ ہم نے تو پڑھی ہے ہمیں کیسے 27 گنا۔ مقتدی کا بتایا اور امام کا سمجھ آیا۔

شہید کی زندگی میں نبی کی حیات بھی شامل ہے:

اگر قرآن کہتا نبی زندہ ہے تو لوگ شہید کو زندہ نہ مانتے۔ شہید کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟ اللہ نے شہید کا مقام بتایا تو نبی کا مقام سمجھ آیا

شہید کہاں زندہ ہے؟

ایک شخص میرے پاس آیا عید الفطر کی بات ہے انہوں نے کہا مولانا صاحب! قرآن میں ہے شہید زندہ تو ہے لیکن "عِنۡدَ رَبِّهِمۡ " (سورۃ آل عمران:169) اللہ کے پاس زندہ ہے۔ میں نے کہا اللہ کہاں پر ہے؟ کہتا ہے اللہ تو ہر جگہ پر ہے۔ وہ تھک گیا پھر اس سے جواب نہیں بن پڑا۔ کیونکہ اتنا تو رٹا ہوا تھا طوطے کی طرح وہ رٹا بازی ختم ہو گئی۔

اختیارات اور نسبت کا معاملہ:

میں نے کہا ذرا یہ اصول سمجھ لیں پھر مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ اصول یہ کہ ہے اگر کوئی چیز ایسی ہو جو بندے کے اختیار میں ہو تو نسبت بندے کی طرف ہوتی ہے اور جو بندے کے اختیار میں نہ ہو اللہ کے اختیار میں ہو تو اس کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ اصول سمجھ آ گیا؟ میں کچھ مثالیں سے دوں گا۔ آپ کو بات سمجھ آئے گی۔

قرآن کریم سے پہلی مثال:

قرآن کریم میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ "
(سورۃ آل عمران:19)

دین اللہ کے پاس اسلام ہے تو کیا تمہارے نزدیک اسلام نہیں ہے؟ عند اللہ کا مطلب یہ ہے کہ دین میں رد وبدل کا اختیار بندے کو نہیں ہے۔ نسبت خدا کی طرف کی ہے کہ عند اللہ دین اسلام ہے۔

قرآن کریم سے دوسری مثال:

میں قرآن کی مثالیں دے رہا ہوں، سورۃ آل عمران میں ہے جب اللہ نے بدر کی بات کی ہے تو فرمایا "وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ "(سورۃ آل عمران:126)

اللہ کی مدد آئے گی۔ مدد کس کی جانب سے ہے؟ اللہ کی جانب سے ہے۔

- اِدھر 313 اُدھر 1000
- اُدھر 700 اونٹ اور 300 گھوڑے۔ اِدھر کیا ہے؟ 2 گھوڑے 7 اونٹ 6 تلواریں اور 8 زرہیں۔

تو یہ مدد کیسے ہو سکتی ہے؟ "مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" کیوں؟ اگر اسباب تھوڑے ہوں اور پھر بھی مدد ہو تو یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہوتا خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے "مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" فرمایا۔

قرآن کریم سے تیسری مثال:

حضرت زکریا علیہ السلام آئے جب دروازہ کھولا تو آگے بے موسمے پھل موجود تھے، پوچھا اے مریم "أَنّٰى لَكِ هٰذَا" یہ پھل کہاں سے آیا؟ فرمایا "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" جو روزانہ زکریا علیہ السلام کھانا دیتے کیا وہ اللہ کی طرف سے نہیں تھا؟ لیکن مریم اسے نہیں کہتی۔ اسے کہتی "مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" کہ اللہ کی طرف سے ہے جو نہ زکریا علیہ السلام لاتے ہیں اگرچہ خدا کی طرف سے ہے، لیکن اس میں اختیار بندے کا ہے۔ لیکن جو بے موسمے پھل ملتے ہیں اس میں بندے کا اختیار نہیں ہے تو جس میں بندے کا اختیار ہو نہ اسے کہتے ہیں مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے۔

اللہ کے پاس ہونے کا استعمال عرف عام میں:

- آپ نے کہا جی آپ کے ابو کدھر ہیں؟
- کہتا ہے جی لاہور گئے ہیں۔
- کیوں؟
- ہماری دوکان میں کام تھا سامان لینے کے لیے۔

- ❖ دادا ابو کدھر ہیں؟
- ✪ اللہ میاں کے پاس۔
- ❖ ابو کدھر گیا؟
- ❁ لاہور فلاں بازار گئے، اس فلاں تاجر کے پاس بیٹھے ہیں
- ✪ دادا اللہ میاں کے پاس گئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دادا ابو فلاں قبرستان میں ہے، ابو فلاں تاجر کے پاس لاہور بیٹھے ہیں۔ بتاؤ خدا قبرستان میں ہے، لاہور میں نہیں؟ پھر یہ جملہ کیوں بولتے ہو کہ ابو جی فلاں تاجر کے پاس ہیں اور دادا ابو اللہ کے پاس ہے۔

انسان کی مرضی کا دخل:

اس کا مطلب سمجھنا ابو جی مرضی سے گئے ہیں مرضی سے آئیں گے۔ دادا جی نہ مرضی سے گئے ہیں نہ مرضی سے آئیں گے۔ وہ تاجر کے پاس ہیں اور وہ اللہ کے پاس ہیں۔عند اللہ کا معنیٰ سمجھ آیا؟ میں عند اللہ کا معنیٰ سمجھا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے گھر کا کیا مطلب؟

ایک آدمی نے ایک کنال جگہ خریدی ہے۔ اس نے پانچ مرلے کا مکان بنا دیا اور 15 مرلے کی مسجد بنا دی ہے۔ اب جو 15 مرلے کی مسجد ہے یہ کس کا گھر ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اور یہ 5 مرلے کا مکان کس کا ہے عبد الرحیم بھائی کا، بشیر بھائی کا، نذیر بھائی کا۔ فرق کیا ہے؟ جگہ تو ساری اس شخص نے خریدی ایک کنال کے پیسے تو اس نے لگائے ہیں، تعمیر اس نے کی ہے فرق کیا ہے؟ یہ اس کا گھر اور وہ خدا کا گھر۔ جو پانچ مرلے اس کا گھر ہے بدلنا چاہے تو بدل سکتا ہے، بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے۔ مگر جو 15 مرلے کی مسجد ہے نہ بیچ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے، نہ ہدیہ کر سکتا ہے۔ اس پر اختیار اس کا تھا یہ مکان اس کا تھا مگر اس پہ خدا کا اختیار ہے کیونکہ یہ خدا کا گھر ہے۔عند اللہ کا معنیٰ سمجھ آیا؟

مسجد کی زمین کا ٹکڑا اور بادشاہ کی سلطنت:

خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی کا نام زبیدہ خاتون ہے۔ بیوی سے خلیفہ کی اَنُ بَن ہو گئی ایک دن خلیفہ نے اپنی بیوی سے غصے میں کہہ دیا اگر شام کا سورج غروب ہونے سے پہلے میری حدود سلطنت سے نہ نکلی تو تجھے طلاق۔ وہ سمجھتا تھا عورت بھی سمجھتی تھی کہ تین طلاق جو دیں تو تین ہی ہوتی ہیں۔

تین طلاق پر پشاور کا سچا واقعہ:

آج تین کو ایک کہنے والے عورتوں کے دماغ سے بھی چھوٹا دماغ رکھتے ہیں۔ یہ میں پشاور کا سچا واقعہ پیش کر رہا ہوں وہاں ایک عورت تھی اس کو تین طلاق ہو گئی۔ پٹھان تھا تین طلاق دے دی اب وہاں تین مولوی آ گئے، تیں مولوی کون تھے؟ جو تین کو ایک کہتے ہیں، جو حرام کو حلال کہتے ہیں، جو زنا کو نکاح کہتے ہیں۔ تین چار مولانا صاحب آ گئے اور مسجد میں بیٹھ گئے۔ اس عورت نے کہا مناظرہ مت کرو ان سے میں خود سوال کرتی ہوں۔ میں مطمئن ہو گئی تو شوہر کے پاس چلی جاؤں گی نہ مطمئن ہوئی تو میں نہیں جا سکتی، عورت پٹھان ہے پردہ والی جگہ بیٹھی تھی۔ اس نے سوال کیا تین طلاق دو تو ایک ہوتی ہے مولوی صاحب؟ انہوں نے کہا جی ایک ہوتی ہے۔ اس نے کہا تم میں سے کوئی ایک مولوی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے پھر گھر رکھ لے میں بھی چلی جاؤں گی۔ اس نے کہا میرا گھر بچانے کے لیے تم میں سے ایک قربانی دے۔ جب تین طلاق ہوتی ہی ایک ہے تو ایک بار زبان سے کہہ دو، مباح ہی ہے کوئی حرام تو نہیں ہے جب تین طلاق حرام نہیں مباح ہی ہے تم کہہ دو ایک مرتبہ، ایک بندہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے اور پھر رکھ لے میں آج واپس چلی جاتی ہوں۔ علماء چپ اب کوئی بھی نہ بولے پھر اس خاتون نے کہا یہ ہم سے زنا کرواتے ہو خود اس گناہ سے جان چھڑواتے ہو، خود اس گناہ کے لیے تیار نہیں ہو۔

امت کے پہلے چیف جسٹس کا فیصلہ:

خلیفہ نے کہہ دیا بعد میں تو پریشان ہو گئے خلیفہ بھی پریشان اور بیگم بھی پریشان۔ اب بیگم نے قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امت کے پہلے چیف جسٹس کے پاس کوئی خادم بھیجا کہ کوئی حل بتلائیں۔ میرے خاوند نے یہ بات کہہ دی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرمانے لگے بیٹی مسئلے کا حل ہے لیکن تمہیں خود آنا پڑے گا اب اس نے آنا تھا، پھر پوچھا کب آؤں؟ مغرب کے قریب آنا مغرب کے قریب آگئ کہاں بیٹھوں؟ انہوں کے کہا مسجد میں تھوڑی سی جگہ بنا کر بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئ۔ انہوں نے کہا جی مسئلہ نماز کے بعد بتاؤں گا۔ ملکہ نے کہا نماز سے پہلے بتا دیں انہوں نے کہا جی نماز کے بعد، تم نے جانا نہیں۔

تین طلاق تو کجا ایک بھی نہیں ہوئی:

ادھر جماعت ہوئی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے پوچھا بیٹی کیا مسئلہ ہے؟ انہوں کہا جی کیا بتانا اب نہ مسئلہ نہ حل۔ انہوں نے کہا بتاؤ تو سہی تم روتی کس لیے ہو؟ اس نے کہا جی میرے خاوند خلیفہ ہارون الرشید نے کہا تھا کہ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے میری سلطنت سے نہ نکلی تو تجھے تین طلاق۔ ملکہ نے کہا امام صاحب اب تو سورج غروب ہو گیا اب تو طلاق ہو گئ ہے۔ امام ابو یوسف فرمانے لگے بیٹی گھر چلی جا تین کجا تجھے ایک طلاق بھی نہیں ہوئی۔ اس نے کہا جی کیوں؟ فرمایا کہ تیرے خاوند نے کہا تھا اگر سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری سلطنت کی حدود سے نہ نکلی تو طلاق۔ ہم نے سورج غروب ہونے سے پہلے تیرے خاوند کی سلطنت کی حدود سے نکال کے تجھے مسجد میں لے آئے ہیں۔ دیکھ مسجد پر تیرے خاوند کی سلطنت کا کوئی اختیار نہیں ہے لہٰذا اب تسلی سے گھر چلی جا تجھے طلاق نہیں ہوئی۔ اسے کہتے ہیں فقیہہ۔ اس لیے لوگ فقہاء کے دشمن ہیں کہ وہ امت کے مسائل حل کرتے ہیں۔

مثالوں کا خلاصہ:

- اللہ کا گھر ہے بندے کا اختیار تو ختم ہو گیا۔
- اسی طرح جو خدا کے راستے میں قتل ہو جائے اسے مردہ مت گمان کرنا کیوں کہ وہ زندہ ہے مگر اس کی حیات پہ کوئی اختیار نہیں۔
- اسی طرح رزق دنیا میں بھی خدا دیتا ہے۔ شہید کو بھی خدا دیتا ہے۔
- دنیا میں بندے کو رزق ملتا ہے اس میں بندے کے اختیار کا دخل ہوتا ہے۔
- اور جو شہادت کے بعد ملتا ہے وہ بلا قصد ملتا ہے۔
- اس میں بندے کا اختیار نہیں ہوتا، اس لیے خدا نے "عِنْدَ رَبِّهِمْ" فرمایا۔
- اسی قبر میں زندہ اسی قبر میں رزق ملتا ہے تو اللہ نے "عِنْدَ رَبِّهِمْ" کیوں فرمایا؟ بندے کے اختیار کا دخل نہیں ہے۔

نبی کی محنت اور کامیابی کا مدار:

اس سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور بڑی اہم بات بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ"

(سورۃ آل عمران:185)

فرمایا جس شخص کو اللہ نے جہنم کی آگ سے بچا لیا اور جنت میں داخل کر دیا یہی کامیابی ہے۔ کامیابی کا مدار کیا ہے؟ جہنم سے بچ جائے جنت میں جگہ مل جائے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اس لیے اللہ کا نبی آتا ہے یہی نبی کی محنت کا مدار ہوتا ہے کہ امت جہنم سے بچے اور جنت میں چلی جائے۔ اللہ سب کو جہنم سے بچا لے۔ (آمین) اللہ ہمیں جنت میں جانے والا بنائے اور بغیر حساب کے لے جائے۔

ہم جنت کیوں مانگتے ہیں؟:

حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے اللہ! تجھ سے جنت اس

لیے نہیں مانگتے کہ ہم جنت کے حقدار ہیں۔ اس لیے مانگتے ہیں کہ ہم جہنم کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اللہ ہم سب کو جنت عطا فرمائے۔ (آمین)

رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں حاضری:

ان شاء اللہ ہمارا رائیونڈ کا اجتماع شروع ہونے والا ہے، میرا خیال ہے ہمارا پہلا اجتماع ہے مگر میرے تو دونوں اجتماع ہیں۔ میں تو دونوں میں وہاں رہتا ہوں تم سے بڑا تبلیغی تو میں ہوں۔ تم نے پہلے کے بعد واپس آجانا ہے میں نے تو دوسرے میں بھی وہاں رہنا ہے۔ ہماری گاڑی میں خاص اسٹیکر ہوتا ہے، ہماری حویلی میں جگہ بنی ہوتی ہے جہاں آپ ترستے ہیں جانے کو۔ مولانا سعد صاحب انڈیا سے تشریف لائیں گے ان کا ناشتہ ہمارے گھر سے جانا ہے، اس سے بڑی سعادت کیا ہوتی ہے؟ لیکن مجھے کہتے ہیں جماعت میں وقت کتنا لگایا ہے؟ میں نے کہا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے کتنا لگایا ہے؟ کہتے ہیں تین دن بھی نہیں میں نے کہا کہ ان کو مانتے ہو مجھے نہیں مانتے۔ بابا ہر بندے کے لیے وقت کی قید نہیں ہوتی۔

تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے بزرگ امام:

ابھی میں حرم میں تھا مجھے بہت خوشی ہوئی اتنی خوشی کہ میں بتا نہیں سکتا۔ بوڑھے بزرگ تھے تشریف لائے میں نے پوچھا کہ جی آپ کا تعارف؟ کہتے ہیں میں رائیونڈ کا امام مولانا جمیل ہوں۔ مولانا تمہارا تو بہت نام سنا لیکن ملاقات نہیں ہوئی۔ مجھے بیٹے نے بتایا میں نے کہا چلو زیارت بھی کریں، باتیں بھی کریں۔ ابھی جب میں رائیونڈ گیا ملاقات کے لیے تو مولانا جمیل صاحب فرمانے لگے جب رائیونڈ آئیں تو میرے گھر قیام کیا کریں۔ اب بتاؤ وہاں کی دعوت پر مجھے کوئی ضرورت رہ جاتی ہے۔ اللہ ہمیں مشائخ کے ساتھ رکھے۔ (آمین)

رہیں سلامت ان کی نسبتیں:

میں واقعے اس لیے سناتا ہوں کہ یہ ہماری سندیں ہیں، ہماری دلیلیں ہیں۔ ہماری سند کیا ہے؟ سوائے مشائخ کے۔ اپنی سند ہر بندہ بتاتا ہے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر بتاتا ہے اپنے آپ کو انجینئر بتاتا ہے۔ ہمارے جو بزرگ ہیں تو ہم اپنا تعارف بزرگوں سے کرائیں گے۔ جی کون ہو آپ؟ ہم رائیونڈ والے ہیں، جی ہم بزرگوں والے ہیں، ہمارا ان سے تعلق ہے۔ اللہ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔ (آمین) آپ کا اجتماع شروع ہے۔ خصوصاً آپ اس کے لیے دعائیں فرمائیں۔

- اللہ گناہوں سے محفوظ فرمائے۔
- اللہ فتنوں سے محفوظ فرمائے۔
- مولا کریم ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادے۔
- گناہوں سے درگزر فرما۔
- بیماروں کو صحت عطا فرما۔
- قرض داروں کے قرض ادا فرما۔
- اللہ جائز حاجات کو پورا فرما۔
- جو تشریف لائے ان تمام کا آنا قبول فرما۔
- اے میرے مولا کریم رائیونڈ کے اجتماع کو شر اور فتنوں سے محفوظ فرما۔
- پورے عالم کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا۔
- قیامت کے دن ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

درس: سورۃ النساء

بتاریخ: 07-12-2012

بوقت: بعد از نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد عثمانیہ نزد واپڈا آفس
اقبال کالونی Y بلاک سرگودھا

سورۃ النساء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَ نِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔

(سورۃ النساء:1)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

آج کے درسِ قرآن کا عنوان ہے ”مضامین سورۃ النساء“ یعنی سورۃ النساء میں حق تعالیٰ شانہ نے کون کون سے مضامین ارشاد فرمائے؟

رجال اور نساء کا معنیٰ:

عربی زبان میں دو لفظ ہیں، ایک رجال اور ایک نساء۔ رجال جمع ہے رجل کی جس کا معنیٰ ہوتا ہے مرد اور نساء جمع ہے ”امرأۃ“ کی لیکن لفظ سے نہیں ہے بلکہ دوسرے لفظ سے ہے اسے عربی زبان میں کہتے ہیں کہ بعض ایسی جمع ہیں کہ جن کا مفرد اس لفظ سے نہیں ہوتا بلکہ اور لفظ سے ہوتا ہے۔ اگر ایک عورت ہو تو عربی میں کہتے ہیں ”امرأۃ“ اور اگر کئی عورتیں ہوں ہو تو کہتے ہیں ”نساء“ تو ایک لفظ رجال ہے جس کا معنیٰ ہے مرد اور ایک لفظ نساء ہے جس کا معنیٰ ہے عورتیں۔

اسلام اور خواتین کے حقوق:

میں نکتہ عرض کرنے لگاہوں ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک بھی ایسی سورۃ نہیں جس کا نام "سورۃ الرجال" ہو اور ایک سورۃ موجود ہے جس کا نام "نساء" ہے یہ میں نے ایک بہت بڑے اعتراض کا جواب دیا ہے پوری دنیائے یورپ آج کہتی ہے کہ مسلمان "عورت" کے حقوق کا خیال نہیں کرتے اللہ نے قرآن کریم میں پوری سورۃ عورتوں کے نام سے اتاری ہے۔ مرد کے نام سے کوئی سورۃ نازل نہیں فرمائی اس سے زیادہ حقوق کا کیا خیال کیا جا سکتا ہے؟ پوری سورۃ نازل فرمائی ہے تقریباً ڈیڑھ پارے کی اور اس سورۃ کا نام ہی سورۃ نساء ہے یعنی سورۃ کا نام ہی عورتوں کے نام سے ہے اس میں حقوق بیان فرمائے، مسائل بیان فرمائے اور اس میں زیادہ تر مسائل وہ ہیں کہ جن کا تعلق گھریلو زندگی کے ساتھ اور معاشرتی زندگی کے ساتھ ہے۔

اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت:

اللہ رب العزت نے اس قدر رعایت فرمائی ہے خواتین کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل جاہلیت کے دور میں جب عورت کا زندہ رہنا باعثِ عار اور باعثِ شرم تھا۔

اسلام نے عورت کو بلند مقام عطا کیا:

اس وقت اللہ کے پیغمبر نے عورت کے حقوق بیان کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ جو عورت کی، بچی کی تربیت کرے پھر جوان کرے پھر اس کا نکاح کر دے تو قیامت کے دن وہ ایسے ہو گا میرے ساتھ جیسے میری دونوں انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں، یعنی وہ پیغمبر جس نے عورت کا حق اتنا ادا کیا ہے کہ لوگ اس کو ذلت اور عار سمجھتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے قدموں تلے خدا نے جنت رکھی ہے۔

رسول اللہ کی تین پسندیدہ چیزیں:

اور آپ کو حیرانگی ہو گی کہ دنیا میں ہر بندے کی اپنی ایک خواہش اور چوائس ہوتی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّمَا حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔ (السنن الکبری رقم: 13836)

مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے صرف تین چیزیں سب سے زیادہ پسند ہیں۔

1) النِّسَاءُ یعنی عورت

2) الطِّيبُ یعنی خوشبو

3) وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک خدا نے نماز میں رکھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام چیزوں میں سے ان تین چیزوں پر اپنی پسند کا اظہار فرمایا نمبر (1) عورت (2) خوشبو (3) نماز، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس کے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ہمیشہ پاکیزہ اور خوشبودار رہتا تھا اگر پیشاب مبارک نکلا ہے تو اس سے بھی خوشبو آتی، پسینہ مبارک نکلتا تو اس سے بھی خوشبو آتی اس کے باوجود بھی حضور خوشبو کا استعمال فرماتے اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو کتنی پسند ہو گی؟ خیر میں نے عرض کیا کہ سورۃ کا نام ہی "سورۃ نساء" ہے میں ہر درس میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک ایک موضوع پر صرف نِکات بندہ بیان کرے تو ہمارا سارا وقت اسی میں پورا ہو جاتا ہے، چونکہ مضامین بیان کرنے ہوتے ہیں اسی لیے میں نکات کو چھوڑ کر اصل مضامین اور مسائل کی طرف آتا ہوں۔

خطبہ نکاح میں کیا پیغام ملتا ہے؟:

جب بھی کسی شخص کا نکاح ہو آپ خطبہ نکاح سنیں تو اس میں یہ آیت ہے

جو نکاح پڑھانے والے خطیب صاحب تلاوت کرتے ہیں: یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِی خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ۔ (سورۃ النساء 1)

ہم خطبے میں یہ آیت سنتے ہیں اس وقت اتنے خوش ہوتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلتا مولوی صاحب نے پڑھا کیا ہے، لیکن اس آیت پر کبھی غور کیا ہے کہ اللہ پاک اس آیت میں ہمیں کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟ یعنی خطبہ نکاح میں دو آیتیں پڑھی جاتی ہیں ان میں ایک آیت سورۃ النساء کی ہے اور دوسری آیت یہ ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِیدًا○ یُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیمًا ○ (سورۃ الاحزاب: 70، 71)

آیت کا خلاصہ:

اس آیت کا خلاصہ کیا ہے کہ نکاح کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آیت کریمہ تلاوت فرمائی ہے: یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِی خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ اے لوگو اس خدا سے ڈرو جس نے تم تمام کو ایک ہی جان سے پیدا فرمایا ہے، یعنی یہ بتایا ہے کہ جو تمہارے نکاح میں آنے والی ہے وہ الگ نہیں ہے تمہارے ہی جدامجد آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے تم کب تک اس کو غیر سمجھتے رہو گے تمہاری نسل کی ہے تمہارے مزاج کی ہے اس کو سمجھو ذرا۔ آگے فرمایا: "وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً کَثِیراً وَنِسَاءً " پہلے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہی سے ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا، ان دونوں سے پھر مرد و عورت کو دنیا میں پھیلا دیا۔ "وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِی تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ" فرمایا کہ اللہ کا بھی خیال کرو اور آپس میں صلہ رحمی کا بھی خیال کرو۔ کس قدر عورت کے حقوق پر قرآن کریم نے ترغیب دی ہے پھر فرمایا: "إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیبًا" جملے پر غور کرنا اللہ رب العزت تمہارا نگران ہے۔

آیت مذکورہ کو نکاح کے وقت پڑھنے کی حکمت:

یہ نکاح کے وقت آیت کیوں پڑھتے ہیں؟ عورت کائنات کے سارے افراد کو چھوڑ دیتی ہے ایک خاوند کے لئے اس عورت کو دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں پوچھنے والا تم یہ نہ سمجھنا کہ اس مظلوم عورت کو دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں، میں خدا ہوں اس لیے اس کا تم بہت زیادہ خیال کرنا۔

اگر بیوی بد مزاج بھی ہو تو......؟

میرے شیخ حکیم اختر رحمہ اللہ فرماتے تھے، ہمیں تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو اس عورت کے منہ پر طمانچے مارتا ہے عورت کو پیٹتا ہے "العیاذ باللہ" بندے کو سن کر شرم آتی ہے، کہ کس قدر ظالم ہیں وہ لوگ جو عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، جس نے سارا جہان تیرے لیے چھوڑا ظالم تو بھی اس کو پیٹے گا تو بتا دنیا میں وہ کس کو بتائے گی؟ اگر آپ کے گھر ایسی بیوی ہو جس کا مزاج اچھا نہیں، مزاج میں اکھڑ پن ہے تو یہ سوچا کرو کہ اگر آپ کی بیٹی کسی کے پاس جائے اور آپ کا داماد اس کے ساتھ یہ سلوک کرے تو آپ کے دل پر کیا گزرے گی؟ بس آدمی اتنا تصور کر لے تو بیوی کے حقوق ادا کرنا بہت زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یتیم بچیوں سے نکاح کا مسئلہ:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا۔ (سورۃ النساء:3)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے ایک مسئلہ بیان فرمایا ہے، ہوتا یہ تھا کہ پہلے زمانہ جاہلیت میں کبھی کوئی عورت یتیم ہوتی اس کا وارث کوئی نہ ہوتا تو اس سے

نکاح کر لیتے، نکاح کیوں کرتے اس لیے کہ اس کا پوچھنے والا جو کوئی نہیں اس کا وارث کوئی نہیں ہے۔ جتنا چاہیں حق مہر دیں جیسے چاہیں کریں۔ تو اللہ نے فرمایا دیکھو اگر کوئی ایسی یتیم بچی ہو اور تمہیں یہ خدشہ ہو کہ میں نے اس سے نکاح کیا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے حقوق ادا نہ کر سکوں تو بہتر ہے تم اس سے نکاح کرنے کے بجائے کسی اور آزاد عورت سے نکاح کر لو۔

ایک سے زائد چار تک شادیوں کی اجازت:

اور تمہیں کون سی پابندی ہے؟ کہ تمہارے نکاح میں اس ایک نے ہی رہنا ہے تم چاہو تو دو کر لو، چاہو تو تین کر لو، چاہو تو چار کر لو، تو شریعت نے اجازت دی "فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ" ہے اگر تم نکاح کرنا چاہو دو سے آغاز کیا ہے تو دو بیویاں کر و اور تین کر لو یا تم چار کر لو۔ "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا" اور اگر تمہیں خدشہ ہو کہ ہم ان کے درمیان انصاف نہیں کر سکتے تو پھر تم ایک رکھو۔

شادی کا اعلیٰ مرتبہ:

اس سے پتہ چلا کہ اعلیٰ مرتبہ وہ ایک سے زائد ہے اور ادنیٰ مرتبہ ایک ہے ہمیں تعجب ہوتا ہے جو دوسری شادی کرے حالانکہ تعجب ہونا چاہیئے اس پر جو ایک کرے قرآن کا آپ انداز سمجھیں! قرآن کس طرز سے بات کہہ رہا ہے؟

انصاف کی حدود:

اصل یہ ہے کہ تم دو کرو یا تین کرو یا چار کرو اور اگر انصاف نہیں کر سکتے ہو تو پھر اس کا حل کیا ہے؟ پھر ایک کرو، انصاف کس حد تک؟ اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھو آگے قرآن کریم نے ایک بات تو صاف فرمادی ہے۔وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ

(سورۃ النساء:129)

قرآن نے کہا اگر تم انصاف کرنا چاہو تو بھی تمہارے اختیار میں نہیں ہے بس ایسا نہ کرنا کہ ایک بالکل لٹکی ہو اور ایک سے تم ہر وقت لپٹے رہو بس ایسا نہ کرنا اتنا قرآن کریم نے سمجھایا کیونکہ تمہارے اختیار میں مکمل عدل نہیں۔ کیا مطلب ؟ اگر ایک سے زائد عورتیں تمہارے نکاح میں ہیں:

- مکان دونوں کا برابر ہے۔
- لباس دونوں کا برابر ہے۔
- خرچہ دونوں کا برابر ہے۔
- شب باشی دونوں کے پاس برابر ہے۔

لیکن قلبی تعلق انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا اس لیے اس میں اللہ تعالیٰ نے مساوات رکھی نہیں ہے۔

ملاپ اور قلبی میلان پر عدل نہیں:

میں ایک مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرنے لگا ہوں۔ ایک ہوتا ہے عورت کو لباس دینا، ایک ہے مکان دینا، ایک ہے عورت کو خرچہ دینا، ایک ہے عورت کے ساتھ ہمبستر ہونا، اس میں کوئی مساوات نہیں۔ کیوں؟ اس کا تعلق انسان کے قلبی میلان سے ہے جس قدر میلان ہو گا اسی قدر ملاپ ہو گا چونکہ میلان اس کے اختیار میں نہیں ہے ملاپ پر شریعت نے عدل رکھا ہی نہیں ہے کہ جتنا اس کے پاس جاؤ اتنا ہی اس کے پاس جاؤ۔ ہاں اگر ایک رات ایک کی ہے تو دوسری رات دوسری کی ہے اس میں مساوات بہت ضروری ہے۔

نبی اور قلبی مساوات کا معاملہ:

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کون سی ذات انصاف کرنے والی ہے ؟ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جملہ ارشاد فرمایا حضور پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ایک وقت میں نو بیویاں آئیں۔ حضرت خدیجہ انتقال فرما گئیں اور حضرت زینب کا انتقال ہو گیا تو دو بیویاں چلی گئیں نو بیویاں بیک وقت نکاح میں تھیں لیکن ام المومنین امی عائشہ رضی اللہ عنہا ان میں بعض خوبیاں ایسی تھیں جن کی وجہ سے نبی پاک کو باقی بیویوں کی بنسبت ان سے لگاؤ زیادہ تھا۔ نبی پاک نے ایک جملہ ارشاد فرمایا اللہ رب العزت سے: اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلاَ تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلاَ أَمْلِكُ۔ (سنن أبي داود رقم: 2136)

حضور کا جملہ سنو: "اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ" اے اللہ! جو ظاہری مساوات میرے اختیار میں تھیں میں نے کر دی ہیں قلبی مساوات میرے اختیار میں نہیں ہے اللہ اس پر میرا مواخذہ نہ فرمانا۔ یہ اللہ کے نبی کا معاملہ ہے بتاؤ دوسرا بندہ اس میں کیا کر سکتا ہے؟

امی عائشہ سے رسول اللہ کی محبت:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں روزانہ پوچھتے آج کس کی باری ہے؟ آج کس کی باری ہے؟ ازواج مطہرات نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہے کہ میں عائشہ کے پاس جاؤں سب ازواج مطہرات نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی باری عائشہ کو دیتی ہیں تو آپ وہیں قیام فرمائیں۔ آخری دن پھر حضور کے وہیں گزرے ہیں اور جب انتقال ہوا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک امی عائشہ کی گود میں تھا اور جاں جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنے پر سخت وعید:

میں یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہم بعض باتیں سمجھتے نہیں ہیں اور بلاوجہ شریعت کے مسائل پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ اگر انصاف ہو سکتا ہے تو دو نکاح کریں یا دو سے زائد نکاح کریں اگر عدل نہیں کر سکتا تو پھر شریعت نے بہت

سخت بات کی ہے اگر کسی کا ایک سے زائد نکاح ہو اس نے عدل نہ کیا تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا دھڑ فالج زدہ ہو گا پھر یوں ہے کہ اگر عدل نہیں کر سکتے تو پھر دو شادیاں نہ کرو۔

اگر عدل کی طاقت نہیں ہے تو دوسرا نکاح نہ کریں:

میرے تین نکاح ہیں ۔ میں سب سے کہتا ہوں کہ آپ دوسرا نکاح مت کرو آپ کے بس میں نہیں ہے آپ اس کو سنبھال نہیں پاتے اپنی آخرت اور قبریں برباد مت کرو ضبط کرو اپنے اوپر اللہ تمہیں اسی پر اجر عطا فرمائے گا۔

پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی چونکہ دو شادیاں تھیں تو حضرت ''شیخ'' بھی بہت بڑے تھے اور عالم بھی بہت بڑے تھے، مزاج میں ظرافت اور لطافت بھی تھی، ایک شخص نے حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ سے ویسے ازراہِ مذاق عرض کیا حضرت آپ کی دو بیویاں ہیں آپ تو جنت میں رہتے ہیں۔ حضرت نے بڑا پیارا جواب دیا فرمایا یہ وہ جنت ہے جہاں تک پہنچنے کے لیے پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے۔

حضرت تھانوی اور مریدین کی اصلاح:

ایک مرید نے کہا کہ حضرت آپ نے تو دو نکاح فرمائے۔ فرمایا میں نے اس لئے دو کیے تا کہ تم میں سے کوئی دو نکاح نہ کر سکے انہوں نے کہا جی وہ کیسے ؟ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو جس طرح میں عدل کرتا ہوں تم کر سکتے ہو؟ کہا جی نہیں۔ کہا پھر دو نکاح ہی نہ کرو۔

فقر وفاقہ کا علاج......شادی:

اچھا فقر کی وجہ سے کبھی نکاح نہ چھوڑنا ہمارا ذہن ہوتا ہے کہ ایک کا خرچہ

پورا نہیں ہوتا دوسری کا کہاں سے دیں گے۔اس وجہ سے نکاح کبھی نہ چھوڑنا قرآن کا وعدہ ہے وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔ (سورۃالنور:32)

اگر تم فقیر ہو تو خدا تمہیں غنی کردے گا۔

ایک صحابی کا واقعہ:

ایک صحابی کا واقعہ ہے روایات میں۔وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور آکر عرض کیا:

- یارسول اللہ!فقروفاقہ ہے۔
- فرمایا:شادی کرلو۔
- شادی کے بعد پھر آیا عرض کیا:فقر ہے۔
- فرمایا:اور کرلو۔
- پھر آیا عرض کیا فقر ہے۔
- فرمایا اور کرلو۔
- تین شادیاں کیں تو فقر ختم ہوگیا۔

اب یہ بات سمجھ نہیں آسکتی مادیت پرست آدمی کو۔ اسی کو سمجھ آتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر یقین رکھتا ہو۔میں کئی مرتبہ بیان میں کہتاہوں یقین کرو جب میری ایک شادی تھی میرے گھر میں غربت تھی جنوری 2011 میں میرادوسرا نکاح ہوا، اپریل میں نئی گاڑی آگئی، میرا سال نہیں گزرا چالیس لاکھ کا نیا مکان بن گیا آپ حیران ہوں گے دنیا بھر میں میں نے کسی سے نہیں مانگا اللہ نے ایسا کرم فرمایا کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

غربت کے ڈر سے نکاح نہ کرنا درست نہیں:

خیر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ عدل نہ کر سکو تو نکاح نہ کرنا اس بات سے نہ ڈرو کہ غربت کیسے جائے گی؟ اور مال تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے یہ سوچ غلط ہے۔ مال و دولت کی فراوانی وہ مالک الملک کے اختیار میں ہے شریعت سمجھ کر کام کرنا پھر دیکھو خدا کیسے فقر دور کرتا ہے۔

تربوز تولا جا سکتا ہے مٹھاس نہیں:

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک مرید دو تربوز لے کر آیا کہ جی یہ دونوں بیویوں کے لئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ان دونوں تربوزوں کو کاٹو دونوں کو کاٹا آدھا آدھا کیا تو فرمایا آدھا اُدھر بھیجو آدھا اِدھر بھیجو۔ دوسرا کاٹا تو فرمایا آدھا اِدھر بھیجو آدھا دوسری پاس تو اس نے کہا کہ حضرت! ایسا کیوں کیا ہے؟ ہم تو دو تربوز تول کر لائے تھے ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے ترازو رکھا ہوا ہے اور آپ تول تول کر دونوں بیویوں کا سامان بھجواتے ہیں ہم اس لیے تول کر لائے تھے تاکہ آپ کو تولنے کی زحمت نہ کرنی پڑے مگر آپ نے کاٹ کر دو ٹکڑے کیے پھر گھر بھجوائے ہیں۔ حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کا جواب سنیں فرمایا بھائی وزن میں تو آپ نے تول لیا لیکن مٹھاس تو آپ نہیں جانتے نا؟ اگر ایک بیوی ہاں میٹھا چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں پھیکا چلا گیا تو اس کا جواب اللہ کے ہاں کون دے گا؟ اس لیے ہم نے دونوں تربوز کاٹے تاکہ دونوں پھیکے یا میٹھے ہیں تو اسی حساب سے دونوں کو ملیں یہ عدل ہے۔ تو بھائی عدل کر سکتے ہیں تو نکاح فرمالیں اگر نہیں کر سکتے تو نہ فرمائیں۔ میری گزارش سمجھ رہے ہیں میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ شریعت کے معاملہ میں اپنے دماغ کو ہم بالکل صاف رکھیں تاکہ الجھن کے اندر مبتلا نہ ہوں۔

وصیت کے احکام:

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ (سورۃ النساء:11)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے وصیت کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ میں وصیت کے مسائل پورے تو بیان نہیں کرتا کیونکہ اس میں کافی دیر لگتی ہے۔

تقسیم وراثت اور وصیت کا واجب ہونا:

وصیت کے معاملے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ آدمی کو اگر یہ یقین ہو کہ میری موت کے بعد میرے ورثا شریعت کے مطابق میری وراثت کو تقسیم نہیں کریں گے اگر یہ یقین ہو تو وصیت کر کے فوت ہونا آدمی کے ذمے فرض اور واجب ہے اگر وصیت نہ کی تو پھر گناہ گار ہو گا اگر پتہ ہو کہ میرے ورثا میری وراثت کو صحیح تقسیم نہیں کریں گے تو پھر وصیت کرے کہ بھائی دیکھو وراثت تقسیم کرنا اور میرے ذمے فلاں قرض ہے وہ بھی ادا کرنا ان سب چیزوں کا خیال کرنا بہت ضروری ہے۔

معاشرے کا غیر منصفانہ اور ظالمانہ رواج:

ہم وصیت کے معاملے میں بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں آج کل ہمارے ہاں یہ رواج چلتا ہے کہ والد محترم اپنی وفات سے پہلے ہی اپنا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اپنی بچیوں کو محروم کر دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے عورت کو وراثت سے کبھی بھی محروم نہ کرنا۔

بچیوں کی وراثت اور جہیز:

ہمارے ہاں رواج کیا ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وراثت اس لیے عورت کو نہیں دیتے کہ ہم نے جہیز جو دیا ہے بھائی جہیز دینا تو آپ کے ذمے ہی نہیں تھا جو آپ کے ذمے نہیں تھا وہ تو آپ نے کر لیا اپنا ناک رکھنے کے لئے اور جو آپ کے ذمے تھا اس کو آپ نے چھوڑ دیا۔ جہیز تو آپ کے ذمے نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ جہیز کا معنی ہو تا ہے وہ سامان جو عورت کے گھر کی ضرورتیں ہیں تو گھر کی ضرورتیں اس کے شوہر کے ذمے ہیں جس کی وہ بیوی ہے، باپ کے ذمے نہیں ہے۔ اگر باپ دیتا ہے تو یہ اس کی مروت ہے اگر نہ بھی دے تو باپ کے ذمے نہیں ہے۔

بی بی فاطمہ کا جہیز یا.........؟:

لوگوں کے ذہن میں یہ دلیل آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا وہ اس کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں فاطمۃ الزہرا کا یہ جہیز تھا آپ مجھے بتائیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں ایک بیٹی تو نہیں ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عدل کرنے والا کون ہے؟ اگر جہیز دیا ہوتا تو حضور چاروں کو دیتے۔ یہ تو نہیں تھا کہ ایک کو جہیز دیتے اور تین کو محروم فرمادیتے جب تین کو نہیں دیا تو اس کا معنی ہے یہ جہیز نہیں تھا۔

پھر یہ کیا تھا؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے بچپن سے، حضرت علی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی جوان ہوئے، ان کو گویا بیٹے کی طرح پالا تھا اب حضرت علی جب جوان ہوئے تو ان کے نکاح کا مسئلہ تھا اگر حضرت فاطمۃ الزہرا سے نکاح نہ ہوتا کسی اور عورت سے ہوتا تو حضرت علی کو گھر کا سامان کس نے دینا تھا؟(سامعین۔ حضور پاک نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹا جو بنا رکھا تھا جب فاطمۃ الزہرا سے نکاح کر دیا تو پھر ساتھ سامان بھی دینا تھا

اگر زہرانہ آتی کوئی اورآتی سامان توتب بھی دیناتھا۔ حقیقت اس کی یہ تھی اور ہم سمجھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زہرا کو جہیز عطا فرمادیا اللہ پاک ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

انبیاء کی وراثت کا مسئلہ:

یہ وراثت کا مسئلہ امت کے لیے ہے نبی کے لئے نہیں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء ہیں اور نبی کا دنیامیں کوئی شخص مالی وارث نہیں ہوتا نبی کی مالی وراثت خاندان میں کبھی بھی تقسیم نہیں ہوتی۔ یہ حدیث سمجھ میں آ جائے، اس سے ایک مسئلہ باغ فدک کا حل ہو جاتا ہے۔

باغ فدک کا قضیہ:

لوگ آج سمجھتے ہیں کہ باغ فدک حضرت فاطمۃ الزہرا کا تھاابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصب کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو دیانہیں بھائی غصب کیسے کرلیا؟ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت زہرا آئیں کہ جی باغ فدک ہمارا ہے، ہمیں دے دو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد میرے علم میں ہے کہ نبی کا کوئی مالی وارث دنیامیں نہیں ہوتا نبی جو مال چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ بن جاتا ہے حضرت زہرا خاموش ہو گئیں اور کبھی بھی اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا۔

باغ فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟

میں نے کہاکہ وہ خاموش ہو گئیں اور آج جنگیں جاری ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کیوں نہیں دیا؟ وہ تو خاموش ہو گئیں ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں ایک سوال آئے کہ زہرا نے باغ فدک مانگا کیوں تھا؟ جب ان کا حق ہی نہیں تھاتو مانگا کیوں تھا؟ اصل وجہ یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے

بعد یہ ترتیب بنائی تھی کہ اپنی ازواج مطہرات کے خرچہ کیلئے ایک باغ رکھ لیا تھا اور اس سے سال بھر کا خرچہ ایک ایک بیوی کو دے دیتے وہ بھی ازواج مطہرات تھیں جتنا ملا آگے امت کے حوالے فرما دیتی تھیں، وہ سال بھر کا رکھتی ہی نہیں تھیں۔ حضرت زہرا نے سمجھا کہ حضور اس باغ سے ہماری کفالت کرتے تھے تو شاید یہ ہمارا ہی ہے، یہ غلط فہمی تھی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ بتایا تو امی زہرا سے غلط فہمی دور ہو گئی اور باغ فدک کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔

نبی کی مالی وراثت کیوں نہیں چلتی؟:

بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے بڑا عجیب مسئلہ بیان فرمایا: نبی کی وراثت کیوں دنیا میں تقسیم نہیں ہوتی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وراثت اس کی ہوتی ہے جس کی مال سے ملکیت ختم ہو جائے۔ مرنے والے کی ملکیت ختم ہو گی تو اولاد کو منتقل ہو گی۔ اگر مرنے والے کی ملکیت ختم نہ ہو تو اولاد کو منتقل کیسے ہو گی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ نبی کی روح مبارک پورے جسم سے قلب اطہر میں سمٹ آتی ہے، مکمل حیات کا انقطاع ہوتا ہی نہیں ہے اس لیے نبی کی وراثت امت میں تقسیم نہیں ہوتی۔

نبی کی روح مبارک قلب اطہر میں سمٹ آتی ہے:

پیغمبر کی روح مبارک چونکہ پورے جسم سے قلب اطہر میں جمع ہو جاتی ہے تو قلب اطہر میں حیات رہتی ہے جب قلب اطہر میں حیات باقی ہے تو بتاؤ مال سے ملکیت ختم ہو گئی؟ جب ملکیت ہی ختم نہیں ہوئی ہے تو مال وراثت میں تقسیم کیسے ہو گا؟

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لاجواب دلیل:

دوسری بات کہ نبی کا مال صدقہ کیوں ہو جاتا ہے؟ توجہ رکھنا! مولانا قاسم

نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث 1757)

یہ جو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جو مال نبی چھوڑ کر جائے امت میں صدقہ ہے فرمایا یہ بھی دلیل ہے نبی کی حیات کے اوپر، یہ نبی کی حیات کے اوپر کیوں دلیل ہے صدقہ تب بنتا ہے جب مال دینے والا زندہ ہو اگر زندہ نہ ہو تو صدقہ بنتا ہی نہیں جو حضرات فرماتے ہیں کہ بوقت موت نبی کا مال صدقہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت موت نبی کے قلب میں حیات موجود ہوتی ہے۔ کتنا آسان سا مسئلہ ہے لوگوں نے ایسے الجھا دیا ہے اس کو۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

دو جلیل القدر اماموں کا دلچسپ مکالمہ:

مجھے اسی مسئلہ پر ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آیا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کوفہ سے مکہ مکرمہ گئے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا لیکن زیادہ خوش ہو کر نہیں دیا ایسے دیا جیسے ناراض ہوتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا کیا ناراضگی ہے؟ آپ نے خوش ہو کر جواب نہیں دیا۔

فرمایا: اے ابو حنیفہ! ہم نے تیرے بارے میں سنا ہے ایک طرف آیت ہوتی ہے ایک طرف حدیث ہوتی ہے تو قیاس کو لے لیتا ہے اور حدیثیں چھوڑ دیتا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ چلیں میں آپ سے ایک دو مسئلے پوچھتا ہوں مجھے آپ جواب ارشاد فرمائیں۔ میری عقل یہ بات کہتی ہے کہ عورت کو وراثت میں دو گنا مال دینا چاہیے اور مرد کو ایک گنا دینا چاہیے کیوں کہ مرد طاقتور ہے اور عورت کمزور ہے مرد باہر جا کر کمالے گا اس نے تو کمانا نہیں ہے تو طاقتور کو وراثت سے تھوڑا دو اور کمزور کو دو گنا دو تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو میری عقل یہ بات کہتی ہے لیکن میں نے اللہ کے فرمان کی وجہ سے عقل کی بات چھوڑ دی ہے۔

امام صاحب فرمانے لگے کہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب عورت کے ماہواری

کے دن ہوتے ہیں تو نماز بھی نہ پڑھے اور وہ روزہ بھی نہ رکھے بعد میں نماز کی قضا نہ کرے اور روزے کی کرے میری عقل کہتی ہے کہ نماز کی قضا کرے اور روزے کی قضا نہ کرے چونکہ نماز اہم ہے اور روزہ اس کے مقابلے میں غیر اہم ہے تو نماز کی قضا کرے اور روزے کی نہ کرے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کی کرے اور نماز کی نہ کرے تو دیکھو میں نے عقل کی بات چھوڑ دی اور آپ کے نانا جی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا ہے۔ امام جعفر صادق اٹھے اور امام صاحب کی پیشانی کا بوسہ لے کر فرمایا ابو حنیفہ ہم نے تیرے بارے میں غلط سنا تھا تو بالکل سچ کہتا ہے۔ امام صاحب کے بارے میں لوگوں نے شبہات پیدا کیے ہیں اللہ ہمیں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

توبہ کی قبولیت کا وقت:

"إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا" (سورۃ النساء:17)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے توبہ کا تذکرہ فرمایا ہے کہ توبہ اس وقت تک ہوتی ہے کہ جب تک انسان کے اوپر موت کے آثار نہ آئیں اور جب موت کے آثار آجائیں تو اس وقت آدمی پر توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اگر موت کے آثار ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوتا تو پھر فرعون کی توبہ بھی قبول ہو جاتی کیوں کہ مرتے وقت فرعون نے بھی کہا تھا اے اللہ! میں مانتا ہوں فرمایا: آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۔ (سورۃ یونس:91)

بے ایمان تو اب مانتا ہے جب تجھے نظر آگیا ہے۔

ایمان کیا ہے؟

معلوم ہوا نظر آئے اور پھر مانے اس کا نام ایمان نہیں ہے اس کا نام مشاہدہ

ہے نظر نہ آئے پھر بھی مانے اس کا نام ایمان ہے۔ سمجھ نہ آئے تو پھر مانے اس کا نام ایمان ہے سمجھ آئے اور پھر مانے اس کا نام ایمان نہیں ہے۔

عقیدہ حیات النبی عقلی مسئلہ نہیں:

آج لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں تو چھوٹی سی قبر ہے سانس کیسے لیتے ہیں؟ چھوٹی سی قبر ہے کھڑے کیسے ہوتے ہیں؟ چھوٹی سی قبر ہے نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ بھائی سمجھ آئے تب مانا اس کا نام مشاہدہ ہے نہ سمجھ آئے پھر مانا اس کا نام ایمان ہے۔

قبولیت توبہ کی شرائط:

توبہ کی شرائط میں سے تین شرطیں بنیادی ہیں۔یعنی جب آدمی توبہ کرے تو بوقت توبہ یہ تین کام کرے۔

- گناہ کو چھوڑ دے۔
- آیندہ نہ کرنے کا عزم کرے۔
- اپنے گناہ پر ندامت بھی ہو۔
- اگر گزشتہ گناہ نہ چھوڑے تو پھر بھی توبہ کرے۔

لاحول پر لاحول بھی لاحول پڑھتا ہو گا:

یہ کیسی توبہ ہے؟ بازار جاتے ہیں نیم عریاں لڑکیوں کی تصاویر ہیں، کہتے ہیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ کتنی بے حیائی ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ بھی پڑھ رہے ہو دیکھ بھی رہے ہو؟ اس لَاحَوْلَ پر تو لَاحَوْلَ بھی لَاحَوْلَ پڑھتا ہو گا۔

بدنظری سے خود کو بچائیں:

جب سامنے تصویر ہے تو اس سے آنکھیں نیچی کرو پھر لَاحَوْلَ پڑھو قرآن

کریم کا حکم کیا ہے؟" قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ "
کہ جب آؤ تو اپنی آنکھیں نیچی کرو تو اس کا نام ہے پردہ۔ اس سائن بورڈ کو دیکھ بھی
رہے ہیں اور کہتے ہیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللہ دیکھو ہمارے سرگودھا کے اندر بھی
کتنی بڑی بے حیائی شروع ہو رہی ہے؟ بھائی اپنی آنکھیں نیچی کرو۔

توبہ کی بنیادی تین شرائط:

میں گزارش کر رہا تھا کہ توبہ کیلئے تین بنیادی شرطیں ہیں:

1. گناہ کو چھوڑ دے۔
2. آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کرے۔
3. اپنے گناہ پر ندامت بھی ہو۔

جب آدمی اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار کرے تو صرف یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف کرتے ہیں بلکہ پچھلے گناہوں کو بھی اللہ نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔

اہل دنیا کا قانون:

میں ایک بات کہتا ہوں اللہ کی عدالت کا معاملہ دنیا کی عدالت سے بہت مختلف ہے دنیا کی عدالتیں اگر مجرم کو معاف بھی کر دیں اس کے ریکارڈ کو ضائع نہیں کرتیں ایک آدمی چوری کے کیس میں پکڑا جائے اور دوبارہ وہ چار مہینے بھی لگالے چلہ بھی لگالے اور نیک ہو جائے مگر جب بھی چوری ہو گی تھانے والے ایک مرتبہ ضرور آئیں گے پھر امیر صاحب صفائی دیں گے کہ جی اب یہ بدل گیا ہے اب اس کی جان چھوڑ دو اگلا S.H.O پھر پہنچ جائے گا کہ جناب ہمارے پاس تو اس کا ریکارڈ پڑا ہے۔ تو دنیا کا قانون کیا ہے؟ عدالت اگر مجرم کو معاف بھی کر دے مگر اس معافی کے باوجود اس کا ریکارڈ ختم نہیں کرتی۔

احکم الحاکمین کا قانون:

خدا کا نظام یہ ہے: إذا تاب العبدُ أنسى اللهُ الحفظةَ ذنوبَه وأنسى ذلك جوارحَه ومعالِمَه من الأرض حتى يلقى اللهَ وليس عليه شاهدٌ من اللهِ بذنبٍ

(جامع الأحادیث ج2ص 461)

حدیث مبارک میں ہے: جب بندہ گناہ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ وہ گناہ مٹا دیتے ہیں حتیٰ کہ

- ◎ فرشتوں کو بھی بھلا دیتے ہیں۔
- ◎ اللہ تعالیٰ جسم کے اعضا کو بھی بھلا دیتے ہیں۔
- ◎ اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہاں گناہ کیے ہیں اس کو بھی بھلا دیتے ہیں۔

جب قیامت میں خدا کے دربار میں جائے گا تو کوئی ایک بھی اس کے خلاف گواہ نہیں ہو گا۔ اللہ صرف گناہ معاف نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ریکارڈ بھی ختم کر دیتے ہیں دنیا کی عدالتیں جرم تو معاف کر دیتی ہیں لیکن ریکارڈ ختم نہیں کرتیں اللہ رب العزت ریکارڈ کو بھی ختم فرما دیتے ہیں۔

بیوی کو دیے ہوئے مال کا دوبارہ مطالبہ نہ کرو:

"وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا" (سورۃ النساء:20)

اس آیت میں بنیادی طور پر ایک مسئلہ بیان فرمایا اگر ایک عورت سے نکاح ہوا اور ان کا آپس میں مزاج نہیں ملتا اور طلاق کی نوبت آجاتی ہے تو پھر جو کچھ اس دوران تم نے عورت کو دیا ہے حق مہر، یا کچھ مال، تو اس مال کا واپس مطالبہ نہ کرو۔ جب طلاق ہوتی ہے تو اکثر کہتے ہیں ہم نے تو وہ بھی دیا تھا یہ بھی دیا تھا قرآن کہتا ہے یوں نہ کیا کرو دیکھو ایک مدت تم دونوں ایک ساتھ رہے ہو اکٹھے وقت گزارا ہے مروت

اور غیرت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔اب واپسی کا تقاضا نہیں کرنا چاہیے حق مہر جو تم نے دیا لاکھ دیا ہے یا کروڑ دیا ہے اب اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو یہ مرد کے لئے جائز نہیں تو اس سے آدمی کو بچنا چاہیے۔اس پر میں دو باتیں عرض کرتا ہوں۔

شادی کی رسومات اور مہر فاطمی:

حق مہر کے حوالے سے ہمارے ہاں عموماً مزاج کیا ہے؟ جب مسجد میں نکاح ہو گا پہلے منگنی پر پیسے خرچ کریں گے پھر جہیز پر لڑکی والوں سے جہیز لیں گے، پندرہ بیس لاکھ کا اور دو سو بندے ان کے کھانے پر لائیں گے اس میں ان کے پانچ لاکھ خرچ کروائیں گے ان کے بیس لاکھ پچیس لاکھ خرچ کروالیں گے۔ جب پوچھا کہ نکاح میں حق مہر کتنا ہے؟ تو کہیں گے مولوی صاحب حق مہر فاطمی کتنا ہوتا ہے؟ بھائی جب تم نے جہیز مانگا تھا پھر حضرت فاطمہ یاد نہیں ہے، جب دو سو لوگوں کی بارات لے کر آئے پھر حضرت فاطمہ یاد نہیں ہے؟ جب بچی کو حق مہر دینا ہے تو پھر پوچھتے ہو مولانا صاحب بتاؤ حق مہر فاطمی کتنا ہوتا ہے؟ اب یہ کتنا سادہ مسلمان بن گیا؟ کیسا نیک آدمی ہے؟ آدمی کی یہ باتیں غیرت اور مروت کے بھی خلاف ہیں یہ کس طرح کس منہ سے تقاضا کرتے ہیں، اچھا ایک جب عورت کی باری آئے تو پوچھتے ہیں مہر فاطمی کتنا ہے۔

مولوی طبقے سے ناروا سلوک:

دوسرا جب مولوی صاحب کی باری آئے تو کہتے ہیں کہ جی مولانا صاحب کے لئے مسجد کیلئے کتنے پیسے دو گے؟ جی ہمارے ہاں تو دو سو روپے دیتے ہیں باقی آپ جیسے مناسب سمجھو بندے کو سن کر بھی شرم آتی ہے بارات دیکھو تو ٹو، ڈی گاڑیوں پر لاتے ہیں کھانا دیکھو تو دس ڈشیں پکی ہیں اور مولانا صاحب کی باری آئے تو کہتے ہیں ہمارے ہاں تو دو سو روپے دیتے ہیں باقی آپ جیسے مناسب سمجھو مناسب سمجھنے کا مطلب کہ آپ دو سو روپیہ اور بڑھا دیں میں کہتا ہوں کہ آپ بارات پر پیسے خرچ نہ کرو اور اگر

آپ نے خرچ کرنے ہی ہیں تو مسجد کے امام کا کیا قصور ہے 50 ہزار روپے اس کو بھی دے دو کیا فرق پڑتا ہے ؟

مسنون حق مہر کتنا ہے ؟:

میں آپ سے پیسے نہیں مانگتا ہم نے نکاح کی ترتیب یہ نہیں رکھی۔ میں اپنے گاؤں میں بھی نکاح پڑھاؤں تو نکاح کی فیس مسجد کے امام کی ہوتی ہے، میں عید پڑھاؤں تو اعلان کر کے مسجد کے امام کیلئے خود جمع کرتا ہوں، مسجد کے خادم کو بھی دو اور امام کو بھی دو۔ ایک تو میں نے عرض کرنا ہے کہ حق مہر کتنا ہوتا ہے 10 درہم چاندی اس سے کم حق مہر کی تو گنجائش ہی نہیں لیکن حق مہر ہونا کتنا چاہیے ؟ اس میں دو چیزوں کی رعایت کرنا ضروری ہے اتنا کم نہ دو کہ عورت اپنی سہیلیوں کو بتاتے ہوئے شرمائے اور اتنا زیادہ بوجھ نہ ڈالو کہ لڑکا دے نہ سکے بس ان دونوں کی رعایت کرو یہ حق مہر مسنون ہے۔ اتنا کم نہ دو کہ لڑکی کو بتاتے ہوئے شرم آئے ایک لڑکی کروڑ پتی ہے باپ کی دس دکانیں ہیں اس کا حق مہر پانچ ہزار ہو تو وہ کسی کو کیسے بتائے کہ میرا حق مہر اتنا ہے، حق مہر اس کا اتنا رکھو کہ لڑکی کو سہیلیوں کو بتاتے ہوئے شرم نہ آئے۔

بیوی کی سہیلیوں کا بھی خیال کرو:

جیسے آپ کے دوست ہیں اس کی بھی تو سہیلیاں ہیں، اپنے دوستوں کی رعایت کرتے ہو تو بیوی کی سہیلیوں کی رعایت کیوں نہیں کرتے ؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے میں اور آپ کون ہوتے ہیں کہ نہ کریں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، دنیا سے چلی گئیں اندازہ کرو دنیا سے چلی گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج یہ تھا کہ جب گھر میں بکری ذبح ہوتی یا جب بھی گھر میں گوشت ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی سہیلیوں کے گھروں میں گوشت بھجواتے۔ اپنی فوت شدہ بیوی کی سہیلیوں کا اتنا خیال

فرماتے۔ اس کا بہت خیال کیا کرو یہ جو ہمارے گھروں کا نظام بگڑتا ہے ناں میں کون کون سارو ناروؤں گا اس میں ہمارے بہت سارے معاملات کو دخل ہے مجھ سے کبھی بہت سے بے تکلف ساتھی پوچھتے ہیں: مولوی صاحب! آپ کے گھر میں کبھی لڑائی نہیں ہوتی میں نے کہا کبھی نہیں ہوئی کیوں نہیں ہوتی؟ میں نے کہا الحمدللہ ہم رعایت کرتے ہیں، میں اپنے دوستوں کی رعایت کرتا ہوں گھر والوں کی سہیلیوں کی بھی رعایت کرتا ہوں۔ کہ بھئی تمہاری سہیلیاں ہیں جو دینا چاہو دے دو۔

گھریلو نظام زندگی کو پر سکون بنائیں:

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کچھ ایسا ماہانہ خرچہ اپنی بیوی کو دینا چاہیے کہ جس کا اس سے تم حساب نہ مانگا کرو یہ حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کچھ ایسا خرچہ دو جس کا حساب نہ مانگو۔ میں خود کہتا ہوں کہ بھئی تمہاری کوئی سہیلی ہو اس کو سو دو سو کا کارڈ بھیجنا چاہو تو بھیج دو۔ یہ ہدیہ کسی سہیلی کو دینا چاہو تو بے شک دے دو، مجھ سے پوچھا نہ کرو، تمہاری کوئی بھی سہیلی ہو اس کی بلا کر دعوت کرو خرچہ سارا میرے ذمے ہے خوش رکھو اپنی سہیلیوں کو، کیوں؟ بھائی آپ کے پاس کروڑ روپیہ ہے آپ کے پاس دو دو کانیں ہیں تو بیوی کا امیج بھی تو بڑھنا چاہیے اس کو آپ رگڑ کے رکھتے ہیں دوستوں کو آپ باہر تِکے کھلاتے ہیں تو پھر گھر میں کُڑکُڑ تو ہو گی پھر لڑائی تو ہونی ہے۔ اللہ ہم سب کو بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت عمر کے سامنے خاتون کی حق گوئی:

مجھے اس پر ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ جی چاہا کہ حق مہر مقرر کر دیں تا کہ اس مقدار سے زیادہ لوگ حق مہر نہ دیں شادیاں مہنگی نہ ہوں اور امت پر بوجھ نہ پڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور خطبہ میں مسئلہ بیان فرمایا ایک مقدار مقرر کرنے کے لئے کہ بھائی اتنا حق مہر دیا کرو

اوراس سے زیادہ حق مہر نہ دو تاکہ شادیاں مہنگی نہ ہوں حضرت عمر نے جوں ہی خطبہ دیا ایک عورت کھڑی ہوگئی اسے کہتے ہیں حق گوئی، ایک عورت کھڑی ہوگئی اس نے کہا عمر تم کون ہوتے ہو حق مہر کو متعین کرنے والے ؟ قرآن نے تو متعین کیا ہی نہیں قرآن کہتا" وَإِنۡ أَرَدتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ "ہے اگر تم کسی عورت کو حق مہر میں سونے کا ڈھیر بھی دے چکے ہو تو طلاق دو تو واپس نہ لو قرآن سونے کا ڈھیر دینے کی اجازت دیتا ہے عمر آپ کیسے متعین کر سکتے ہو؟ حضرت عمر فرمانے لگے ہاں جی اگر یہ عورت نہ ہوتی تو عمر برباد ہو جاتا، اپنی رائے واپس لے لی۔ اسے کہتے ہیں حق گوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جری آدمی نے فرمایا میں رائے واپس لیتا ہوں واقعتاً جس آیت پر تیری نگاہ پڑی اس پر میری نگاہ نہیں تھی۔

خلفائے راشدین کا عمل حجت ہے:

خلفاء راشدین کا عمل کیوں حجت ہے؟ اسی وجہ سے حجت ہے کہ خلیفہ راشد صحابہ کے دور کا بندہ ہے ان سے غلطی ہو تو وہ غلطی پر قائم رہ نہیں سکتا، فوراً صحابہ کی جماعت کہتی ہے نہیں! نہیں! ایسے نہیں ہو سکتا۔

مال غنیمت اور ایک لمبا کرتا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے سنا ہے مال آیا ہے غنیمت کا ہے کپڑا ہے باقی لوگوں کا ایک ایک جوڑا بنا، حضرت عمر کا قد لمبا تھا اس کپڑے سے حضرت عمر کا جوڑا بن ہی نہیں سکتا تھا۔ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے آئے ایک شخص کھڑا ہوا اعرابی دیہاتی تھا اس نے کہا عمر! خطبہ بعد میں دو پہلے ہمیں حساب دو جتنا تمہارا قد ہے جتنا کپڑا تقسیم ہوا اس سے تمہارا سوٹ بن ہی نہیں سکتا پہلے اس کا جواب دو پھر تقریر شروع کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا جواب میرا بیٹا عبد اللہ دے گا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور کہا مجھے پتہ تھا میرے باپ کا قد لمبا ہے میں نے اپنے حصے کا کپڑا ان کو دیا ہے تاکہ میرے بابا کا سوٹ بن جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے فرمایا جب عمر کی فوج اور ماتحت میں ایسے بندے موجود ہوں تو عمر کبھی بھی خراب نہیں ہو سکتا اس پر بندے کو خوش ہونا چاہیے اگر کوئی غلطی پر نشاندہی کرے۔

عورت پر مرد کی فوقیت:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ

(سورۃ النساء:34)

اس آیت میں بنیادی طور پر دو مسئلے ہیں ایک مسئلہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس آیت میں مرد کی فوقیت کو بیان فرمایا ہے" الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ" دو وجہیں بیان فرمائیں یہ بڑی اہم بات ہے مرد کو اللہ نے عورت پر فوقیت دی ہے اور دو دلیلیں بیان فرمائیں۔

وہبی اور کسبی صلاحیت:

ایک دلیل ایسی ہے جو کسبی ہے اور ایک ایسی ہے جو وہبی ہے۔ وہبی کہتے ہیں جو بغیر بندے کے اختیار کے ہو۔ کسبی کہتے ہیں جو بندے کے اختیار میں ہو۔

مرد کی فوقیت کی پہلی وجہ:

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ مرد کو عورت پر فوقیت ہے دو باتوں پر بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ پہلی وجہ یہ ہے اللہ کا نظام یہ ہے کہ اللہ نے بعضوں کو بعضوں پر ترجیح دی ہے، یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ مرد کو عورت پر فوقیت ہے اس نظام کو تم بدل نہیں سکتے۔ یہ مرد کی وہبی صلاحیت ہے اس میں مرد کے اختیار کو دخل ہی نہیں ہے۔

مرد کی فوقیت کی دوسری وجہ:

"وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ" دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد خرچ کرتا ہے اور عورت خرچ کرواتی ہے خرچہ کرنے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور خرچہ لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، اوپر والے ہاتھ کو نیچے والے ہاتھ پر فوقیت ہوتی ہے دیکھو اللہ نے کیسی عقلی بات فرمائی ہے اور دونوں باتیں سمجھائی ہیں۔

بعض خواتین مردوں سے افضل ہیں:

اچھا یہ مسئلہ سمجھیں یہ جو مسئلہ بیان کیا ہے ناں کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے یہ جنس مرد کو جنس عورت پر ہے ورنہ جزوی طور پر بعض عورتیں جو مردوں سے افضل ہوتی ہیں۔ میری بات سمجھ آگئی؟ یعنی عموماً کہا ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ عالم عابد سے افضل ہے لیکن اگر کوئی مولوی صاحب بھی ہو ٹیلی ویژن بھی دیکھتا ہو گناہ بھی کرتا ہو اور عابد یہ کام نہ کرتا ہو تو پھر ہم اس ٹی وی دیکھنے والے مولوی صاحب کو تو نہیں افضل کہہ سکتے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ عمومی ضابطہ ہے کہ مرد عورت سے افضل ہے لیکن بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو بعض معاملات میں مردوں سے بہت زیادہ سمجھ دار ثابت ہوتی ہیں۔

خواتین کی سمجھداری کے چند واقعات:

میں اس پہ اگر واقعات عرض کروں تو بہت زیادہ وقت لگے گا۔ اتنے واقعات ہیں کہ بعض معاملات میں عورتوں نے ایسے مسائل پیش فرمائے جس کا حل وقتی طور پر مرد بھی نہ پیش کرسکا۔

پہلا واقعہ:

ایک واقعہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی کا ہے آپ نے سنا

ہو گا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ عمرے کیلئے تشریف لے گئے اور حدیبیہ کے مقام پر روک دیا گیا، صلح کی شرطیں طے ہو گئیں معاہدہ ہو گیا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے لگے کہ اگلے سال عمرے پر آئیں گے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ بھئی ہم عمرہ تو نہیں کر سکتے واپس جانا ہے تو واپس جانے کیلئے یہیں احرام کھولنا پڑے گا لہٰذا یہاں قصر کرو، احرام کھولیں اور واپس چلیں، صحابہ بھی تو عرب تھے، مکہ کے قریشی تھے، اپنے جذبات بھی تھے تو ایسا معاملہ ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دنگ رہ گئے اتنا لمبا سفر کیا ہے ہم حق پر ہونے کے باوجود اتنا نرم معاہدہ کرتے ہیں اور حلق اور قصر کرا کے احرام کھول کر واپس چلے جائیں یہ مدینہ والوں کو کیا جواب دیں گے؟ واپسی کس منہ سے جائیں اور اتنے دینی جذبات تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اس میں تھوڑا سا تردد ہوا کہ میں ان کو اب کیسے سمجھاؤں کہ حلق کروالو، قصر کروالو، ان کے جذبات کو میں کیسے کنٹرول کروں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسی کیفیت میں اپنے خیمے میں تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کچھ غم کے آثار باقی تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پریشانی ہے آج آپ کے چہرے پر غم کے آثار ہیں فرمایا ام سلمہ پریشانی یہ ہے کہ اس طرح میں ان کو کہوں تو احرام کھولیں گے؟ اگر احرام نہ کھولا تو ایمان کا مسئلہ ہے اگر کھولیں گے تو بہت مشکل ہے ان کے مزاج پر بہت شاق گزرے گا میں کیسے ان سے کہوں کہ احرام کھولو؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھو عورت ہیں اور ایسا بہترین حل عرض کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بھی کِھل اٹھا انہوں نے کہا یارسول اللہ آپ ان سے کچھ بھی نہ کہیں آپ خیمے سے باہر تشریف لے جائیں اور اپنا قصر کروالیں یہ جانثار ہیں خود ہی بال کاٹ دیں گے

آپ کچھ بھی نہ فرمائیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خیمے سے باہر نکلے جوں ہی قصر کروایا سب صحابہ شروع ہو گئے چلو بھائی حلق کراؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کروادیا ہے دیکھو کیسا حل پیش فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو خاتون اور عورت ہیں۔

دوسرا واقعہ:

ایک اور واقعہ سنیں ایک بہت معروف آدمی تھے، ان کا تاریخ میں تذکرہ ملتا ہے ابو حمزہ ان کی کنیت مشہور تھی نام مشہور نہیں تھا اس نے نکاح کیا دو، چار، پانچ، دس، سال گزرے تو بیٹا نہیں ہو رہا بیٹی پھر بیٹی پھر بیٹی، پھر بیٹی اب انہوں نے سوچا کہ اس عورت کو طلاق دے دوں اس کے ہاں تو بیٹا ہی نہیں ہوتا جیسا آج کل ہمارے ہاں رواج ہے عورت کے ہاں دو، چار، بیٹیاں ہو جائیں تو لوگ سمجھتے ہیں یہ عورت منحوس ہے۔اس نے سوچا کہ میں اس کو طلاق دے دوں جب طلاق دینے کا ارادہ کیا تو رات کو اپنے گھر آنا چھوڑ دیا کسی اپنے دوست کے ہاں رہنے لگے بیوی ان کی سمجھ دار تھی اس کو بھی اندازہ ہوا کہ میرا شوہر شاید مجھے طلاق دینے کا ارادہ کر چکا ہے اور وجہ یہ ہے، بیوی سمجھ دار بھی تھی اور شاعرہ بھی تھی، اس نے کاغذ پر چند اشعار لکھ کر اپنے خاوند کو بھجوا دیے اس نے لکھا۔

مَا لأبي حمزةَ لاَ يأتِينَا
غَضْبانَ ألاَّ نَلِدَ البَنِينا
تَاللهِ مَا ذَلكَ فِي أَيْدِينا
فَنَحنُ كَالأَرْضِ لغارسينا
نُعطِي لَهُم مِثْل الذِى أُعْطِينَا

(تفسیر شعراوی تحت آیت الاساءما یحکمون)

اس نے کہا ابو حمزہ کو کیا ہوا؟ ہمارے پاس آتا ہی نہیں ہے، ہمارا ہمسایہ

ہے اس کے گھر میں رہنا شروع ہو گیا، وہ ناراض ہے کہ ہمارے پیٹ سے بیٹا پیدا نہیں ہوتا، خدا کی قسم کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے، میری مثال زمین کی سی ہے تیری مثال کسان کی ہے، زمین میں وہی بیج ہوتا ہے جو کسان ڈالتا ہے، اور درخت وہی نکلتا ہے جو کسان نے بیج ڈالا ہوتا ہے بتاؤ میرا کیا قصور ہے؟ ابو حمزہ نے معافی مانگی اور گھر آ گئے۔

تیسرا واقعہ:

ایران کا ایک بادشاہ تھا دوران گفتگو اس کی زبان سے ایک جملہ نکلا جملہ کیا تھا "در ابلق در جہان کسے کم دیدہ بود" کہ دنیا میں ایسا موتی کسی نے نہیں دیکھا جو سفید ہو اور اس کے اندر سیاہی ملی ہو اب جملہ زبان سے نکلا شعراء سے کہا شعر پورا کرو شعراء زور لگا رہے ہیں شعر پورا نہیں ہو رہا۔ اس نے کہا شعر پورا کرو ورنہ میں تمہیں سیٹ کر دوں گا اب جو روزانہ بادشاہ کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں کبھی تو پھنس ہی جاتے ہیں۔ اللہ سرکاری بننے سے محفوظ رکھے (آمین) سرکاری بننا بہت خطرناک ہے جو پھنستا ہے پھر نکل نہیں سکتا۔ اس نے کہا بھئی یہ شعر تلاش کرواب شاعروں سے اس کا جواب تلاش نہیں ہو رہا یہ شعر ایران سے چلتا چلتا ہندوستان میں پہنچا باتیں تو اڑتی ہیں۔ یہی اڑتی ہوئی بات ہندوستان میں پہنچی ہندوستان میں ایک بادشاہ عالمگیر بہت نیک تھا اس کی بہن تھی زیب النساء اس نے نکاح بھی نہیں کیا ایسے ہی دنیا سے رخصت ہو گئی زیب النساء اس کی بہن تھی بہت بڑی فاضلہ، عالمہ اور شاعرہ تھی ایک دن آئینہ کے سامنے کھڑی تھی اور اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالا جوں ہی سرمہ ڈالا اس سے آنسو نکلا اب دیکھو سفید آنسو ہے اس کے اندر سرمہ ملا ہو موتی بنا کہ نہیں؟ دیکھو یہ بھی شاعرہ تھی فوراً شعر مکمل کیا عالمگیر سے کہا بادشاہ کو شعر بھیجو اس نے کہا:

در ابلق دو جہاں کسے کم دیدہ بود
مگر اشک بتاں کہ در سرمہ آلود

دنیا میں ابلق موتی کسی نے نہیں دیکھا لیکن محبوب کی آنکھ کا آنسو جس میں سرمہ ملے اسے "دُرِ ابلق" کہتے ہیں۔ شاعرہ تھیں تو شاعرانہ جواب دیا اب جب شعر وہاں پہنچا تو بادشاہ تڑپ اٹھا کہ ایسا بلا کا شاعر دنیا میں کون ہے؟ ایک تو شعر پورا کیا دوسرا اس ظالم نے مصرعہ کون سا بنایا؟ شاعر تو محبت کی باتوں پہ تڑپتے ہیں۔

اب بادشاہ نے پھر ہندوستان پیغام بھیجا کہ اس شاعر کو ہمارے دربار میں بھیجا جائے اب عالمگیر کے پاس پیغام پہنچا عالمگیر نے زیب النساء سے کہا بادشاہ بلا رہے ہیں اب کیا کرنا چاہیے؟ بہت نیک عورت تھی اس نے کہا میرا شعر لکھو اور بادشاہ کو بھیج دو اس نے پھر شعر لکھا، بڑا عجیب اس نے کلام کیا، ایسی بلا کی شاعرہ تھی۔ اس نے کہا

مخفی منم در سخن من
چوں بوئے گل در برگِ گل

میں اپنے کلام میں ایسے چھپی ہوں جیسے خوشبو پھول کے اندر چھپی ہوتی ہے بندہ پھول کو دیکھ سکتا ہے، خوشبو کو نہیں دیکھ سکتا۔ تُو میرا کلام سن سکتا ہے، مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ شاعر نہیں، شاعرہ ہے۔ یہ مرد نہیں، عورت ہے۔ بتاؤ کیسی سمجھ دار عورت تھی۔

خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے لیکن اتنا بھی نہ اکڑیں۔ بعض عورتیں بہت سمجھ دار ہوتی ہیں۔ اللہ آپ سب کو سمجھ دار بیویاں، سمجھ دار بیٹیاں، سمجھ دار بہنیں اور سمجھ دار گھر کا ماحول عطا فرمائے۔ گھر کا ماحول سمجھ دار ہو تو دین کا کام کرنا بہت آسان ہوتا ہے گھر کی عورتیں سمجھ دار ہوں تو کاروبار بھی بہت اچھا چلتا ہے سمجھ دار خواتین اللہ سب کو عطا فرمائے۔ (آمین)

اگر بیوی بات نہ مانے تو کیا کریں؟:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا

إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

(سورۃ النساء:35)

اسی آیت میں ایک چھوٹا سا مسئلہ تھا میں اختصار سے عرض کرتا ہوں اگر کبھی خاوند اور بیوی میں کچھ ناچاقی ہو جائے اور خاوند سمجھے کہ بیوی میری بات نہیں مانتی تو قرآن نے تین درجے بتائے ہیں۔

1. " وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ" جس عورت سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو یعنی تمہاری بات نہیں مانتی تو اس کو پہلے دن مارنا شروع نہ کرو
2. "فَعِظُوهُنَّ "ان کو پیار سے سمجھاؤ ان کو محبت سے سمجھاؤ۔

میں تو چھوٹا ہوں اس لیے ایسی بات نہیں کہتا۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا بیان میں نے سامنے بیٹھ کر سنا ہے بالکل سامنے بیٹھ کر ہم بچپن میں سنتے تھے فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے کہو کہ تو میری لیلیٰ ہے مجھے تجھ سے بہت محبت ہے، میں تجھے جہنم میں جاتا برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے تجھ سے بہت پیار ہے میں تجھے بگڑتا ہوا برداشت نہیں کر سکتا، یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ ایسے الفاظ اختیار کرو وہ سمجھے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بہت پیار ہے پھر اس کو بات سمجھانی شروع کرو پھر دیکھو کیسے بات نہیں سمجھتی، ہم پہلے ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر ڈنڈا تجھے شرم نہیں آتی؟ تجھے نہیں پتہ تو کس کے نکاح میں ہے؟ تجھے پتہ نہیں تو کس خاندان سے اٹھ کر آگئی ہے؟ اللہ اکبر! آدمی کو سوچنا چاہیے آپ یقین فرمائیں اتنا دکھ ہوتا ہے۔

معاشرے میں خواتین کو عزت نہیں دی جاتی:

میں پاکستان سے باہر ایک ملک کے دورے پر تھا ایک خاتون نے مجھے فون کیا فون اس بات پر تھا کہ میں نے اس کا نام لے کر ایک بات کہی دی کہ ہم آرہے ہیں ہمارے لیے فلاں کھانا تیار کرو! وہ رو پڑی میں نے کہا کیا ہوا؟

اس نے کہا آپ نے میرا نام لیا میں رو پڑی، اس لیے کہ آپ بڑے ہیں تو آپ نے نام لیا مجھے عرصہ گزر گیا ہے اس کے نکاح میں اس ظالم نے آج تک میرا نام نہیں لیا اس ظالم نے کبھی میرا نام لے کر محبت سے نہیں پکارا۔ میں میٹرک پڑھی ہوں، باپ میرا تھا نہیں، میں باپ کے بغیر تھی، میری ماں نے اس کے نکاح میں دیا تو کہتا ہے ہم اتنے بڑے لوگ تھے تو روڑی پر پڑی تھی، تجھے اٹھا کر سینے سے لگایا ہے آج تو باتیں کرتی ہے؟ اس نے کہا بتاؤ دنیا میں میرا اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں یہ بھی کہتا ہے کہ تو روری پر پڑی تھی بتاؤ میرا کلیجہ پھٹتا ہے میں کہاں جاؤں؟

بابا عورت کا تعلق تو خاوند کے ساتھ ہوتا ہے، خاوند بڑے خاندان کا ہے تو چھوٹی عورت بڑی بن جاتی ہے اگر خاوند چھوٹے خاندان کا ہو تو بڑی عورت چھوٹی بن جاتی ہے فرمایا "فَعِظُوهُنَّ " ان کو پہلے سمجھاؤ اگر پھر بھی نہ سمجھے تو

- ☼ بستر الگ کر دو۔
- ☼ مکان الگ نہ کرو۔
- ☼ بستر الگ کر دو۔

ہم ناراض ہوں تو گھر میں نہیں جاتے نہیں بستر الگ کر و اگر پھر بھی نہ سمجھے تو "وَاضْرِبُوهُنَّ" پھر اس کو مارو۔

مارنے کی حدود کیا ہیں؟

مارنے کا مطلب بھی سمجھ لو اس کے چہرے پر تھپڑ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جوتے سے مارنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، سوٹی سے مارنا کہ اس کے جسم پر نشان پڑیں کوئی گنجائش نہیں ہے ہلکا سا مارو، یہ ہے مارنے کا مطلب۔ کیوں کہ بڑے خاندان کی سمجھ دار عورت ہو تو اس پر ہاتھ بھی اٹھانا اس کے مر جانے کے برابر ہوتا ہے تو جوتے مارنے سے تم اس کی ساری جھجک اتار دو گے پھر دوبارہ اس نے ٹھیک کیسے ہونا ہے؟

ایک بچی کا المناک واقعہ:

اور اللہ کی قسم !اتنا دکھ ہوتا ہے ہمارے ہاں ایک بچی کا نکاح ہوا والدہ کے ساتھ آئی رو پڑی کہتی ہے میں کیا بتاؤں آپ کو؟ میرا خاوند سے نکاح ہوا:

- پردے کا اہتمام میں کرتی ہوں۔
- نمازیں میں پڑھتی ہوں۔
- گھر کے سارے کام کرتی ہوں۔
- خدمت ساری کرتی ہوں۔

ملک سے باہر رہتا ہے پاکستان آیا کسی رشتہ دار کے ہاں جاتے ہیں وہیں پہ پکڑ کر مجھے جوتے سے مارنا شروع کر دیا۔

کہتے ہیں جی باہر بہت تہذیب سکھاتے ہیں ابھی چند دن گزرے وہ عورت حمل کے ساتھ ہے پھر اس کو طلاق بھی دے دی ہے میں نے کہا بتا ظالم اللہ تجھے بخشے گا؟ خدا تجھے معاف کرے گا؟ کتنا بڑا ظلم تو نے ایک عورت کے ساتھ کیا۔

خیر پہلے اس کو سمجھاؤ پھر بستر الگ کرو اگر پھر بھی نہیں سمجھتی تو اتنا مارو جس سے اس کو زخم نہ پڑے اس کا آپ خیال کرو۔

شرعی احکام میں تحریف یہودانہ روش ہے:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۔ (سورۃ النساء:46)

اس میں اللہ رب العزت نے یہود کی ایک نشانی بیان فرمائی ہے میں اب ذرا بات کو سمیٹتا ہوں یہود کی علامت کیا ہے؟ وہ اپنے مقامات سے کلمے بدل دیتے ہیں

جس موقع پر کلمہ ہوتا ہے اس پر کہتے نہیں ہیں اور ایسے کلمات جس سے اشتباہ پڑ جائے وہ بولتے ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں "سَمِعْنَا" اور دل میں کہتے ہیں ہم نہیں مانتے اور کہتے ہیں " وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ "اے نبی! تو سن ایسی بات جس کی بات مانی نہ جائے۔ اللہ فرماتے ہیں بہت ظلم کیا ہے اپنی زبانیں موڑ کر کچھ جملے کہتے ہیں اللہ فرماتا ہے یوں نہیں کہنا چاہیے ان کو صاف صاف "سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا" کہنا چاہیے۔

کفار اور فاسق لوگوں کی مشابہت سے بچیں:

اس سے آپ کو میں نے جو بات سمجھانی ہے وہ سمجھو ایسا جملہ کہنا جس سے اشتباہ پڑے اس سے بچنا بہت ضروری ہے ایسا لباس پہننا جس سے اشتباہ پڑے اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

محرم کے دنوں میں کالا کپڑا:

مجھ سے ایک ساتھی نے مسئلہ پوچھا کہ مولانا صاحب محرم کے دنوں میں کالا لباس پہننا کیسا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کالا لباس پہننا تو جائز ہے مگر محرم کے دنوں میں نہیں پہننا چاہیے۔ محرم کے دنوں میں کالے لباس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شیعہ ہے اس لیے ایسا لباس نہ پہنو کہ لوگ تمہیں رافضی سمجھیں۔ بس اس کا احتیاط کرو اشتباہ سے بچنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

اشتباہ سے بچنے کا حل قرآن کریم سے:

قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام کے جادوگر ایمان لائے تو انہوں نے کہا: آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ (سورۃ الاعراف:121)

ہم رب العالمین پر ایمان لائے اتنا جملہ کافی نہیں: رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ (سورۃ الاعراف:122)

رب العالمین کے ساتھ رب موسیٰ وہارون بھی فرمایا تھا اگر صرف ”رب العالمین“ کہتے تو فرعون سمجھتا کہ مجھ پر ایمان لائے کیوں کہ رب العالمین تو میں ہی ہوں۔انہوں نے غلط فہمی کو دور کر دیا کہ رب العالمین سے مراد تو نہیں ہے رب العالمین سے مرادرب موسی ورب ھارون ہے یعنی جو موسی اور ہارون کارب ہے ہم اس پر ایمان لائے اس سے ایک بات سمجھ میں آئی کہ مکان اشتباہ سے بچو۔

عقیدہ حیات کے منکر پر شرعی حکم:

میں آج کے حوالے سے ایک اہم عقیدے پر بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جو شخص نبی کو بتعلق روح قبر اطہر میں زندہ نہیں مانتا:

- وہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔
- ایسے بندے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
- اپنی نماز اس کو لوٹانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

منکرین حیات کی دھوکہ بازی:

میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں مانتے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو زندہ مانتے ہیں۔ آپ لوگ غلط فہمی کے اندر رہیں۔ یا روہ کہتے ہیں: ہم مانتے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں: نہیں مانتے ۔اب اشتباہ تو پڑ گیا جب اشتباہ پڑ گیا تو اللہ پاک فرماتے ہیں اشتباہ میں مت پڑو ایسا جملہ کہو جس سے اشتباہ پڑے ہی نہ۔

منکرین حیات سے آسان سا سوال:

ان سے آپ فوراً پوچھیں کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا والے جسد مبارک کو زندہ مانتے ہیں؟ جو روضہ اطہر میں قبر مبارک ہے اس قبر میں زندہ

مانتے ہیں؟ کہتے ہیں ہم تو اعلیٰ حیات مانتے ہیں ہم نے کہا بتاؤ کہ اس جسم کو مانتے ہو یا نہیں مانتے؟ بالکل دوٹوک بات کرو۔

علیین کے نام پر دھوکہ:

کہتے ہیں ہم تو اعلیٰ حیات کو مانتے ہیں۔ اعلیٰ حیات کا مطلب کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح علیین میں ہے، ہم علیین میں تو زندہ مانتے ہیں ہم نے کہا کہ نبی پاک کی روح علیین میں ہے یا جسم علیین میں ہے؟ ارے جگہ وہ اعلیٰ ہے جہاں پیغمبر کا جسد اطہر موجود ہے علیین کیسے اعلیٰ ہو گئی؟ اعلیٰ تو وہ جگہ ہے جہاں پیغمبر کا جسد اطہر موجود ہے۔

علیین والی حیات اعلیٰ کیسے ہے؟

دیوبند کا عقیدہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جس جگہ پیغمبر کا وجود اطہر موجود ہے قبر مبارک کی وہ مٹی جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگی ہے یہ کعبہ سے بھی اعلیٰ ہے، عرش سے بھی اعلیٰ ہے اور آپ کہتے ہیں علیین اعلیٰ ہے، وہ حیات اعلیٰ کیسے؟ حیات تو یہ اعلیٰ ہے جب شبہ پڑ جائے تو کیا کرو حضور پاک کے دنیاوی جسم کی حیات کا تعلق روح کے ساتھ زمینی قبر میں زندہ مانتا ہے یا نہیں مانتا؟ پھر دیکھنا حیات مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اشتباہ کے موقع پر عقیدے کو صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔

رحمت باری تعالیٰ سے مایوس نہیں ہونا چاہیے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا۔ (سورۃ النساء:48)

اس آیت کا مفہوم تو آپ سمجھتے ہیں میں نے اس کے تحت ایک واقعہ عرض کرنا ہے جو ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور تفسیر خازن کے اندر بھی

موجود ہے۔ واقعہ بڑا سننے والا ہے۔ اللہ رب العزت جب کسی پر نظر کرم فرماتے ہیں تو اللہ اس کی ہدایت کیلئے دروازے کیسے کھولتے ہیں؟

حضرت وحشی کے قبول اسلام کا واقعہ:

وحشی؛ جو بعد میں وحشی رضی اللہ عنہ بنے۔ اس وقت واقعتاً وحشی تھے بعد میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بنے۔ جنگ احد میں آئے ہندہ کے غلام تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضرت سفیان کی بیوی ہندہ، ان کے غلام تھے۔ ہندہ کے بھائی کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں قتل کیا۔ تو ہندہ نے کہا اگر تم حضرت حمزہ کو قتل کر دو میں تمہیں آزاد کر دوں گی۔ وحشی چھوٹا نیزہ چلانے کا ماہر تھا آزادی کے لالچ میں آکر وحشی نے چھپ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا حضرت حمزہ کے پیٹ میں لگا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ہندہ نے اس کو آزاد کر دیا۔ اب بتاؤ! کتنا بڑا جرم ہے؟

قبول اسلام کی پہلی دعوت:

لیکن جب اللہ کی رحمت متوجہ ہو تو کیسے متوجہ ہوتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ عرصے بعد کہ جاؤ جا کے وحشی کو اسلام کی دعوت دو صحابی گئے کہا کلمہ پڑھ لو بولے میں کلمہ کیسے پڑھ لوں کوئی بندہ زنا کرے، چوری کرے قرآن کہتا ہے "یلق اثاما" یہ بہت بڑا گناہ ہے اس کو کئی گنا عذاب ملیں گے جو بندہ چوری کرے زنا کر وے وہ تو جہنمی ہے میں نے تو سارے گناہ کیے ہیں میں نے کلمہ پڑھ بھی لیا میں تو جہنمی ہوں جہنم میں جلوں گا کیسے کلمہ پڑھوں؟

قبول اسلام کی دوسری دعوت:

اب یہ صحابی واپس آئے یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہم

نے دعوت دی اس نے اشکال کر دیا ہے قرآن کریم کی آیت اتر آئی "إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" جو بندہ ایمان لایا نیک عمل کیا اور توبہ کی خدا اس کے سارے گناہ معاف کریں گے بلکہ گناہ کی جگہ پر بھی نیکیاں لکھ دیں گے وحشی کے پاس پیغام بھیجا وحشی کہنے لگا یہ تو فرمایا جس نے توبہ کی جس نے نیک عمل کیا یہ "هذا شرط شديد" تو بڑی سخت شرط ہے ہو سکتا ہے مجھ سے توبہ نہ ہو تو پھر میں کلمہ کیوں پڑھوں؟

قبول اسلام کی تیسری دعوت:

یہ سفیر پھر واپس آیا، حضور! وحشی نے پھر اشکال کر دیا ہے پھر قرآن کریم کی آیت اتری "إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" اللہ شرک کو معاف نہیں کرتے باقی جو گناہ وہ چاہے معاف کر دیتے ہیں وحشی سے کہا اب تو آجاؤ وحشی نے پھر اشکال کر دیا کہ اللہ چاہے تو معاف کرتے ہیں پتہ نہیں میری معافی چاہتے ہیں یا نہیں۔ میں کیسے کلمہ پڑھوں؟

قبول اسلام کی چوتھی دعوت:

پھر واپس آئے صحابی کہ حضور وحشی نے یہ اعتراض کیا ہے پھر قرآن کی آیت اتری "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ" خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو خدا سارے گناہ معاف کر دے گا حضور پاک نے فرمایا جاؤ وحشی کو بتاؤ وحشی کہتا ہے اب ٹھیک ہے اب مجھے کلمہ پڑھا دو اور مسلمان ہو گئے۔ دیکھو اللہ کی رحمت جب متوجہ ہوتی ہے تو کیسے بندے کو کھینچ لیتی ہے۔

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا قتل:

حضرت وحشی خود کہتے ہیں کہ میں نے اتنا بڑا جرم کیا تھا کہ میرا دل کرتا تھا

کفارے میں نیکی بھی کوئی بہت بڑی کروں جتنا بڑا مسلمان قتل کیا ہے دل چاہتا ہے اتنا بڑا کافر بھی قتل کروں۔ مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا حضرت وحشی نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا حضرت وحشی فرمایا کرتے تھے " قَتَلْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيْرَ النَّاسِ وَقَتَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ شَرَّ النَّاسِ" کہ میں نے جس طرح زمانہ جاہلیت میں بڑا اچھا آدمی مارا تھا تو میں نے زمانہ اسلام میں سب سے گندا آدمی قتل کیا۔ میرا دل بڑا خوش ہے کہ میں نے جتنا بڑا جرم کیا نیکی بھی اتنی بڑی کی ہے۔ تو خیر میں بتا رہا تھا کہ اللہ کی رحمت متوجہ ہو تو اللہ یوں ہی معاملہ آسان فرما دیتے ہیں۔

بیت اللہ کی تولیت:

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

(سورۃ النساء:58)

میں صرف اس آیت کا چھوٹا سا پس منظر بتانا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے بیت اللہ میں گئے مکہ مکرمہ میں جو اس وقت بیت اللہ کا متولی تھا وہ عثمان بن طلحہ تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اندر جانے لگے تو اس نے کہا میں نہیں جانے دیتا۔ اس نے ترش روئی سے کام لیا، سخت الفاظ کہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان بن طلحہ! اس وقت کا انتظار کرو جس وقت دن اللہ کی چابی میرے پاس ہو گی۔ اللہ اکبر! اور بیت اللہ میں وہی داخل ہو گا جس کو میں چاہوں گا۔ عثمان بن طلحہ کہتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا کہ کیسی بات کرتے ہیں؟ عثمان بن طلحہ نے کہا کہ پھر وہ وقت تو قریش کیلئے بہت بدتر ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ وقت قریش میں سب سے زیادہ عزت کا ہو گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے لیے بیت اللہ میں گئے واپس آئے۔

حضور کے اخلاق حسنہ کا اثر:

جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت نبی پاک مکہ مکرمہ میں گئے بیت اللہ میں داخل ہونے لگے داخل ہوئے اور باہر نکلے، فرمایا: عثمان لاؤ چابی دو! عثمان نے ایک جملہ کہا میں بطور امانت آپ کو دیتا ہوں، حالانکہ امانت کیسی؟ متولی تو نبی ہے والی ہے وہ جسے چاہے چابی دے دے مگر اس نے کہا جی میں بطور امانت آپ کو چابی دیتا ہوں۔

حضور نے چابی لے لی اور فرمایا: عثمان وہ وقت یاد آگیا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ اس وقت کا انتظار کرو جب چابی میرے پاس ہو گی؟ میں چاہوں گا تو کوئی بیت اللہ میں داخل ہو گا اس نے کہا حضور مجھے اچھی طرح یاد آگئی۔ اللہ کے نبی نے فرمایا یہ لو میں تجھے چابی واپس دیتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ قیامت تک یہ چابی تمہارے خاندان میں ہی رہے گی۔ عثمان بن طلحہ نے کلمہ پڑھ لیا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(تفسیر خازن، الکشف والبیان، تفسیر السعود)

اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے جب حضور کعبہ سے باہر تشریف لائے تو زبان پر یہ آیت جاری تھے إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔

(سورۃ النساء:58)

اللہ نے حکم دیا ہے کہ امانت والے کو امانت واپس لوٹا دو۔

کسی کی بات کی رعایت رکھنا:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگرچہ امانت تھی نہیں لیکن اس نے زبان سے امانت کہہ دیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی بھی رعایت فرمائی اور فرمایا تم نے امانت کہا تھا لو ہم تمہیں واپس دیتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی رعایت فرمائی۔

فقہاء کی بات ماننا بھی ضروری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (سورۃ النساء:59)

اس آیت کو دیکھ کر بعض لوگ کہتے ہیں ہم قرآن بھی مانتے ہیں حدیث بھی مانتے ہیں فقہ کہاں سے آئی ؟ اللہ بھی مانتے ہیں رسول بھی مانتے ہیں فقہاء کہاں سے آئے؟ اس آیت کے تحت لکھا مفسرین نے لکھاہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "اولی الامر" سے مراد فقہاء ہیں اس کا مطلب کیا ہوا؟

- ✪ اللہ کی بات بھی مانو۔
- ✪ پیغمبر کی بات بھی مانو۔
- ✪ اور فقہاء کی بات بھی مانو۔
- ✪ اللہ کی بات کو "قرآن" کہتے ہیں۔
- ✪ پیغمبر کی بات کو "حدیث" کہتے ہیں۔
- ✪ فقہاء کی بات کو "فقہ" کہتے ہیں۔
- ✪ تو "قرآن" کا تذکرہ بھی قرآن میں۔
- ✪ "حدیث" کا تذکرہ بھی قرآن میں۔
- ✪ "فقہ" کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے۔
- ✪ ہم قرآن بھی مانتے ہیں۔
- ✪ حدیث بھی مانتے ہیں۔
- ✪ فقہ بھی مانتے ہیں۔
- ✪ اللہ کو بھی مانتے ہیں۔

- ✪ اللہ کے رسول کو بھی مانتے ہیں۔
- ✪ فقہاء کو بھی مانتے ہیں۔

انقلاب کے دلفریب نعرے:

آج بڑے بڑے سائن بورڈوں پر ایک جملہ لکھا ہوا ہے اس کو بڑی اچھی طرح تنقیدی نگاہ سے دیکھنا! آپ سائن بورڈ دیکھتے ہیں یا اس کے پاس سے گزر جاتے ہیں؟ تو نئے نئے سائن بورڈوں پر ایک جملہ لکھا جارہا ہے "انقلاب کے تین نشان۔ اللہ، محمد اور قرآن۔" نہیں پڑھا؟ آپ ذرا بڑے بڑے بورڈ دیکھیں! وہ ایسی جماعت ہے جو سیاسی بھی ہے اور مذہبی بھی ہے۔ اب تو آپ کو سمجھ جانا چاہیے ایسی جماعت جو مذہبی ہے اور اپنی سیاست؛ مذہب کے نام پر کرتی ہے۔ آپ دیکھیں لکھا ہوا ہے انقلاب کے تین نشان اللہ، محمد اور قرآن۔

حدیث اور فقہ کہاں چلی گئیں؟:

بتاؤ حدیث گئی یا نہیں؟ سمجھے! قرآن کا نام لیا، حدیث کا نام نہیں لیا آپ کہتے ہیں کہ جب محمد آگئے تو حدیث بھی آ گئی۔ میں کہتا ہوں جب اللہ آ گیا تو قرآن بھی آ گیا پھر قرآن کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ، محمد اور قرآن۔ اس میں حدیث کا تذکرہ بھی ختم، فقہاء کا تذکرہ بھی ختم اور فقہ کا تذکرہ بھی ختم بتاؤ یہ کون سا انقلاب ہے؟ جس میں نہ پیغمبر کی حدیث ہو اور نہ پیغمبر کے وارث فقہاء ہوں۔ بتاؤ! یہ کون سا انقلاب ہو سکتا ہے؟

استشفاع کا عقیدہ:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا۔ (سورۃ النساء:64)

اس آیت میں اللہ پاک نے یہ مسئلہ بیان فرمایاہے کہ اگر کوئی آدمی ظلم کرے اپنی جان پر اگر کسی شخص سے گناہ ہو جائے تو بخشش کا طریقہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خود بھی گناہوں کی معافی مانگے اور حضور سے گزارش کرے کہ آپ اللہ سے فرمائیں کہ اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پیغمبر اس کیلئے معافی مانگیں گے خدا اسے معاف کر دیں گے۔

استشفاع کا حکم آج بھی باقی ہے:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے لکھاہے آپ گھر جاکر معارف القرآن اٹھا کر دیکھو اگر تم دیوبندی ہو تو گھر جا کر دیکھو۔ مفتی اعظم رحمہ اللہ لکھتے ہیں جس طرح یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی میں تھا اسی طرح یہ حکم آج بھی موجود ہے آج بھی نبی کی قبر پر جاؤ اور وہاں جاکر کہو: اللہ! میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور حضور سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی میرے گناہوں کی معافی مانگیں! نبی گناہوں کی معافی مانگیں گے خدا تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے یہ حکم آج بھی موجود ہے اور اس پر مفتی اعظم پاکستان نے واقعات بھی بیان فرمائے ہیں۔

ایک واقعہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ایک واقعہ الجامع لاحکام القرآن میں امام قرطبی رحمہ اللہ نے نقل کیاہے اور یہ دونوں شافعی عالم ہیں۔ کوئی حنفی بھی نہیں ہیں۔

استشفاع کا پہلا واقعہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین بعد ایک اعرابی آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر یہ آیت پڑھی اور اسی طرح حضور سے گزارش کی۔ میں خدا سے معافی مانگتا ہوں حضور آپ بھی سفارش کریں فرماتے ہیں نبی پاک کی قبر سے آواز آئی خدا نے تیرے گناہ معاف کر دیے ہیں۔

استشفاع کا دوسرا واقعہ:

دوسرا واقعہ کیا ہے آج بھی آپ روضہ رسول پر جائیں، آج بھی اشعار درج ہیں محمد بن عبید اللہ عتبی عاشق پیغمبر تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور پاک کے روضے پر آئے پہلے سلام پیش کیا پھر یہ آیت پڑھی اے اللہ کے پیغمبر! میں آپ کے پاس آیا ہوں خود بھی گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور آپ گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی اللہ سے سفارش کریں کہ وہ میرے گناہ معاف فرمادے! یہ کہا اور واپس جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر یہ شعر پڑھے:

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه
فطاب من طيبهن القاع والأكم
نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

(تفسیر ابن کثیر ج2ص348)

آج بھی یہ اشعار روضہ اقدس پر درج ہیں اس نے کہا حضور دنیا میں جتنے بھی لوگ مدفون ہیں سب سے بہتر آپ کی جگہ ہے اس روضے کی برکت سے کائنات منور ہوتی ہے اس نے جملہ کیا کہا ہے؟ "انت ساكنه" مجھے آپ بتاؤ "ساکن" کس کو کہتے ہیں زندہ کو یا مردہ کو؟ بتاؤ ساکن کس کو کہتے ہیں؟ مسکن کہتے ہیں مکان کو ساکن رہنے والے کو، سکنٰی رہنے کی جگہ کو۔ جب نکاح ہوتا ہے تو شوہر کے ذمے دو چیزیں ہیں نان ونفقہ اور سکنٰی نان ونفقہ کا معنی ہے کھانا پینا اور کپڑے اور سکنٰی کا معنی ہے اس کو مارنے کی جگہ یا اس کو زندہ رکھنے کی جگہ (سامعین، زندہ رکھنے کی جگہ) تو ساکن کا معنی کیا ہے؟ رہنے کی جگہ۔

اب یہ شاعر کیا کہتے ہیں "نفسي الفداء" حضور میری جان فدا ہو اس

قبر پر جس میں آپ ساکن ہیں میری جان اس قبر پر فدا ہو جائے، اس میں عفت بھی ہے اس میں جود بھی ہے اس میں سخاوت بھی ہے، یہ جملے کہے۔

عقیدہ حیات النبی کو شرک کہنے والوں سے ایک سوال:

لوگ کہتے ہیں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرک ہے تو حضور کے روضے پر کیوں لکھا ہوا ہے نہیں سمجھے؟ ادھر آپ کہتے ہو نبی پاک نے دعا مانگی "اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد" اللہ میری قبر کے اوپر کبھی شرک نہ ہو۔

(موطا امام مالک ج2 ص 241 رقم الحدیث 593)

حضور کی دعا کی ہے، خدا نے قبول فرمائی ہے۔

یہ عقیدہ شرک ہے تو نبی پاک کے روضے پر کیوں لکھا ہوا ہے؟ میری بات سمجھ آئی؟ ادھر آپ کہتے ہیں کہ حضور کی دعا قبول ہو گئی قبر پر کبھی شرک نہیں ہو سکتا تو پھر یہ عقیدہ شرک کیسے ہے؟

اس نے کیا کہا" نفسی الفداء" میری جان بھی قربان ہو اس قبر پر جس میں حضور آپ تشریف فرماہیں خیر یہ چلے گئے محمد بن عبید اللہ عتبی فرماتے ہیں میں سو گیا میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور آئے فرمایا جاؤ اس دیہاتی بندے کو ملو اس کو بتاؤ خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ آج بھی جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر یوں کرو، اس مسئلے کا نام ہے "استشفاع" اس کا مطلب ہے شفاعت کی درخواست کرنا یہ اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

جو نبوت کا فیصلہ نہ مانے............؟:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (سورۃ النساء:65)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور کے دور کی بات ہے ایک یہودی اور

ایک منافق کے درمیان جھگڑا ہو گیا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا یہودی کے حق میں یہ دونوں واپس آگئے تو اب منافق کا خیال یہ تھا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں حضرت عمر یہودیوں کے سخت دشمن ہیں تو یہ فیصلہ میرے حق میں کریں گے اور یہودی کی مخالفت کریں گے۔ منافق کسے کہتے ہیں؟ اوپر سے مسلمان اندر سے کافر یہ اوپر سے مسلمان تھا یہ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور منافق کہنے لگا ہمارا فیصلہ کرو یہودی کہنے لگا عمر! یہودی کو پتہ تھا کہ عمر ہمارے دشمن ہیں لیکن فیصلہ غلط نہیں کرسکتے اس نے کہا اے عمر! ہمارا فیصلہ کرنے سے پہلے ایک بات سماعت فرمالیں ہم دونوں پہلے حضور پاک کے پاس جاچکے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں اب آپ کی مرضی ہے اب آپ جیسا چاہو فیصلہ کرو۔

حضرت عمر نے پھر کیس کی سماعت کیا فرمائی تھی فرمایا تم تھوڑی دیر ٹھہرو میں گھر سے ہو کر آتا ہوں حضرت عمر گھر گئے اور گھر سے تلوار اٹھا کر لائے اور آ کر منافق کی گردن کو کاٹ کر رکھ دیا، اور فرمایا جو نبی کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرتی ہے منافق سارے اکٹھے ہو گئے کہ عمر نے زیادتی کی ہے کیس سنا نہیں ہے قتل کا فیصلہ بنتا نہیں تھا حضرت عمر کے پاس تو کوئی گواہ نہیں ہے اس نے بات غلط کی ہے یا ٹھیک کی ہے کوئی گواہ نہیں تھا تو قرآن اترا۔

قرآن نے فرمایا " فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ " میرے پیغمبر! یہ منافق ہے مومن وہ ہوتا ہے جو آپ کے فیصلے مان لے جو آپ کا فیصلہ نہ مانے وہ تو کافر ہے عمر نے مسلمان نہیں مارا منافق مارا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن اترا ہے اور 18 آیتیں عمر کے حق میں نازل ہوئی ہیں ایک نہیں 18 موقع پر قرآن بولا ہے حضرت عمر کے حق میں۔

صراط مستقیم کی چار علامات:

وَمَنۡ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔

(سورۃ النساء:69)

اس آیت کا خلاصہ کیا ہے اس آیت میں اللہ نے صراط مستقیم کی چار علامات بیان فرمائی ہیں: نمبر 1۔ نبیین 2۔ صدیقین 3۔ شہداء 4۔ صالحین۔

- انبیاء کا راستہ
- صحابہ کا راستہ
- شہداء کا راستہ
- اولیاء کا راستہ۔

توجہ رکھنا! یہ صراط مستقیم کی علامات ہیں۔

- مرزائی اور قادیانی وہ نبیین سے نکل گئے کیونکہ وہ انبیاء کو نہیں مانتے، مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتے ہیں۔
- صدیقین سے ایران کا تخم نکل گیا وہ صحابہ کو نہیں مانتے۔
- شہداء سے اہل بدعت نکل گئے کہ ان کے پلڑے میں کوئی شہید نظر ہی نہیں آتا۔
- صالحین سے وہ شخص نکل گئے جو اولیاء کو نہیں مانتے۔
- دیوبند والے انبیاء کو بھی مانتے ہیں۔
- صحابہ کو بھی مانتے ہیں۔
- شہداء کو بھی مانتے ہیں۔
- اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

اس لیے ہمیں کوئی الجھن نہیں ہے کیونکہ ہم صراط مستقیم پر ہیں، اللہ ہمیں مرتے دم تک صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اجماع حجت شرعیہ ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ (سورۃ النساء:115)

توجہ رکھنا! یہ مسئلہ بڑا سمجھنے کا ہے حضرت محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں اجماع حجت شرعیہ ہے اس کی دلیل کیا ہے کہ اجماع حجت ہے؟

اجماع اور اس کے حجت ہونے کی دلیل:

اجماع سے مراد کیا ہے؟ جس مسئلے پر سارے فقہاء جمع ہو جائیں اس مسئلے کا نام اجماع ہے۔ اجماع کے حجت ہونے کی دلیل کیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے تین دن تک مسلسل قرآن کی تلاوت کی۔ دن کو قرآن کی تلاوت، رات کو قرآن کی تلاوت۔ ہر وقت تلاوت ہی تلاوت چھ دفعہ مکمل قرآن پڑھا اور پھر فرمایا کہ یہ آیت اجماع کے حجت ہونے پر دلیل ہے۔ (الابہاج لامام السبکی:ج2ص353)

اجماع کے منکر کی دو سزائیں:

اللہ نے فرمایا کہ جو شخص پیغمبر اور مسلمانوں کے راستے کو چھوڑ دے ہم ان کو دو سزائیں دیتے ہیں (1) دنیا میں ہدایت نہیں دیتے (2) آخرت میں اس کو جنت نہیں دیتے۔ اجماع امت دلیل شرعی ہے اور جو بندہ اجماع کا انکار کرے تو اس سے دلیلیں نہ پوچھا کریں۔

اجماع کا سب سے پہلا منکر:

سمجھیں بات کو اس کو دلیل نہ دیا کریں اس کو نکال دیا کریں۔ دفع ہو جا! ہم سے دلیلیں پوچھتا ہے۔ میں اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں۔ آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا: " اُسۡجُدُوا لِاٰدَمَ "میرے آدم کو سجدہ کرو" فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّهُمۡ أَجۡمَعُونَ" تمام ملائکہ نے سجدہ کیا"إِلاَّ إِبۡلِيسَ "مگر ابلیس نہیں کیا۔ کس نے نہیں کیا؟(ابلیس نے) تمام فرشتوں نے تو سجدہ کیا صرف ابلیس نے نہیں کیا۔ اب بتاؤ! اس کائنات میں سب سے پہلے اجماع کا انکار کس نے کیا؟(ابلیس نے، سامعین)تو پھر اللہ پاک نے تین جملے ارشاد فرمائے "أَبٰی" ابلیس نے انکار کیا"وَاسۡتَکۡبَرَ" تکبر کیا" وَکَانَ مِنَ الۡکَافِرِينَ" اور یہ کافر ہو گیا۔

منکرِ اجماع کی" دلیل":

پھر اللہ پاک نے پوچھا:"يَا إِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّ " اے ابلیس تونے میرے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس نے دلیل دی " أَنَا خَيۡرٌ مِنۡهُ خَلَقۡتَنِي مِنۡ نَارٍ وَخَلَقۡتَهُ مِنۡ طِينٍ" اللہ میں تو اس سے بہتر ہوں، مجھے آگ سے بنایا، اسے مٹی سے بنایا۔ دیکھو! مٹی کو اوپر سے پھینکو نیچے آتی ہے آگ کو نیچے ڈالو پھر بھی اوپر جاتی ہے، آگ مٹی سے افضل ہوتی ہے۔ افضل کیسے مفضول کو سجدہ کرے؟ یہ منکر اجماع کی دلیل تھی۔

منکر اجماع سے کیا کہنا چاہیے ؟:

چونکہ ابلیس نے اجماع کا انکار کیا تھا اس لیے خدا نے اجماع کے منکر کو دلیل کا جواب نہیں دیا بلکہ فرمایا:"اُخۡرُجۡ " نکل جا، دفع ہو جا۔ سمجھ گئے؟ اور آپ دلیل دینے میں لگے رہتے ہیں۔ اب خوب سمجھ لو کہ انبیاء کرام کی اپنی قبروں میں حیات پر

امت کا اجماع ہے اور اجماعِ امت کے منکر کو دلیل نہیں دیتے"اُخْرُجْ" کہہ کر اپنی صفوں میں سے نکال دیتے ہیں۔ او بھئ تو ہمارا نہیں ہے، نکل جا! یہاں سے۔

اوجی ہمارے پاس قرآن ہے۔ کیا فقہاء کے پاس قرآن نہیں تھا؟ انہوں نے قرآن کے خلاف اجماع کرلیا؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کیسی بے عقلی کی بات کرتے ہیں پھر آپ کہتے ہیں جی وہ دلیل ؟ میں کہتا ہوں اجماعِ امت کے خلاف دلیل نہیں سنتے، "اُخْرُجْ "کہہ کر صفوں سے نکال دیتے ہیں۔ ان کی صفیں الگ ہیں ہماری صفیں الگ ہیں۔ اللہ ہمیں الگ الگ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اختیاری اور اضطراری علیحدگی:

سرگودھا کے دوستو میری بات پہ ناراض نہ ہونا میں نے بات کھل کے تمہیں سمجھا دی ہے میں قیامت کے دن خدا کا مجرم نہیں ہوں۔ اس دن اعلان ہوگا "وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ" مجرم لوگ الگ الگ ہو جائیں۔ وہاں الگ ہوں گے لیکن اضطراراً الگ ہوں گے۔ یہاں الگ کرو اختیاراً کرو اضطراراً الگ کرنے پر نیکی نہیں ملتی۔ جب وہاں الگ ہونا ہی ہے تو یہیں سے الگ ہو جاؤ۔ اللہ ہمیں نبی کا عاشق بنائے(آمین) اللہ ہم سب کو نبی کا غلام بنائے(آمین)

عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی ناکام یہودی سازش:

"وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ "اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برات بیان فرمائی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی برات اس طرح ہے کہ جب یہود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے گئے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے امام ضحاک رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ

عیسیٰ علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ موجود تھے اور ابلیس نے یہودیوں

کو جا کر بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فلاں کمرے میں چھپے ہیں۔ جاؤ! انہیں گرفتار کر کے قتل کرو۔ یہودی جمع ہو کے آ گئے باہر یہودی ہیں اندر عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہودی آ گئے ہیں تم میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جو اپنی جان قربان کر دے؟ تو وہ کل قیامت کے بعد جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ ایک حواری نے کہا جی میں تیار ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنی مبارک پگڑی دی اور اپنی مبارک قمیص دی۔ انہوں نے پگڑی بھی سر پہ رکھ لی اور قمیص بھی پہن لی۔ اللہ نے شکل بھی عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنادی تو جب یہ باہر نکلے تو یہودیوں نے سمجھا یہی عیسیٰ ہیں تو اسی کو قرآن نے بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پہ نہیں چڑھے بلکہ ان کا جو شبیہ تھا اس کو انہوں نے سولی پہ چڑھایا۔ وہ قتل ہو گیا عیسیٰ علیہ السلام بچ گئے۔

طیطلانوس کون تھا؟

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا اس کا نام غالباً طیطلانوس تھا وہ یہودی تھا، جب اس کو انہوں نے گرفتار کرنے کے لیے اندر بھیجا تو اس کی شکل کو اللہ نے تبدیل کر دیا جب باہر نکلا تو یہود نے پوچھا جی کیا بنا؟ کہتا ہے اندر عیسیٰ نہیں ہے ۔ یہودی کہنے لگے واہ جی خود ہی عیسیٰ ہے اور کہتا ہے وہ نہیں ہے۔ اس کو پکڑا اور سولی پہ چڑھا دیا۔ بہر حال جو بھی روایت ہو قرآن کا فیصلہ ہے " وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ " اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنادی تھی یہود ان کو نہ قتل کر سکے اور نہ صلیب پر چڑھا سکے۔ اللہ نے ان کو آسمان پہ اٹھالیا۔ دوبارہ آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور سارے یہود و نصاریٰ بھی ان پر ایمان لائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں کوئی ایک بھی کافر نہیں ہو گا۔

قربِ قیامت اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور جنت میں موجود

ہیں۔ قربِ قیامت دنیا میں پھر تشریف لائیں گے اور دوبارہ حضور علیہ السلام کا امتی ہونے کی حیثیت سے امت کو حضور کا پیغام دیں گے۔ بعض بزرگوں نے بڑی عجیب بات لکھی ہے کہ جو نبی کو حالتِ ایمان میں دیکھے وہ صحابی بنتا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں کیوں؟ عیسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دیکھا ہے تو اس موت سے پہلے ہی دیکھا ہے تو جو حضور علیہ السلام کو حالتِ ایمان میں دیکھے وہ صحابی بنتا ہے، اس لیے جو ایمان والے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیں گے تو وہ تابعی بنیں گے۔ یہ بزرگوں نے نکتہ بیان کیا ہے۔ بہرحال ہمارا عقیدہ کہ آسمان پہ زندہ ہیں اگر ہماری زندگی میں آئے تو اللہ ہمیں ان کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

عیسائی پادری اور مسلمان عالم کا مکالمہ:

میں اس پر ایک نکتہ بیان کرکے بات ختم کرتا ہوں ایک عیسائی عالم نے ایک مسلمان عالم سے پوچھا کہ بھائی بتاؤ دو بندے ہیں ایک بندہ سو رہا ہے اور ایک بندہ جاگ رہا ہے تو تم راستہ کس سے پوچھو گے؟ مسلمان عالم نے بڑا پیارا جواب دیا کہ جو جاگ رہا ہے اگر وہ بھی اس انتظار میں ہو کہ سونے والا اٹھے گا تو میں اس سے راستہ پوچھوں گا تو بتاؤ کہ اب ہم کس سے راستہ پوچھیں گے؟ اس نے کہا جی اسی سونے والے سے۔ فرمایا پھر انتظار کرو اسی سونے والے سے ہی راستہ پوچھیں گے۔ اللہ پاک ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

متکلم اسلام ایک نظر میں

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

تدریس: معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست اعلیٰ: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مرکزی ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروس

سرپرست: احناف ٹرسٹ

تبلیغی اسفار: ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، یمن، بحرین

تصانیف: عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، دروس القرآن، نماز اہل السنت والجماعت، صراط مستقیم کورس (مرد وخواتین)، اعتکاف کورس، خطبات متکلم اسلام، مضامین متکلم اسلام، مجالس متکلم اسلام، مواعظ متکلم اسلام، شہید کربلا اور ماہ محرم، قربانی کے فضائل ومسائل، بیس رکعات تراویح، القواعد فی العقائد، اصول مناظرہ، المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ، خطبات برما۔

بیعت وخلافت: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ

امین العلماء، قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اصلاح وارشاد

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا

www.ahnafmedia.com

دروس القرآن